کنز المدارس بورڈ کے عین مطابق

تہذیب

فتح المنان

فی اثبات مذہب النعمان

تالیف:: الشیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

عربی متن مع ترجمہ اور اہم نکات آسان فہم انداز میں

کتاب میں مشتمل ابواب

باب صفتہ الصلاۃ

باب ما یقرا بعد التکبیر

باب القراۃ فی الصلاۃ

باب الرکوع و السجود

باب التشھد

باب الصلاۃ علی النبی

باب الذکر بعد الصلاۃ

مہذب :: محمد عظیم صادق علی
جامعہ فیضانِ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تہذیب فتح المنان

فی اثبات مذہب النعمان

جامعہ امام غزالی فیصل آباد

جامعۃ المدینہ

فیضان امام غزالی فیصل آباد

اگر کوئی غلطی نظر آئے تو مطلع فرمادیں

Ph# 03157936108

Muhammad Azeem Sadiq Ali

دیباچہ

تمام تعریفیں اسی اللہ رب العالمین کے لیے ہیں جس نے اس تمام جہان کو پیدا فرمایا۔ اور بے شمار درود و سلام ہوں اس کے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، اور آپ کی آل و اصحاب پر اور اس کتاب کے مصنف حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ پر، اور قیامت تک آنے والی تمام امتِ مسلمہ پر۔

اس ذاتِ باری کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے مجھ عاجز و کم علم کو یہ معمولی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

الحمد للہ اس کتاب میں عربی متن پر مکمل اعراب کے ساتھ آسان و قریب الفہم اردو ترجمہ کیا گیا ہے ہر باب کے شروع میں اہم نکات بھی ذکر کیے گئے ہیں تا کہ فقہ حنفی کے دلائل اور موقفات کو سمجھنا اور یاد کرنا آسان ہو جائے۔

اس کتاب کی امتیازی خصوصیات:

- اصل عبارت کو مکمل اعراب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔
- ہر عبارت کا آسان اور رواں اردو ترجمہ ساتھ دیا گیا ہے۔
- ہر باب کے شروع میں اہم موقفات کو ذکر کر دیا گیا ہے۔
- لمبی عبارتوں کو چھوٹے پیراگراف میں تقسیم کر کے ترجمہ کیا گیا ہے۔
- حنفی مذہب کے دلائل کو واضح اور سادہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔
- بہترین فانٹ اور رنگ کا استعمال کیا گیا ہے۔
- مشکل اصطلاحات و الفاظ کو عام فہم زبان میں واضح کیا گیا ہے۔
- صفحے کی ترتیب، عنوانات اور فاصلے کا خاص خیال رکھا گیا ہے تا کہ پڑھنے میں آنکھوں کو راحت ہو۔
- ہر باب اور فصل کے عنوان کو نمایاں کر کے دیا گیا ہے تا کہ تلاش کرنے میں آسانی ہو۔
- کتاب کے شروع میں اجمالی اور آخر میں ایک تفصیلی فہرست بنائی گئی ہے۔
- ہر اس چیز کا خاص خیال رکھا گیا ہے جس سے قاری کو آسانی ہو۔

آخر میں اپنے استادِ محترم مولانا **مفتی محمد محسن صاحب** اور **مولانا طیب شاہ صاحب** کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جن کی رہنمائی، دعاؤں اور محنت کی بدولت یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچا۔

اللہ ان کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور سب کے لیے نفع بخش بنائے۔ آمین

مہذب: محمد عظیم صادق علی

* وما توفیقی الا باللہ *

جامعہ امام غزالی فیصل آباد

کتاب کا تعارف

نام کتاب: فَتۡحُ الۡمَنَّانِ فِیۡ اِثۡبَاتِ مَذۡهَبِ النُّعۡمَانِ

مصنف: الشیخ المحقق المحدث الفقیہ عبد الحق بن سیف الدین الدھلوی رحمہ اللہ

موضوع: یہ کتاب امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب "**مذھب النعمان**" کے دلائل اور اثبات پر لکھی گئی ہے۔ اس میں احناف کے مسائل کو قرآن وحدیث سے ثابت کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں کل 9 ابواب ہیں:

1. باب صفتہ الصلاۃ
2. باب مایقرا بعد التکبیر
3. باب القراۃ فی الصلاۃ
4. باب الرکوع والسجود
5. باب التشھد
6. باب الصلاۃ علی النبی ﷺ
7. باب الدعاء فی التشھد
8. باب الذکر بعد الصلاۃ
9. باب مایجوز من العمل فی الصلاۃ ومایباح منہ

اس کتاب میں ہر مسئلے کے بعد احناف کی دلیل اور دوسرے ائمہ کا موقف بھی دیا گیا ہے تاکہ "**اثبات مذھب النعمان**" ہو جائے۔

ابواب کا مختصر تعارف:

1۔ باب صفتہ الصلاۃ

اس باب میں نماز کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ رفع یدین، ہاتھ باندھنا، تعدیل ارکان، افتراش، تورک، سلام اور درود کے متعلق چاروں ائمہ کے اقوال اور احناف کی دلیل ذکر ہے۔

جامعہ امام غزالی فیصل آباد

2۔باب مایقرابعد التکبیر

تکبیر تحریمہ کے بعد کیا پڑھا جائے اس کا بیان ہے۔ اس میں ثناء، تعوذ، تسمیہ اور دعائے استفتاح کا حکم اور احناف کا موقف دلائل کے ساتھ ہے۔

3۔باب القراۃ فی الصلاۃ

نماز میں قراءت کے مسائل ہیں۔ جہری و سری نماز، سورہ فاتحہ کا حکم، مقتدی کا امام کے پیچھے قراءت کرنا اور آمین بالجہر کا مسئلہ اس باب میں ہے۔

4۔باب الرکوع والسجود

رکوع و سجود کے آداب، تسبیحات، رکوع سے اٹھنے کی دعا اور جلسہ استراحہ کا بیان ہے۔ اس میں احناف اور غیر احناف کا طریقہ واضح کیا گیا ہے۔

5۔باب التشھد

تشہد کے الفاظ، اس کی مختلف روایات اور انگلی سے اشارہ کرنے کا حکم بیان ہوا ہے۔ اس باب میں تشہد ابن مسعود کو راجح قرار دیا گیا ہے۔

6۔باب الصلاۃ علی النبی ﷺ

آخری تشہد میں نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم ہے۔ درود ابراہیمی کی فضیلت اور اس کے واجب یا سنت ہونے پر ائمہ کا اختلاف ذکر ہے۔

7۔باب الدعاء فی التشھد

تشہد اور درود کے بعد کون سی دعائیں مانگی جائیں اس کا بیان ہے۔ اس میں مسنون دعائیں جیسے **اللھم انی اعوذبك من عذاب جھنم** وغیرہ شامل ہیں۔

8۔باب الذکر بعد الصلاۃ

نماز سے فارغ ہونے کے بعد کے اذکار کا بیان ہے۔ 33بار تسبیح، 33بار تحمید، 34بار تکبیر، آیت الکرسی اور دیگر مسنون اذکار اس باب میں ہیں۔

9۔باب مایجوز من العمل فی الصلاۃ ومایباح منہ

نماز کی حالت میں کون سے کام جائز ہیں اور کون سے مباح ہیں اس کا بیان ہے۔ جیسے کھانسنا، سلام کا جواب اشارے سے دینا، بچے کو اٹھانا وغیرہ۔

فتح المنان فی اثبات مذہب النعمان

مصنف کا تعارف

مصنف: الشیخ المحقق المحدث الفقیہ عبد الحق بن سیف الدین بن سعد الدین الدھلوی رحمہ اللہ

ولادت: آپ 958ھ بمطابق 1551ء میں دہلی میں محرم الحرام کے مہینے میں پیدا ہوئے۔

حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کے حالات زندگی:

نام و نسب:

نام: عبد الحق   والد: سیف الدین   لقب: محدث دہلوی، شیخ الاسلام   سلسلہ: سہروردیہ

تعلیم:

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سیف الدین بن سعد الدین سے حاصل کی۔

اساتذہ:

آپ کے اساتذہ میں: شیخ عبد الوہاب متقی، شیخ علی متقی، شیخ جمال مکی شامل ہیں۔

آپ فقہ، حدیث، تفسیر، نحو اور تصوف میں یکتا تھے۔

مقام و مرتبہ:

برصغیر کے سب سے بڑے محدث مانے جاتے ہیں۔ اسی لیے "**محدث دہلوی**" کے لقب سے مشہور ہیں۔

تصوف میں سہروردی سلسلے کے بڑے شیخ تھے۔

عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں پر عبور تھا۔

مشہور تصانیف:

آپ نے 100 سے زائد کتابیں لکھیں۔ چند مشہور یہ ہیں:

* 1. اشعۃ اللمعات:- مشکاۃ کی شرح، 4 جلدیں
* 2. مدارج النبوۃ:- سیرت پر شاہکار کتاب، 2 جلدیں
* 3. اخبار الاخیار:- اولیاء ہند کے حالات
* 4. لمعات التنقیح:- مشکاۃ کی دوسری شرح
* 5. فتح المنان فی اثبات مذہب النعمان

وفات:

آپ 21 ربیع الاول 1052ھ بمطابق 1642ء کو دہلی کے شہر ھند میں وفات پائی۔ مزار: دہلی میں مہندیان کے علاقے میں ہے

جامعہ امام غزالی فیصل آباد

مشکل الفاظ و اصطلاحات

الفاظ	وضاحت
جم غفیر	بہت بڑا مجمع۔ ہزاروں لوگوں کا ہجوم
مبوب	"باب" سے منسوب۔ کسی کتاب کا باب
مولی	آزاد کردہ غلام
معلول	علت والا۔ حدیث کی اصطلاح میں: وہ حدیث جس میں کوئی پوشیدہ نقص ہو جو اس کی صحت کو ختم کر دے
مرسل	وہ حدیث جس میں تابعین نے صحابی کا ذکر چھوڑ کر براہ راست نبی ﷺ سے روایت کی ہو۔ جیسے "قال رسول اللہ"
روایت	حدیث کو ایک سے دوسرے تک پہنچانا۔ الفاظ کا نقل کرنا
درایت	حدیث کے متن اور راوی کو سمجھ کر پرکھنا۔ عقل اور تحقیق سے حدیث کی جانچ کرنا
احادیث صحیحہ	وہ احادیث جن کی سند متصل ہو، راوی عادل اور ضابط ہوں، شاذ اور معلول نہ ہوں
روایات صریحہ	واضح اور صاف الفاظ والی روایات۔ جن میں کوئی ابہام، کنایہ یا احتمال نہ ہو
صلاۃ الحاقن	پیشاب روک کر نماز پڑھنا
صلاۃ الحاقب	پاخانہ روک کر نماز پڑھنا
صلاۃ الحازق	ریح روک کر نماز پڑھنا / شدتِ بھوک پیاس کے ساتھ نماز پڑھنا
المسبل	کپڑا لٹکا کر نماز پڑھنا۔ یعنی چادر یا کرتا اس طرح پہننا کہ کندھے ننگے رہ جائیں
المختصر	کمر پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنا۔ یہ تکبر اور یہود کا طریقہ ہے
المتصلب	بت کی طرح اکڑ کر کھڑا ہونا / دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر کھڑا ہونا
الصافن	ایک پاؤں پر کھڑا ہو کر دوسرا پاؤں اٹھا لینا۔ جیسے گھوڑا کھڑا ہوتا ہے
الصافد	دونوں پاؤں ملا کر کھڑا ہونا
الکافت	کپڑے یا بال سمیٹ کر سجدہ کرنا۔ تاکہ وہ زمین پر نہ لگیں
الواصل	بالوں میں دوسرے بال جوڑنا۔ عورت کا وگ لگانا بھی اس میں آتا ہے
الملتفت	نماز میں دائیں بائیں گردن گھمانا۔ بغیر ضرورت کے
العابث بالید	ہاتھوں سے کھیلنا۔ داڑھی، کپڑے، زمین سے بلا ضرورت کھیلنا
المسدل	چادر کو اس طرح اوڑھنا کہ دونوں طرف سے لٹکی ہو اور ہاتھ باہر نہ نکلیں

اجمالی فہرست

نمبر شمار	ابواب	صفحہ نمبر
1	باب الاول: باب الصفۃ الصلاۃ	9
2	باب الثانی: باب مایقرا بعد التکبیر	38
3	باب الثالث: باب القراۃ فی الصلاۃ	50
4	باب الرابع: باب الرکوع والسجود	81
5	باب الخامس: باب التشہد	105
6	باب السادس: باب الصلاۃ علی النبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	121
7	باب السابع: باب الدعا فی التشہد	132
8	باب الثامن: باب الذکر بعد الصلاۃ	143
9	باب التاسع: باب مالا یجوز من العمل فی الصلاۃ وما یباح منہ	147

جامعہ امام غزالی فیصل آباد

پہلا باب

باب صفتہ الصلاۃ

جامعہ امام غزالی فیصل آباد

فَتْحُ الْمَنَّانِ

فِیْ اِثْبَاتِ مَذْهَبِ النُّعْمَانِ

1۔اہم موقفات: باب صفتہ الصلاۃ

1. نماز میں رفع یدین کرنا:

امام شافعی اور امام احمد کا موقف: نماز میں رفع یدین کرنا ہے۔

شوافع اور امام احمد کے نزدیک چار بار رفع یدین ہے۔

1۔ تکبیر تحریمہ کے وقت

2۔رکوع میں جاتے وقت

3۔رکوع سے اٹھتے وقت

4۔ تیسری رکعت کیلئے کھڑے ہوتے وقت یعنی سیدھا کھڑے ہو کر

دلیل: حدیثِ ابن عمر

رفع یدین کے قائل صحابہ کرام: حضرت ابن عمر، جابر بن عبد اللہ، ابوہریرہ، انس، ابن عباس اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم

رفع یدین کے قائل تابعین: امام حسن بصری، عطاء، طاوس، مجاہد، نافع، سالم بن عبد اللہ، سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالی

اور اسی طرح امام اوزاعی، عبد اللہ بن مبارک، امام شافعی، امام احمد، اور اسحاق کا بھی یہی موقف ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ کا موقف: صرف تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھوں کو اٹھانا۔

دلیل: حدیثِ ابن مسعود

ترکِ رفع یدین بہت سے صحابہ کرام و تابعین کا عمل تھا۔

اور اسی طرح سفیان ثوری اور اہل کوفہ (امام اعظم ابو حنیفہ) کا بھی یہی موقف ہے۔

2. ہاتھ باندھنے کا طریقہ:

احناف کا موقف: دائیاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا (حدیث ابن مسعود) اور ناف کے نیچے رکھنا (حضرت علی کا قول)۔

امام مالک کا موقف: ارسال (ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا) یہ عزیمت ہے اور باندھنا رخصت ہے۔

شوافع کا موقف: ان کے تین اقوال ہیں۔

1۔سینے پر ہاتھ باندھنا

2۔سینے کے نیچے اور ناف کے اوپر

جامعہ امام غزالی فیصل آباد

3۔ نحر (حلق) کے نیچے

امام احمد کا موقف: ان کے تین اقوال ہیں۔

1۔ ہاتھوں کو ناف کے نیچے (جیسے احناف کا موقف ہے)۔

2۔ سینے کے نیچے یا سینے پر

3۔ نمازی کو اختیار ہے کہ جس طریقے پر چاہے عمل کرے کیونکہ دونوں ثابت ہیں۔

3. تعدیل ارکان:

امام شافعی، امام احمد، امام ابو یوسف، ایک روایت میں امام مالک:

ان سب کے نزدیک تعدیل ارکان میں اطمینان فرض اور اسی طرح قومہ اور جلسہ کرنا بھی فرض ہے۔

بعض مالکیہ اور طرفین (امام ابو حنیفہ اور امام محمد):

ان کے نزدیک تعدیل ارکان میں اطمینان واجب ہے اور قومہ اور جلسہ سنت ہے۔

4. کیفیت تشہد:

تشہد کے بارے میں دو کیفیات ہیں ایک افتراش اور دوسری کیفیت تورک ان کی تعریف درج ذیل ہے:

افتراش: دائیاں پاؤں کھڑا کر کے اور بائیاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھنا۔

تورک: بائیں پاؤں کو دائیں پاؤں کے نیچے سے نکال کر دونوں پاؤں کو دائیں طرف نکال کر سرین کے بل بیٹھنا۔

احناف کا موقف: افتراش کرنا دونوں قعدوں میں (قعدہ اولی اور قعدہ اخیرہ)

شوافع کا موقف: پہلے قعدہ میں افتراش اور آخری قعدہ میں تورک (جیسے فجر)

امام مالک کا موقف: تمام قعدوں میں تورک

امام احمد کا موقف: تورک صرف اس آخری قعدے میں جس سے پہلے ایک قعدہ گزر چکا (جیسے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء)

نوٹ: تورک میں مشقت کم ہے بنسبت افتراش کے

5. سلام پھیرنا:

شوافع اور امام احمد کا موقف: سلام پھیرنا فرض ہے۔

احناف کا موقف: سلام پھیرنا واجب ہے۔

6. درود شریف پڑھنا:

شوافع کا موقف: آخری تشہد میں فرض ہے۔

احناف کا موقف: درود شریف کے بارے میں تمام احادیث سند کے اعتبار سے اضعف ہیں لہذا اسے سنت یا واجب تو کہا جاسکتا ہے لیکن فرض نہیں

7. نماز سے باہر درود شریف پڑھنا:

جامعہ امام غزالی فیصل آباد

امام کرخی کے نزدیک: ایک بار زندگی میں درود و سلام پڑھنا فرض ہے۔
امام طحاوی کے نزدیک: جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو درود و سلام بھیجنا فرض ہے۔

1۔ باب صفة الصلاة

[950] وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ، وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ». رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا النَّسَائِيُّ.

حضرت علی بن ابی طالب رَضِیَ اللهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا: نماز کی کنجی پاکیزگی (وضو) ہے، اس کی تحریم (نماز میں داخل ہونا اور دنیاوی باتوں کا حرام ہونا) تکبیر (اللہ اکبر کہنا) ہے اور اس کی تحلیل (نماز سے باہر آنا) سلام پھیرنا ہے۔ (اسے نسائی کے علاوہ پانچوں ائمہ حدیث نے روایت کیا ہے)۔

شوافع کی دلیل (رفع یدین پر)

[951] وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ يُكَبِّرُ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَلَا يَفْعَلُهُ حِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ،
وَفِي رِوَايَةٍ: إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذَلِكَ أَيْضًا وَقَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ. وَفِي أُخْرَى نَحْوُهُ، قَالَ: وَلَا يَفْعَلُ حِينَ يَسْجُدُ وَلَا حِينَ يَرْفَعُ مِنَ السُّجُودِ، وَإِذَا قَامَ إِلَى الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا دُونَ ذَلِكَ.
رَوَاهُ السِّتَّةُ مَعَ اخْتِلَافٍ فِي الرِّوَايَاتِ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں کے برابر اٹھاتے، پھر تکبیر (تکبیرِ تحریمہ) کہتے۔ جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ رکوع کا ارادہ فرماتے تب بھی اسی طرح کرتے، اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی ایسا ہی کرتے۔ البتہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ سجدوں سے سر اٹھاتے وقت ایسا (رفع الیدین) نہیں کرتے تھے۔

اور ایک روایت میں ہے: جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھ اسی طرح اٹھاتے (جس طرح شروع میں اٹھائے تھے) اور فرماتے: 'سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ (اللہ نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی، اے ہمارے رب! تمام تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں)۔

اور ایک دوسری روایت میں اس کی مانند (ذکر) ہے، اس میں (راوی نے) کہا: اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ (ہاتھوں کو) اس وقت نہیں اٹھاتے تھے جب سجدہ کرتے اور نہ اس وقت جب سجدے سے سر اٹھاتے۔ اور جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ دو رکعتوں (کے بعد تیسری) کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے تھے، اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو انہیں اس سے کچھ کم (بلندی تک) اٹھاتے۔

(اسے چھ ائمہ حدیث نے روایت کیا ہے، اگرچہ مختلف روایتوں کے الفاظ میں کچھ فرق ہے)۔

احناف کے (3) دلائل (ترک رفع یدین پر)

[952] وَعَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَالَ لَنَا ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَوْمًا: أَلاَ أُصَلِّي بِكُمْ صَلاَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً مَعَ تَكْبِيرَةِ الِافْتِتَاحِ. وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ وَقِيَامٍ وَقُعُودٍ، وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ. أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ایک دن حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہ عَنْہُ نے ہم سے فرمایا: 'کیا میں تمہیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی طرح نماز نہ پڑھاؤں؟' پھر انہوں نے نماز پڑھائی تو انہوں نے (نماز کے دوران) صرف ایک مرتبہ (شروع میں) تکبیرِ تحریمہ کے ساتھ ہی اپنے ہاتھ اٹھائے (اس کے علاوہ پوری نماز میں ہاتھ نہیں اٹھائے)۔ اور ایک (دوسری) روایت میں ہے: انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ ہر دفعہ جھکتے (رکوع و سجدہ میں جاتے)، اٹھتے، کھڑے ہوتے اور بیٹھتے وقت 'اللہ اکبر' کہتے تھے، اور اسی طرح حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا بھی کرتے تھے۔ (اسے امام ترمذی اور امام نسائی نے روایت کیا ہے)۔

[953] وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلاَةَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى قَرِيبٍ مِنْ أُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُودُ.

وَفِي رِوَايَةٍ مِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ ثُمَّ لَا يَعُودُ، وَفِي أُخْرَى: قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلاَةَ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا حَتَّى انْصَرَفَ. أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ وَقَالَ: هَذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ بِصَحِيحٍ.

حضرت براء بن عازب رَضِیَ اللہ عَنْہُ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کو دیکھا کہ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے نماز کا آغاز کیا تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں کے قریب تک اٹھائے، پھر دوبارہ ایسا (رفع الیدین) نہیں کیا۔ اور ایک روایت میں اسی کی مانند ذکر ہے لیکن اس میں (ثُمَّ لَا يَعُودُ) 'پھر دوبارہ نہیں کیا' کے الفاظ نہیں ہیں۔ جبکہ ایک دوسری روایت میں ہے: (حضرت براء رَضِیَ اللہ عَنْہُ نے) کہا: میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کو دیکھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، پھر نماز سے فارغ ہونے تک دوبارہ انہیں نہیں اٹھایا۔

(اسے امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا: 'یہ حدیث صحیح نہیں ہے' یعنی اس کی سند پر جرح کی گئی ہے)۔

[954] وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الشِّتَاءِ فَرَأَيْتُ أَصْحَابَهُ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ فِي ثِيَابِهِمْ فِي الصَّلاَةِ.

وَفِي أُخْرَى: أَنَّهُ أَبْصَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَامَ إِلَى الصَّلاَةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى كَانَتَا بِحِيَالِ مَنْكِبَيْهِ، وَحَاذَى بِإِبْهَامَيْهِ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ كَبَّرَ،

وَفِي أُخْرَى: أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ مَعَ التَّكْبِيرَةِ، وَفِي أُخْرَى: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ إِبْهَامَيْهِ فِي الصَّلاَةِ إِلَى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ. وَفِيهِ رِوَايَاتٌ مُتَعَدِّدَةٌ قَرِيبَةٌ مِمَّا ذُكِرَ. أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ.

حضرت وائل بن حجر رَضِیَ اللہ عَنْہُ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں موسمِ سرما (سردی) میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو میں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے صحابہ کو دیکھا کہ وہ نماز میں (شدید سردی کی وجہ سے) اپنے کپڑوں (چادروں) کے اندر ہی ہاتھ اٹھا رہے تھے۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے: انہوں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کو دیکھا کہ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے کندھوں کے برابر ہو گئے، اور اپنے دونوں انگوٹھوں کو اپنے کانوں کے برابر کیا، پھر تکبیر کہی۔

جامعہ امام غزالی فیصل آباد

اور ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو تکبیر (تحریمہ) کے ساتھ ہاتھ اٹھاتے دیکھا۔ اور ایک اور روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نماز میں اپنے انگوٹھوں کو اپنے کانوں کی لو (نچلے حصے) تک اٹھاتے تھے۔

(اور اس بارے میں اسی طرح کی کئی روایات ہیں جو ذکر کردہ باتوں کے قریب قریب ہیں۔ اسے امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے)۔

نماز میں ہاتھ باندھنے کے دلائل

[955] وَعَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: قَالَ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ: «كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنَى عَلَى ذِرَاعِهِ الْيُسْرَى، قَالَ أَبُو حَازِمٍ: لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا يَنْمِي ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ». أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَالْمُوَطَّأُ.

ابو حازم سے روایت ہے کہ حضرت سہل بن سعد رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا: لوگوں کو (یہ) حکم دیا جاتا تھا کہ آدمی اپنا دائیں ہاتھ اپنی بائیں کلائی (ذراع) پر رکھے۔ ابو حازم کہتے ہیں کہ: میں نہیں جانتا مگر یہی کہ وہ (سہل بن سعد) اس حکم کی نسبت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف کرتے تھے (یعنی یہ حکم آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہی کا تھا)۔ اسے امام بخاری اور امام مالک (موطائیں) نے روایت کیا ہے۔

[956] وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: كَانَ يُصَلِّي فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى الْيُمْنَى فَرَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى». أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ.

حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ: وہ نماز پڑھ رہے تھے اور انہوں نے اپنا بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ پر رکھا ہوا تھا۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انہیں (اس حالت میں) دیکھا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے (خود ان کا ہاتھ پکڑ کر) ان کا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ دیا۔ (اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے)

[957] وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: «رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ قَائِمًا فِي الصَّلَاةِ قَبَضَ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ». أَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت وائل بن حجر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھا کہ جب آپ نماز میں (قیام کی حالت میں) کھڑے ہوتے، تو اپنے دائیں ہاتھ سے اپنے بائیں ہاتھ کو پکڑ لیتے تھے۔ (اسے نسائی نے روایت کیا ہے)۔

[958] وَعَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: السُّنَّةُ وَضْعُ الْكَفِّ [عَلَى الْكَفِّ] فِي الصَّلَاةِ وَيَضَعُهُمَا تَحْتَ السُّرَّةِ. أَخْرَجَهُ رَزِينٌ.

حضرت ابوجحیفہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضرت علی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا: نماز میں سنت (طریقہ) یہ ہے کہ ایک ہتھیلی کو دوسری ہتھیلی پر رکھا جائے اور ان دونوں کو ناف کے نیچے رکھا جائے۔ (اسے رزین نے روایت کیا ہے)۔

تعدیل ارکان

[959] وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيُتِمَّ رُكُوعَهُ وَلَا يَنْقُرُ فِي سُجُودِهِ فَإِنَّمَا مَثَلُ ذَلِكَ كَمَثَلِ الْجَائِعِ يَأْكُلُ التَّمْرَةَ وَالتَّمْرَتَيْنِ فَمَاذَا يُغْنِيَانِ عَنْهُ». رَوَاهُ تَمَّامٌ وَابْنُ عَسَاكِرَ.

حضرت عبد اللہ الاشعری رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اسے چاہیے کہ اپنا رکوع مکمل کرے اور سجدوں میں ٹھونگیں نہ مارے (یعنی بہت جلدی نہ کرے)۔ کیونکہ اس (تیز نماز پڑھنے والے) کی مثال اس بھوکے کی سی ہے جو ایک یا دو کھجوریں کھاتا ہے، تو وہ اس کا کیا بھلا کریں گی (یعنی اس سے اس کی بھوک نہیں مٹے گی)۔ (اسے تمام اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے)

[960] وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي قَدْ صَفَّ بَيْنَ قَدَمَيْهِ، فَقَالَ: «خَالَفْتَ السُّنَّةَ، لَوْ رَاوَحْتَ بَيْنَهُمَا كَانَ أَفْضَلَ».

وَفِي أُخْرَىٰ: قَالَ: «أَخْطَأَ السُّنَّةَ، وَلَوْ رَاوَحَ بَيْنَهُمَا كَانَ أَعْجَبَ إِلَيَّ». أَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا جس نے اپنے دونوں پاؤں (بالکل ملا کر) برابر جوڑے ہوئے تھے، تو انہوں نے فرمایا: تم نے سنت کی مخالفت کی، اگر تم ان کے درمیان (تھوڑا) فاصلہ رکھتے تو یہ زیادہ بہتر ہوتا۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے فرمایا: اس نے سنت میں خطا کی، اور اگر وہ ان (پاؤں) کے درمیان باری باری بوجھ بدلتا (یعنی آرام دیتا) تو یہ مجھے زیادہ پسند ہوتا۔ (اسے نسائی نے روایت کیا ہے)۔

[961] وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: «مِنْ أَخْلَاقِ النَّبِيِّينَ وَضْعُ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ». رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ.

حضرت ابو درداء رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام کے اخلاق (اور سنتوں) میں سے یہ ہے کہ (نماز میں) دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا جائے۔ (اسے ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے)۔

[962] وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ: «صَفُّ الْقَدَمَيْنِ وَوَضْعُ الْيَدِ عَلَى الْيَدِ مِنَ السُّنَّةِ». أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ.

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے نماز میں پاؤں برابر رکھنا اور (ایک) ہاتھ کو (دوسرے) ہاتھ پر رکھنا سنت میں سے ہے۔

(اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے)۔

[963] وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا تُجْزِئُ صَلَاةُ أَحَدِكُمْ حَتَّى يُقِيمَ ظَهْرَهُ فِي الرُّكُوعِ [وَالسُّجُودِ]». أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

حضرت ابو مسعود بدری رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تم میں سے کسی کی نماز اس وقت تک کفایت نہیں کرتی (یعنی مکمل یا درست نہیں ہوتی) جب تک کہ وہ رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ کو سیدھا نہ کرلے۔

(اسے ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے، اور امام ترمذی نے اسے حدیث حسن صحیح کہا ہے)۔

[964] وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «أَتِمُّوا الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ».

وَفِي أُخْرَىٰ: «أَقِيمُوا الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِ ظَهْرِي إِذَا مَا رَكَعْتُمْ وَإِذَا مَا سَجَدْتُمْ». رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ.

حضرت انس رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو فرماتے ہوئے سنا: رکوع اور سجدوں کو مکمل کیا کرو۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: رکوع اور سجدوں کو (صحیح طریقے سے) قائم کرو، پس اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! بے شک میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی (اسی طرح) دیکھتا ہوں (جیسے سامنے سے دیکھتا ہوں) جب تم رکوع کرتے ہو اور جب تم سجدہ کرتے ہو۔ (اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے)

[965] وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: «رَمَقْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاتِهِ، كَانَ رُكُوعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُجُودُهُ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ مَا خَلَا الْقِيَامَ وَالْقُعُودَ قَرِيباً مِنَ السَّوَاءِ».

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ، وَيَتِمُّ الْكَلَامُ فِي بَابِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ بَاقِي الْأَرْكَانِ فِي مَوَاضِعِهِمَا.

حضرت براء بن عازب رَضِیَ اللهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی نماز کا غور سے مشاہدہ کیا، تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا رکوع، آپ کا سجدہ، دونوں سجدوں کے درمیان (بیٹھنا) اور جب رکوع سے سر اٹھاتے (تو قومہ کرنا)، یہ سب ارکان (دورانیے میں) سوائے قیام اور (تشہد والے) قعود کے، تقریباً برابر تھے۔ (اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے) اور رکوع و سجود کے باب (مقام) میں باقی ارکان کا کلام (تفصیل) ان کے اپنے اپنے مقامات پر مکمل کیا جائے گا۔

[966] وَعَنْ هَانِئِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الصَّدَفِيِّ قَالَ: «حَجَجْتُ زَمَنَ عُثْمَانَ فَجَلَسْتُ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَجُلٌ يُحَدِّثُهُمْ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْماً فَأَقْبَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى فِي هَذَا الْعَمُودِ فَعَجَّلَ قَبْلَ أَنْ يُتِمَّ صَلَاتَهُ ثُمَّ خَرَجَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ هَذَا لَوْ مَاتَ لَمَاتَ وَلَيْسَ مِنَ الدِّينِ عَلَى شَيْءٍ، إِنَّ الرَّجُلَ لَيُخَفِّفُ صَلَاتَهُ وَيُتِمُّهَا»، وَقَالَ: فَسَأَلْتُ عَنِ الرَّجُلِ مَنْ هُوَ فَقِيلَ: عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ الْأَنْصَارِيُّ.

ہانی بن معاویہ الصدفی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کے دورِ خلافت میں حج کیا، تو میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی مسجد (مسجد نبوی) میں بیٹھا۔ وہاں ایک صاحب لوگوں کو حدیث سنا رہے تھے، انہوں نے کہا: ایک دن ہم رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس موجود تھے کہ ایک شخص آیا اور اس ستون کے پاس نماز پڑھی، اس نے اپنی نماز مکمل کرنے سے پہلے ہی جلدی بازی کی اور پھر چلا گیا۔ تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اگر یہ شخص (اسی حالت میں) مر جائے تو وہ دین پر نہیں مرے گا، بیشک آدمی نماز ہلکی (مختصر) تو پڑھ سکتا ہے لیکن اسے پورا (مکمل ارکان کے ساتھ) کرنا چاہیے۔ (راوی کہتے ہیں کہ) میں نے پوچھا یہ (حدیث سنانے والے) صاحب کون ہیں؟ تو بتایا گیا کہ یہ عثمان بن حنیف انصاری ہیں۔

[967] وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: «إِنَّ الرَّجُلَ لَيَنْصَرِفُ وَمَا كُتِبَ لَهُ إِلَّا عُشْرُ صَلَاتِهِ تُسْعُهَا، ثُمُنُهَا، سُبُعُهَا، سُدُسُهَا، خُمُسُهَا، رُبُعُهَا، ثُلُثُهَا، نِصْفُهَا». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

حضرت عمار بن یاسر رَضِیَ اللهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے تھے: بیشک بندہ (نماز پڑھ کر) فارغ ہوتا ہے اور اس کے لیے اس کی نماز کا صرف دسواں حصہ لکھا جاتا ہے، (یا) نواں حصہ، آٹھواں حصہ، ساتواں حصہ، چھٹا، پانچواں، چوتھا، تہائی حصہ یا آدھا حصہ۔ (اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے)

[968] وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ شَيْبَانَ -وَكَانَ مِنَ الْوَفْدِ- قَالَ: خَرَجْنَا حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْنَاهُ وَصَلَّيْنَا خَلْفَهُ فَلَمَحَ بِمُؤَخَّرِ عَيْنِهِ رَجُلًا لَا يُقِيمُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَالَ: «يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ، لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا يُقِيمُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ». رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ.

عبد الرحمن بن علی بن عثمان بن شیبان (جو وفد میں شامل تھے) سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہم نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی بیعت کی اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے گوشہ چشم (آنکھ کے کونے) سے ایک شخص کو دیکھا جو رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کر رہا تھا۔ جب نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نماز مکمل کر چکے تو فرمایا: اے مسلمانوں کے گروہ! اس شخص کی کوئی نماز نہیں جو رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کرتا۔ (اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے)

[969] وَعَنْ أَبِي جَعْفَرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَنْكُتُ بِرَأْسِهِ فِي سُجُودِهِ فَقَالَ: «لَوْ مَاتَ هَذَا وَهَذِهِ صَلَاتُهُ مَاتَ عَلَى غَيْرِ دِينِي».

حضرت ابو جعفر رَضِیَ اللہ عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنے سجدے میں (پرندے کی طرح) ٹھونگیں مار رہا تھا، تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اگر یہ شخص مر جائے اور اس کی نماز یہی ہو، تو وہ میرے دین کے علاوہ (کسی اور طریقے) پر مرے گا۔

[970] وَعَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ قَالَ: نَظَرَ حُذَيْفَةُ إِلَى رَجُلٍ فِي الْمَسْجِدِ [يُصَلِّي] وَلَا يُقِيمُ ظَهْرَهُ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ لَهُ: أَيَأْلَمُ ظَهْرُكَ قَالَ: لَا، قَالَ: إِنَّكَ لَوْ مُتَّ عَلَى حَالِكَ هَذِهِ مُتَّ مُخَالِفًا لِسُنَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. أَخْرَجَهُ. كَذَا فِي الْأَصْلِ.

محارب بن دثار سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہ (رضی اللہ عنہ) نے مسجد میں ایک شخص کو دیکھا جو (نماز پڑھ رہا تھا اور) اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کر رہا تھا، جب وہ فارغ ہوا تو انہوں نے اس سے پوچھا: کیا تمہاری پیٹھ میں درد ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ (حضرت حذیفہ نے) فرمایا: اگر تم اسی حالت پر مر گئے تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنت کی مخالفت کرتے ہوئے مرو گے۔ (اسے نکالا گیا ہے - جیسا کہ اصل (یہ کتاب کا نام ہے) میں ہے)

[971] وَعَنْ شَقِيقٍ قَالَ: إِنَّ حُذَيْفَةَ رَأَى رَجُلًا لَا يُتِمُّ رُكُوعَهُ وَلَا سُجُودَهُ، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ دَعَاهُ، فَقَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ: مَا صَلَّيْتَ - قَالَ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: - وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلَى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِي فَطَرَ اللهُ [عَلَيْهَا] مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

شقیق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہ رَضِیَ اللہ عَنْہُ نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنا رکوع اور سجدہ مکمل نہیں کر رہا تھا، جب اس نے اپنی نماز پوری کر لی تو انہوں نے اسے بلایا۔ حضرت حذیفہ نے اس سے فرمایا: تم نے نماز نہیں پڑھی (راوی کہتے ہیں کہ) میرا خیال ہے انہوں نے یہ بھی فرمایا: اور اگر تم (اسی حال میں) مر گئے تو اس فطرت (دین) کے علاوہ پر مرو گے جس پر اللہ نے محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو پیدا فرمایا تھا۔ (اسے بخاری نے روایت کیا ہے)

[972] وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: «الصَّلَاةُ مِكْيَالٌ، فَمَنْ أَوْفَى أَوْفَى اللهُ لَهُ، وَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا قَالَ اللهُ فِي الْكَيْلِ: ﴿وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ﴾». رَوَاهُمَا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ.

حضرت سلمان فارسی رَضِیَ اللہ عَنْہُ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: نماز ایک پیمانہ ہے، پس جس نے (اسے) پورا بھرا تو اللہ اس کے لیے (اجر) پورا کر دے گا، اور تم جان چکے ہو کہ اللہ نے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے بارے میں کیا فرمایا ہے: ﴿**بڑی ہلاکت ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے**﴾۔ (ان دونوں کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے)

تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ

(شوافع اور امام احمد کی دلیل)

[973] وَعَنْ أَبِي حُمَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: «فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى، فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ، قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْأُخْرَى وَقَعَدَ عَلَى مَقْعَدَتِهِ».

حضرت ابو حمید رَضِیَ اللہ عَنْہُ سے روایت ہے کہ پس جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دو رکعتوں کے بعد (تشہد کے لیے) بیٹھتے تو بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھتے، اور جب آخری رکعت میں بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں کو (دائیں پنڈلی کے نیچے سے) آگے نکال لیتے اور دوسرے (دائیں پاؤں) کو کھڑا رکھتے اور اپنی نشست گاہ (سرین) پر بیٹھتے۔

(احناف کی دلیل)

حَدِيثُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى - أَيْ: يَجْعَلُهُ فِرَاشًا لَهُ بِأَنْ يَجْلِسَ عَلَيْهَا - وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى، ظَاهِرُ الْحَدِيثِ أَنَّهُ يَفْعَلُ هَكَذَا فِي الْقَعْدَتَيْنِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ: آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنا بایاں پاؤں بچھا لیتے تھے اور دائیں پاؤں کو کھڑا کر لیتے تھے۔ یعنی: اسے بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے تھے۔ اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھتے تھے۔ حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دونوں قعدوں میں ایسے ہی کرتے تھے۔ (صحیح مسلم)

تعدیل ارکان

[974] وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلَّى. الْحَدِيثَ.

ذَكَرَهُ صَاحِبُ الْمِشْكَاةِ فِي أَوَّلِ الْبَابِ، وَفِيهِ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ».

وَالْعُمْدَةُ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثُ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا جبکہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مسجد کے ایک گوشے میں تشریف فرما تھے، پھر اس نے نماز پڑھی۔ (راوی نے پوری) حدیث ذکر کی۔ صاحبِ مشکوٰۃ نے اسے باب کے شروع میں ذکر کیا ہے، اور اس میں ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس شخص سے فرمایا: واپس جاؤ اور (دوبارہ) نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔

اور اس باب میں اصل بنیاد (مستند ترین) حضرت ابو حمید ساعدی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی حدیث ہے۔

[975] وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَقْبَلُ اللهُ صَلَاةَ رَجُلٍ لَا يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ». رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ.

ترجمہ:: حضرت انس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں فرماتا جو رکوع اور سجدہ مکمل نہیں کرتا۔ (اسے طبرانی نے روایت کیا)

[976] وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَنْظُرُ اللهُ تَعَالَى إِلَى صَلَاةِ عَبْدٍ لَا يُقِيمُ فِيهَا صُلْبَهُ فِي رُكُوعٍ وَسُجُودٍ».

حضرت طلق بن علی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے کی نماز کی طرف (نظرِ رحمت سے) نہیں دیکھتا جو رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کرتا۔

تَنْبِيهٌ:

اَلْكَلَامُ فِي هٰذَا الْبَابِ فِي مَوَاضِعَ: (5)

(1) اَلْأَوَّلُ فِي رَفْعِ الْأَيْدِي عِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ الْقِيَامِ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ:

اِخْتُلِفَ فِيهِ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الشَّافِعِيِّ، وَقَدْ وَرَدَ أَحَادِيثُ وَآثَارٌ فِي الْجَانِبَيْنِ مَعَ قَطْعِ النَّظَرِ عَنِ الْقِلَّةِ وَالْكَثْرَةِ، وَالْكَلَامُ فِيهِ وَاسِعٌ طَوِيلٌ مِنْ جِهَةِ الْأَحَادِيثِ ذَكَرَهُ الشيخُ ابْنُ الْهُمَامِ فِي شَرْحِ الْهِدَايَةِ، وَذُكِرَ أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ اجْتَمَعَ مَعَ الْأَوْزَاعِيِّ بِمَكَّةَ فِي دَارِ الْحَنَّاطِينَ كَمَا حَكَى ابْنُ عُيَيْنَةَ، **فَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ:** مَا بَالُكُمْ لَا تَرْفَعُونَ الْأَيْدِي عِنْدَ الرُّكُوعِ وَالرَّفْعِ مِنْهُ فَقَالَ **أَبُو حَنِيفَةَ:** لِأَجْلِ أَنَّهُ لَمْ يَصِحَّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ شَيْءٌ، **فَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ:** كَيْفَ لَمْ يَصِحَّ .وَقَدْ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَعِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ. فَقَالَ **أَبُو حَنِيفَةَ:** حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ ثُمَّ لَا يَعُودُ لِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ، **فَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ:** أُحَدِّثُكَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ، وَتَقُولُ: حَدَّثَنِي حَمَّادٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ - يَعْنِي: أَنَّ إِسْنَادَكَ هٰذَا عَنْ إِسْنَادِي الَّذِي هُوَ عَالٍ - فَقَالَ **أَبُو حَنِيفَةَ:** كَانَ حَمَّادٌ أَفْقَهَ مِنَ الزُّهْرِيِّ، وَكَانَ إِبْرَاهِيمُ أَفْقَهَ مِنْ سَالِمٍ وَعَلْقَمَةُ لَيْسَ دُونَ ابْنِ عُمَرَ فِي الفقه، وَإِنْ كَانَ لِابْنِ عُمَرَ فَضْلُ صُحْبَتِهِ، وَلِأَسْوَدَ أَيْضاً فَضْلٌ كَثِيرٌ. وَعَبْدُ اللّٰهِ عبد الله - يَعْنِي: مَا نَعْرِفُهُ فِي أَيِّ دَرَجَةٍ مِنَ الْفِقْهِ - وَقُرْبُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَجَّحَ أَبُو حَنِيفَةَ بِفِقْهِ الرُّوَاةِ كَمَا رَجَّحَ الْأَوْزَاعِيُّ بِعُلُوِّ الْإِسْنَادِ وَهُوَ الْمَذْهَبُ الْمَنْصُورُ عِنْدَنَا

تنبیہ (ضروری نوٹ):

اس باب میں گفتگو 5 مقامات (مضامین) پر مشتمل ہے:

1۔ پہلا مقام: رکوع جاتے وقت، رکوع سے اٹھتے وقت اور دو رکعتوں (کے قعدہ) سے کھڑے ہوتے وقت رفع یدین (ہاتھ اٹھانے) کے بیان میں:

اس مسئلے میں ہمارے (احناف) اور **امام شافعی** کے درمیان اختلاف ہے۔ اس بارے میں دونوں جانب (رفع یدین کرنے اور نہ کرنے پر) احادیث اور آثار مروی ہیں، قطع نظر اس سے کہ کس جانب کی روایات کم ہیں یا زیادہ۔ احادیث کی رو سے اس پر بحث بہت وسیع اور طویل ہے، جسے شیخ ابن الہمام نے شرحِ ہدایہ (فتح القدیر) میں ذکر کیا ہے۔ وہاں یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ (امام) **ابو حنیفہ** اور (امام) **اوزاعی** مکہ مکرمہ میں دار الحناطین (گندم بیچنے والوں کے ٹھہرنے کی جگہ یا منڈی) میں اکٹھے ہوئے، جیسا کہ ابن عیینہ نے حکایت کی ہے۔ **امام اوزاعی** نے کہا: آپ لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ رکوع جاتے وقت اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے؟ **امام ابو حنیفہ** نے جواب دیا: اس وجہ سے کہ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے (ہمارے نزدیک) کوئی چیز ثابت نہیں ہے۔ **امام اوزاعی** نے کہا: کیسے ثابت نہیں؟ حالانکہ مجھے زہری نے سالم سے اور انہوں نے اپنے والد (حضرت ابن عمر) سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے، رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھایا کرتے تھے۔ **امام ابو حنیفہ** نے (جواباً) فرمایا: ہمیں حماد نے ابراہیم (نخعی) سے، انہوں نے علقمہ اور اسود سے اور انہوں نے عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے حدیث بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ صرف نماز کے آغاز میں ہاتھ اٹھاتے تھے، پھر دوبارہ ایسا نہیں کرتے تھے۔ **امام اوزاعی** نے کہا: میں آپ کو زہری، سالم اور ان کے والد کے حوالے سے حدیث سنا رہا ہوں اور آپ کہہ رہے ہیں کہ مجھے حماد نے ابراہیم سے بیان کیا (یعنی آپ میری 'عالی' سند کے مقابلے میں یہ سند پیش کر

رہے ہیں؟) **امام ابو حنیفہ** نے فرمایا: حماد، زہری سے بڑے فقیہ تھے، ابراہیم، سالم سے بڑے فقیہ تھے اور علقمہ فقہ میں ابن عمر سے کم نہیں ہیں، اگرچہ ابن عمر کو صحبتِ رسول کا شرف حاصل ہے۔ اسی طرح اسود بھی بڑی فضیلت والے ہیں، اور رہے عبد اللہ (بن مسعود) تو فقہ کے درجے اور رسول اللہ ﷺ سے قربت میں ان کے مقام و مرتبے کا کیا کہنا! چنانچہ **امام ابو حنیفہ** نے راویوں کی فقاہت (سمجھ بوجھ) کی بنیاد پر ترجیح دی، جبکہ **امام اوزاعی** نے علوِ اسناد (سند کے مختصر ہونے) کی بنیاد پر ترجیح دی تھی، اور ہمارے نزدیک یہی (احناف کا) موقف ہی برحق اور تائید یافتہ ہے۔

وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ ثُمَّ الْبَيْهَقِيُّ مِنْ حَدِيثِ الْحَسَنِ بْنِ عَيَّاشٍ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُودُ، قَالَ: وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ وَالشَّعْبِيَّ يَفْعَلَانِ ذَلِكَ،

امام طحاوی اور پھر امام بیہقی نے حسن بن عیاش کی حدیث سے ایک صحیح سند کے ساتھ اسود (بن یزید) سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو دیکھا کہ انہوں نے پہلی تکبیر (تحریمہ) میں ہاتھ اٹھائے، پھر دوبارہ (پوری نماز میں) ایسا نہیں کیا۔

اسود کہتے ہیں: اور میں نے ابراہیم (نخعی) اور (امام) شعبی کو بھی اسی طرح کرتے دیکھا۔

وَعَارَضَهُ الْحَاكِمُ بِرِوَايَةِ طَاوُسٍ عَنِ **ابْنِ عُمَرَ** رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا **كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الرُّكُوعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ**،

اور (امام) **حاکم** نے اس کے مقابلے میں طاؤس کی روایت پیش کی ہے جو **حضرت ابن عمر** رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ وہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔

وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ النَّهْشَلِيِّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ **أَنَّ عَلِيًّا** رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ التَّكْبِيرِ ثُمَّ لَمْ يَعُدْ،

امام طحاوی نے ابو بکر نہشلی سے، انہوں نے عاصم بن کلیب سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ **حضرت علی** رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھائے، پھر دوبارہ نہیں اٹھائے۔

وَمَا فِي التِّرْمِذِيِّ عَنْ **عَلِيٍّ** رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَيَصْنَعُ مِثْلَ ذَلِكَ إِذَا قَضَى قِرَاءَتَهُ، وَأَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَيَصْنَعُهُ إِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ رَفَعَ كَذَلِكَ. وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ، فَمَحْمُولٌ عَلَى النَّسْخِ لِلِاتِّفَاقِ عَلَى نَسْخِ الرَّفْعِ عِنْدَ السُّجُودِ. انْتَهَى كَلَامُ الشَّيْخِ.

اور ترمذی میں **حضرت علی** رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے جو مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھاتے، اور ایسا ہی اس وقت کرتے جب قرأت مکمل کر کے رکوع کا ارادہ فرماتے، اور ایسا ہی رکوع سے سر اٹھاتے وقت کرتے، اور نماز کی کسی ایسی حالت میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے جب آپ بیٹھے ہوتے، اور جب دو سجدوں (یعنی دو رکعتوں) سے کھڑے ہوتے تو تب بھی اسی طرح ہاتھ اٹھاتے۔ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، تو (ہمارے نزدیک) یہ روایت منسوخ ہونے پر محمول ہے، کیونکہ سجدوں کے وقت رفع یدین کے منسوخ ہونے پر (علماء کا) اتفاق ہے۔ شیخ (ابن الہمام) کی گفتگو یہاں ختم ہوئی۔

اِعْلَمْ أَنَّ التِّرْمِذِيَّ وَضَعَ بَابَيْنِ:(2)

(1) الْأَوَّلُ: بَابٌ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرُّكُوعِ

وَذَكَرَ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثَ **ابْنِ عُمَرَ** رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي حَدِيثِهِ: وَكَانَ لَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ. وَقَالَ: وَفِي الْبَابِ: عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَمَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي حُمَيْدٍ وَأَبِي أُسَيْدٍ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ سَلَمَةَ وَأَبِي قَتَادَةَ وَأَبِي مُوسَى وَجَابِرٍ وَعُمَيْرٍ اللَّيْثِيِّ. وَقَالَ: وَحَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا **حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ**، وَبِهَذَا يَقُولُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ **أَصْحَابِ النَّبِيِّ** صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **مِنْهُمْ**: ابْنُ عُمَرَ وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَأَبُو هُرَيْرَةَ وَأَنَسٌ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَغَيْرُهُمْ، **وَمِنَ التَّابِعِينَ**: الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَعَطَاءٌ وَطَاوُسٌ وَمُجَاهِدٌ وَنَافِعٌ وَسَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَغَيْرُهُمْ، وَبِهِ **يَقُولُ** الْأَوْزَاعِيُّ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

جان لیجیے کہ (امام) ترمذی نے (اس موضوع پر) دو باب قائم کیے ہیں:

1۔ پہلا باب: رکوع کے وقت ہاتھ اٹھانے (رفع یدین) کے بیان میں۔

اور انہوں نے اس باب میں **حضرت ابن عمر** رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا کی حدیث ذکر کی ہے۔ وہ (امام ترمذی) کہتے ہیں: ہم سے قتیبہ اور ابن ابی عمر نے بیان کیا، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم سے سفیان (بن عیینہ) نے زہری سے، انہوں نے سالم سے اور انہوں نے اپنے والد (حضرت ابن عمر) سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع فرماتے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ وہ کندھوں کے برابر ہو جاتے، اور (ایسا ہی کرتے) جب رکوع فرماتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے۔ **ابن ابی عمر** نے اپنی روایت میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ: آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دو سجدوں کے درمیان ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: اور اس باب میں (دیگر صحابہ سے بھی روایات مروی ہیں جن میں) حضرت عمر، علی، وائل بن حجر، مالک بن حویرث، انس، ابو ہریرہ، ابو حمید، ابو اسید، [سہل بن سعد،] محمد بن سلمہ، ابو قتادہ، ابو موسیٰ، [جابر] اور عمیر لیثی (رضی اللہ عنہم) شامل ہیں۔

نیز امام ترمذی فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا کی **حدیث [حسن] صحیح** ہے، اور اسی کے قائل نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے **اصحاب** میں سے بعض اہل علم ہیں جن میں حضرت ابن عمر، جابر بن عبد اللہ، ابو ہریرہ، انس، ابن عباس اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم وغیرہ شامل ہیں۔ اور **تابعین** میں سے حسن بصری، عطاء، طاؤس، مجاہد، نافع، سالم بن عبد اللہ اور سعید بن جبیر وغیرہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ اور یہی قول امام اوزاعی، عبد اللہ بن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور اسحاق کا ہے۔ 14 صحابہ سے مروی ہیں۔ 6 صحابہ قائل تھے۔ 7 تابعین

(2) وَالثَّانِي: مَنْ لَمْ يَرْفَعْ إِلَّا عِنْدَ الِافْتِتَاحِ

قَالَ: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ [قَالَ:] قَالَ **عَبْدُ اللهِ**: أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ **فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ**. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، وَحَدِيثُ **ابْنِ مَسْعُودٍ** رَضِيَ اللهُ عَنْهُ **حَدِيثٌ حَسَنٌ**، وَبِهِ **يَقُولُ** غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ. انْتَهَى.

2۔ اور دوسرا (باب): ان لوگوں کے بیان میں جو صرف نماز کے آغاز (افتتاح) کے وقت ہاتھ اٹھاتے ہیں۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: ہم سے ہنّاد نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے وکیع نے سفیان (ثوری) سے، انہوں نے عاصم بن کلیب سے، انہوں نے عبد الرحمن بن اسود سے اور انہوں نے علقمہ سے روایت کیا، وہ (علقمہ) کہتے ہیں کہ حضرت (عبد اللہ) بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جیسی نماز نہ پڑھاؤں؟' پھر انہوں نے نماز پڑھائی اور صرف پہلی مرتبہ کے علاوہ اپنے ہاتھ نہیں اٹھائے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: اور اس باب میں (دوسرے صحابی) حضرت براء بن عازب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے بھی روایت مروی ہے۔ اور حضرت ابن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی **حدیث حسن** ہے۔ اور اسی (روایت) کے قائل نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے اصحاب اور تابعین میں سے بہت سے اہل علم ہیں، اور یہی سفیان ثوری اور اہل کوفہ (احناف وغیرہ) کا قول ہے۔ یہاں امام ترمذی کی بات ختم ہوئی۔

وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ:

وَبَعْدَ ثُبُوتِ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِهٰذَا الطَّرِيقِ لَا يَضُرُّ قَوْلُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَدْ ثَبَتَ حَدِيثُ مَنْ يَرْفَعُ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ وَلَمْ يَثْبُتْ حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَرْفَعْ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ. اِنْتَهٰى.

اور شیخ ابنِ الہمام (صاحبِ فتح القدیر) نے فرمایا ہے:

جب حضرت ابنِ مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی حدیث اس طریق (سند) سے ثابت ہو گئی، تو اب (امام) عبد اللہ بن مبارک کے اس قول سے کوئی فرق نہیں پڑتا (یعنی ان کی جرح نقصان دہ نہیں) کہ: رفع یدین کرنے والوں کی حدیث تو زہری عن سالم عن ابیہ کے واسطے سے ثابت ہے، لیکن ابنِ مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی یہ حدیث ثابت نہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صرف پہلی مرتبہ ہی ہاتھ اٹھاتے تھے۔ یہاں (ابن الہمام کی) بات ختم ہوئی۔

أَقُولُ

وَأَقُولُ: قَدْ أَوْرَدَ فِي **جَامِعِ الْأُصُولِ** حَدِيثَ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ أَبِي دَاوُدَ وَالنَّسَائِيِّ، وَحَدِيثَ الْبَرَاءِ عَنْ أَبِي دَاوُدَ أَيْضاً، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُودُ، وَفِي رِوَايَةٍ: لَمْ يَرْفَعْهُمَا حَتَّى انْصَرَفَ، وَأَمَّا أَنَّ **أَبَا دَاوُدَ** قَالَ: لَمْ يَصِحَّ هٰذَا الْحَدِيثُ. فَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ عَدَمَ صِحَّتِهِ بِهٰذَا الطَّرِيقِ الْخَاصِّ فَلَا يَضُرُّ فِي صِحَّةِ أَصْلِ الْحَدِيثِ، وَأَنْ يَكُونَ إِثْبَاتُ حَسَنِهِ مُوَافِقاً لِمَا قَالَ التِّرْمِذِيُّ، وَالْحَدِيثُ الْحَسَنُ يُحْتَجُّ بِهِ بِلَا خِلَافٍ.

میں کہتا ہوں: (صاحبِ کتاب نے) **جامع الاصول** میں حضرت ابن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی حدیث ابو داؤد اور نسائی کے حوالے سے ذکر کی ہے، اور حضرت براء رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی حدیث بھی ابو داؤد کے حوالے سے نقل کی ہے، جس میں ہے: میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو دیکھا کہ جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھ اپنے کندھوں کے برابر اٹھاتے، پھر دوبارہ ایسا نہ کرتے (یعنی رفع یدین نہ کرتے)۔ ایک اور روایت میں ہے: آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے پھر ہاتھ نہیں اٹھائے یہاں تک کہ نماز مکمل کر لی۔ جہاں تک امام ابو داؤد کے اس قول کا تعلق ہے کہ **یہ حدیث صحیح نہیں ہے**، تو اس کا احتمال (امکان) ہے کہ ان کی مراد اس خاص سند (طریقے) سے صحیح نہ ہونا ہو، لہٰذا اس سے اصلِ حدیث کی صحت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ نیز اس کا **'حسن'** ہونا امام ترمذی کے قول کے موافق ہے، اور حدیثِ حسن بلا اختلاف (دلیل کے طور پر) قابلِ حجت ہوتی ہے۔

وَقَالَ **مُحَمَّدٌ** فِي (**مُوَطَّأِهٖ**) بَعْدَ رِوَايَةِ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ الرُّكُوعِ: السُّنَّةُ أَنْ يُكَبِّرَ الرَّجُلُ فِي صَلَاتِهٖ كُلَّمَا خَفَضَ وَكُلَّمَا رَفَعَ، وَكَذَا إِذَا انْحَطَّ لِلسُّجُودِ كَبَّرَ، وَإِذَا انْحَطَّ لِلسُّجُودِ الثَّانِي كَبَّرَ، فَأَمَّا رَفْعُ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ، فَإِنَّهٗ يَرْفَعُ الْيَدَيْنِ حَذْوَ الْأُذُنَيْنِ فِي ابْتِدَاءِ الصَّلَاةِ مَرَّةً وَاحِدَةً ثُمَّ لَا يَرْفَعُ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ بَعْدَ ذٰلِكَ، وَهٰذَا قَوْلُ **أَبِي حَنِيفَةَ**.

اور **امام محمد** رحمہ اللہ نے اپنی **'موطا'** میں حضرت **ابن عمر** رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا کی (رفع یدین والی) حدیث ذکر کرنے کے بعد (جو انہوں نے امام مالک، زہری اور سالم کے واسطے سے اپنے والد سے روایت کی ہے) فرمایا: سنت یہ ہے کہ آدمی اپنی نماز میں ہر بلند ہونے اور پست ہونے (رکوع و سجود میں جانے اور اٹھنے) پر تکبیر کہے، اسی طرح جب سجدے کے لیے جھکے تو تکبیر کہے اور جب دوسرے سجدے کے لیے جھکے تو بھی تکبیر کہے۔ رہا نماز میں (تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ) ہاتھ اٹھانے (رفع یدین) کا معاملہ، تو وہ صرف نماز کے شروع میں ایک مرتبہ اپنے کانوں تک ہاتھ اٹھائے، اس کے بعد نماز میں کسی بھی جگہ ہاتھ نہ اٹھائے۔ اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وَفِي ذٰلِكَ آثَارٌ كَثِيرَةٌ:

1- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى مِنَ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ وَلَمْ يَرْفَعْهُمَا فِيمَا سِوَى ذٰلِكَ،

اس بارے میں بہت سے آثار موجود ہیں:

1- ہمیں محمد بن ابان بن صالح نے عاصم بن کلیب سے، انہوں نے اپنے والد سے خبر دی، وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت علی بن ابی طالب رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو دیکھا کہ انہوں نے فرض نماز کی پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھائے اور اس کے علاوہ کسی جگہ نہیں اٹھائے۔

2- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ قَالَ: لَا تَرْفَعْ يَدَيْكَ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ بَعْدَ التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى،

2- ہمیں محمد بن ابان بن صالح نے حماد سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے خبر دی انہوں نے فرمایا: نماز کی پہلی تکبیر کے بعد کسی بھی جگہ اپنے ہاتھ نہ اٹھاؤ۔

3- وَقَالَ **مُحَمَّدٌ**: أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَعَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ قَالَ **عَمْرٌو**: حَدَّثَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهٗ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَآهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا كَبَّرَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ، قَالَ **إِبْرَاهِيمُ**: لَا أَدْرِي لَعَلَّهٗ لَمْ يَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي إِلَّا ذٰلِكَ الْيَوْمَ فَحَفِظَ هٰذَا مِنْهُ وَلَمْ يَحْفَظْهُ **ابْنُ مَسْعُودٍ** رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَأَصْحَابُهٗ مَا سَمِعْتُهٗ مِنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَّا فِي بَدْءِ الصَّلَاةِ حِينَ يُكَبِّرُونَ ،وَيُرْوٰى أَنَّهٗ قَالَ **إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ فِي وَائِلٍ**: أَعْرَابِيٌّ لَمْ يُصَلِّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً إِلَّا فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ، [أَفَهُوَ] أَعْلَمُ مِنْ عَبْدِ اللهِ وَأَصْحَابِهٖ حَفِظُوهُ وَلَمْ يُحَافِظُوهُ، فَقَدْ حَدَّثَنِي جَمَاعَةٌ لَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصٰى أَنَّ عَبْدَ اللهِ لَمْ يَرْفَعْ إِلَّا فِي ابْتِدَاءِ الصَّلَاةِ۔

3- **امام محمد** فرماتے ہیں: ہمیں یعقوب بن ابراہیم نے بتایا کہ حصین بن عبد الرحمن نے کہا: میں اور عمرو بن مرہ، ابراہیم نخعی کے پاس گئے۔ عمرو نے کہا: مجھ سے علقمہ بن وائل حضرمی نے اپنے والد (وائل بن حجر) کے واسطے سے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، تو آپ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ تکبیر کہتے، جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ **ابراہیم نخعی** نے (یہ سن کر)

فرمایا: میں نہیں جانتا، شاید انہوں نے نبی کریم ﷺ کو صرف اسی ایک دن نماز پڑھتے دیکھا ہو اور انہوں نے یہ (رفع یدین) یاد کر لیا ہو، جبکہ **ابن مسعود** رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اور ان کے ساتھیوں نے اسے یاد نہیں رکھا (یعنی ان کے نزدیک یہ عمل دائمی نہ تھا)۔ میں نے ان میں سے کسی ایک سے بھی یہ نہیں سنا کہ وہ نماز کے شروع میں تکبیر کہتے وقت کے علاوہ کہیں ہاتھ اٹھاتے ہوں۔ اور مروی ہے کہ **ابراہیم نخعی** نے حضرت **وائل** کے بارے میں فرمایا: وہ ایک اعرابی (دیہاتی) تھے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ سوائے اس ایک دن کے نماز نہیں پڑھی تھی۔ کیا وہ حضرت **عبد اللہ بن مسعود** اور ان کے ساتھیوں سے زیادہ علم رکھتے ہیں؟ انہوں نے (ابن مسعود نے) اسے یاد رکھا لیکن اس پر عمل جاری نہیں رکھا (کیونکہ وہ منسوخ ہو گیا تھا)۔ مجھ سے ایسی جماعت نے بیان کیا ہے جن کی گنتی نہیں کی جاسکتی کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہُ صرف نماز کے شروع میں ہاتھ اٹھاتے تھے۔

4۔ قَالَ **مُحَمَّدٌ**: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: رَأَيْتُ **ابْنَ عُمَرَ** رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرِ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ وَلَمْ يَرْفَعْهُمَا فِيمَا سِوَى ذَلِكَ.

4۔ امام محمد فرماتے ہیں: ہمیں محمد بن ابان بن صالح نے عبد العزیز بن حکیم سے خبر دی، انہوں نے کہا: میں نے حضرت **ابن عمر** رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا کو دیکھا کہ وہ نماز شروع کرتے وقت پہلی تکبیر میں اپنے کانوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے اور اس کے علاوہ کہیں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

وَذُكِرَ فِي «**مُشْكِلَاتِ الْآثَارِ**» لِلطَّحَاوِيِّ عَنْ **مُجَاهِدٍ** قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ **ابْنِ عُمَرَ** رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى، وَظَاهِرُهُ أَنَّهُ لَمْ يَتْرُكْ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ قَدْ يَفْعَلُهُ إِلَّا لِمَا يُوجِبُ [لَهُ] ذَلِكَ مِنْ نَسْخٍ،

اور امام طحاوی کی کتاب '**مشکلات الآثار**' میں حضرت مجاہد سے روایت ہے، انہوں نے کہا: 'میں نے حضرت **ابن عمر** رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا کے پیچھے نماز پڑھی، وہ صرف پہلی تکبیر (تحریمہ) میں ہاتھ اٹھاتے تھے'۔ اور اس کا ظاہر (مطلب) یہی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے بعد اس عمل (رفع یدین) کو نہیں چھوڑا ہو گا مگر اسی صورت میں جب ان کے نزدیک اس کا منسوخ ہونا ثابت ہو گیا ہو۔

وَقَدْ رَوَى الْأَسْوَدُ قَالَ: رَأَيْتُ **عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ** رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُودُ، وَإِذَا كَانَ **عُمَرُ وَعَلِيٌّ وَابْنُ مَسْعُودٍ** رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَمَوْضِعُهُمْ مِنَ الصَّلَاةِ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْضِعَهُمْ عَلَى ذَلِكَ، ثُمَّ ابْنُ عُمَرَ عَلَى مِثْلِهِ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ مِمَّا رُوِيَ فِي الْقَبُولِ أَوْلَى مِمَّا رَوَوْهُ عَنْهُ. انْتَهَى.

اور حضرت اسود سے روایت ہے، انہوں نے کہا: 'میں نے حضرت **عمر بن خطاب** رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو دیکھا کہ وہ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر دوبارہ ایسا نہیں کرتے تھے'۔ پس جب حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم جن کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں ایک خاص مقام و مرتبہ تھا اسی (ترکِ رفع یدین) پر تھے، اور پھر ان کے بعد حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا بھی اسی پر تھے، تو قبولیت (اور عمل) کے لیے ان حضرات کی روایات سے بہتر کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ (عبارت) ختم ہوئی۔

وَلَمَّا وَرَدَتِ الْأَخْبَارُ وَالْآثَارُ فِي الرَّفْعِ وَعَدَمِهِ، وَجَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ وَمَنْ بَعْدَهُمْ خُصُوصاً **ابْنُ مَسْعُودٍ** وَتَابَعُوهُ عَلَى جَانِبِ عَدَمِ الرَّفْعِ لَمْ يَكُنْ بُدٌّ مِنْ أَنْ نَقُولَ: كَانَ كِلَا الْفِعْلَيْنِ صَادِراً مِنْهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمَّا كَانَ عِلْمُ فِقْهِ **أَبِي حَنِيفَةَ** وَإِسْنَادُهُ مُنْتَهِياً إِلَى **ابْنِ مَسْعُودٍ** رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ طَرِيقُهُمْ عَدَمَ الرَّفْعِ أَخَذُوا بِهِ، وَنَحْنُ عَلَى هَذِهِ الْعَقِيدَةِ وَلَكِنَّ عُلَمَاءَ مَذْهَبِنَا لَا يَكْتَفُونَ بِذَلِكَ وَيَقُولُونَ: إِنَّ حُكْمَ الرَّفْعِ مَنْسُوخٌ وَلَمَّا رَأَوْا **ابْنَ عُمَرَ** رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَهُوَ رَاوِي حَدِيثِ الرَّفْعِ عَمِلَ بِخِلَافِ ذَلِكَ ظَهَرَ أَنَّ عَمَلَ الرَّفْعِ مَنْسُوخٌ لِمَا تَقَرَّرَ فِي أُصُولِ الْحَدِيثِ أَنَّهُ إِنْ عَمِلَ الرَّاوِي عَلَى خِلَافِ مَا رَوَاهُ

سَقَطَ الْعَمَلُ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَلَا مَانِعَ مِنْ رِوَايَةِ الْمَنْسُوخِ فَإِنَّ الْأَحَادِيثَ الْمَنْسُوخَةَ مَرْوِيَّةٌ وَلَا يُعْمَلُ بِهَا، وَذُكِرَ عَنِ **ابْنِ مَسْعُودٍ** رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: رَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَفَعْنَا ثُمَّ تَرَكَ فَتَرَكْنَا.

جب (نماز میں) رفع یدین کرنے اور نہ کرنے کے بارے میں مختلف احادیث اور آثار وارد ہوئے، اور صحابہ کی ایک جماعت اور ان کے بعد آنے والوں نے، خصوصاً **ابن مسعود** رَضِیَ اللہ عَنْہُ اور ان کے متبعین نے رفع یدین نہ کرنے کی جانب کو اختیار کیا، تو ہمارے لیے یہ کہنا ضروری ہو گیا کہ: یہ دونوں فعل (کرنا اور نہ کرنا) نبی کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے صادر ہوئے ہیں۔ چونکہ **امام ابو حنیفہ** رحمہ اللہ کے فقہی علم اور اسناد کا سلسلہ حضرت **ابن مسعود** رَضِیَ اللہ عَنْہُ پر ختم ہوتا ہے اور ان کا طریقہ رفع یدین نہ کرنا تھا، اس لیے انہوں نے اسی کو اختیار کیا۔ ہمارا عقیدہ بھی یہی ہے، لیکن ہمارے مذہب کے علماء صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ وہ کہتے ہیں: رفع یدین کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ اور جب انہوں نے دیکھا کہ حضرت **ابن عمر** رضی اللہ عنہما، جو کہ رفع یدین کی حدیث کے راوی ہیں، خود اس کے خلاف عمل کر رہے ہیں، تو یہ واضح ہو گیا کہ رفع یدین کا عمل منسوخ ہے؛ کیونکہ اصولِ حدیث میں یہ بات طے شدہ ہے کہ اگر راوی اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف عمل کرے تو اس حدیث پر عمل ساقط ہو جاتا ہے۔ اور منسوخ حدیث کو روایت کرنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ بہت سی منسوخ احادیث روایت تو کی گئی ہیں مگر ان پر عمل نہیں کیا جاتا۔ حضرت **ابن مسعود** رَضِیَ اللہ عَنْہُ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: 'رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے رفع یدین کیا تو ہم نے بھی کیا، پھر آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اسے ترک کر دیا تو ہم نے بھی ترک کر دیا'۔

وَقَالَ فِي «**الْهِدَايَةِ**»: وَالَّذِي يُرْوَى مِنَ الرَّفْعِ مَحْمُولٌ عَلَى ابْتِدَاءِ الْأَمْرِ، كَذَا نُقِلَ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا. وَذُكِرَ فِي «**النِّهَايَةِ شَرْحِ الْهِدَايَةِ**» أَنَّ **عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ** رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنْهُ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ لَهُ: لَا تَفْعَلْ؛ فَإِنَّ هَذَا شَيْءٌ فَعَلَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَرَكَ.

اور صاحبِ 'ہدایہ' (**امام مرغینانی**) نے فرمایا: 'رفع یدین کے بارے میں جو روایات مروی ہیں وہ (اسلام کے) ابتدائی دور پر محمول ہیں، جیسا کہ یہی بات **حضرت ابن زبیر** رَضِیَ اللہ عَنْہُمَا سے نقل کی گئی ہے'۔ اور ہدایہ کی شرح '**النھایہ**' میں ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت **عبد اللہ بن زبیر** رَضِیَ اللہ عَنْہُ نے ایک شخص کو مسجدِ حرام میں نماز پڑھتے دیکھا جو رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کر رہا تھا۔ جب وہ اپنی نماز سے فارغ ہوا تو آپ نے اس سے فرمایا: 'ایسا نہ کرو، کیونکہ یہ ایک ایسا عمل ہے جو رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے (ابتداءً) کیا تھا پھر اسے ترک فرما دیا تھا'۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: خَدَمْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عِشْرِينَ سَنَةً فَمَا رَأَيْتُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى. انْتَهَى.

اور حضرت مجاہد نے فرمایا: 'میں نے بیس سال تک حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہ عَنْہُمَا کی خدمت کی، لیکن میں نے انہیں نماز میں (پہلی) تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ کہیں بھی ہاتھ اٹھاتے ہوئے نہیں دیکھا'۔ (عبارت) ختم ہوئی۔

وَأَعْجَبُ مِنْ ذَلِكَ كُلِّهِ مَا رُوِيَ عَنِ **ابْنِ عَبَّاسٍ** رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: الْعَشَرَةُ الْمُبَشَّرَةُ كَانُوا لَا يَرْفَعُونَ إِلَّا عِنْدَ الِافْتِتَاحِ، هَذَا مَعَ فَرْضِ أَنَّهُمْ رَوَوُا الرَّفْعَ كَمَا نَقَلَهُ صَاحِبُ «**سِفْرِ السَّعَادَةِ**»، وَلَا يَخْفَى أَنَّ عَدَمَ اطِّلَاعِ الْجَمِّ الْغَفِيرِ عَلَى النَّسْخِ وَالْعَمَلِ بِهِ أَيْضاً بَعِيدٌ، وَهَلْ هَذَا إِلَّا مَحَلُّ التَّعَجُّبِ وَالتَّحَيُّرِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور ان سب باتوں سے زیادہ تعجب خیز وہ روایت ہے جو حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہ عَنْہُمَا سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: 'عشرہ مبشرہ (وہ دس صحابہ جنہیں زندگی میں جنت کی بشارت دی گئی) صرف نماز کے آغاز (افتتاح) کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے'۔ یہ بات اس مفروضے کے ساتھ ہے کہ ان حضرات

نے رفع یدین کی روایات بھی نقل کی ہیں، جیسا کہ صاحب **'سفر السعادۃ'** نے ذکر کیا ہے۔ اور یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ صحابہ کی اتنی بڑی تعداد (جم غفیر) کا منسوخ ہونے کے حکم سے بے خبر رہنا اور پھر اس (منسوخ عمل) پر عمل پیرا رہنا بھی بعید از عقل ہے۔ کیا یہ بات تعجب اور حیرت کا مقام نہیں ہے؟ واللہ اعلم (اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے)۔

وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ:

اعْلَمْ أَنَّ الْآثَارَ عَنِ الصَّحَابَةِ وَالطُّرُقَ عَنْهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيرَةٌ جِدًّا، وَالْكَلَامَ فِيهَا وَاسِعٌ مِنْ جِهَةِ **الطَّحَاوِيِّ** وَغَيْرِهِ، وَالْقَدْرَ الْمُتَحَقَّقَ بَعْدَ ذَلِكَ كُلِّهِ ثُبُوتُ رِوَايَةِ كُلٍّ مِنَ الْأَمْرَيْنِ عَنْهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّفْعِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَعَدَمِهِ،

اور **شیخ ابن الہام** نے فرمایا: جان لو کہ صحابہ کرام سے مروی آثار اور نبی کریم ﷺ سے منقول طریق (روایات) بہت زیادہ ہیں، اور **امام طحاوی** وغیرہ کی جانب سے اس میں بحث و کلام بہت وسیع ہے۔ اور اس سب کے بعد جو قدرِ متحقق (ثابت شدہ حقیقت) ہے وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ سے دونوں ہی باتیں مروی ہیں؛ یعنی رکوع کے وقت رفع یدین کرنا بھی اور نہ کرنا بھی۔

فَيُحْتَاجُ إِلَى التَّرْجِيحِ لِقِيَامِ التَّعَارُضِ وَيَتَرَجَّحُ مَا صِرْنَا إِلَيْهِ بِأَنَّهُ قَدْ عُلِمَ بِأَنَّهُ كَانَتْ أَقْوَالٌ مُبَاحَةٌ فِي الصَّلَاةِ وَأَفْعَالٌ مِنْ جِنْسِ هَذَا الرَّفْعِ، وَقَدْ عُلِمَ نَسْخُهَا فَلَا يَبْعُدُ أَنْ يَكُونَ هُوَ أَيْضاً مَشْمُولاً بِالنَّسْخِ خُصُوصاً وَقَدْ ثَبَتَ مَا يُعَارِضُهُ ثُبُوتاً لَا مَرَدَّ لَهُ، بِخِلَافِ عَدَمِهِ فَإِنَّهُ لَا يَتَطَرَّقُ إِلَيْهِ احْتِمَالُ عَدَمِ الشَّرِيعَةِ لِأَنَّهُ لَيْسَ مِنْ جِنْسِ مَا عُهِدَ فِيهِ ذَلِكَ بَلْ مِنْ جِنْسِ السُّكُونِ الَّذِي هُوَ طَرِيقُ مَا أُجْمِعَ عَلَى طَلَبِهِ فِي الصَّلَاةِ أَعْنِي: **الْخُشُوعَ**، وَبِأَفْضَلِيَّةِ الرُّوَاةِ مِثْلِ **عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ** رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الَّذِي هُوَ عَالِمٌ بِشَرَائِعِ الْإِسْلَامِ. وَحُدُودِهِ وَمُتَفَقِّدٌ لِأَحْوَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرِهِ وَحَضَرِهِ وَقَدْ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَا يُحْصَى، فَيَكُونُ الْأَخْذُ بِهِ عِنْدَ التَّعَارُضِ أَوْلَى مِنْ إِفْرَادِ مُقَابِلِهِ، وَمِنَ الْقَوْلِ بِسُنِّيَّةِ كُلٍّ مِنَ الْأَمْرَيْنِ. وَاللهُ أَعْلَمُ سُبْحَانَهُ.

چنانچہ (روایات میں) تعارض (ٹکراؤ) پائے جانے کی وجہ سے اب ترجیح کی ضرورت ہے، اور جس (موقف) کی طرف ہم گئے ہیں (یعنی رفع یدین نہ کرنا) اسے اس بات سے ترجیح حاصل ہوتی ہے کہ یہ بات معلوم ہے کہ نماز میں (پہلے) کچھ اقوال اور اس رفع یدین کی جنس سے کچھ افعال مباح تھے، جن کا منسوخ ہونا معلوم ہو چکا ہے۔ تو یہ بعید نہیں کہ یہ (رفع یدین) بھی نسخ میں شامل ہو، خصوصاً جب کہ ایسی چیز ثابت ہو چکی ہے جو اس کے معارض ہے اور وہ ایسا ثبوت ہے جسے ٹالا نہیں جاسکتا۔ بخلاف (رفع یدین) نہ کرنے کے، کیونکہ اس میں شریعت نہ ہونے کے احتمال کی گنجائش نہیں، اس لیے کہ یہ اس جنس سے نہیں ہے جس میں نسخ وغیرہ کا معاملہ پیش آتا ہو، بلکہ یہ تو اس **'سکون'** کی جنس سے ہے جو اس چیز کا راستہ ہے جس کی نماز میں طلب پر اجماع ہے، میری مراد **'خشوع'** ہے۔ نیز (اس موقف کو ترجیح حاصل ہے) راویوں کی افضلیت کی بنا پر، جیسے **عبد اللہ بن مسعود** رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جو کہ اسلامی احکامات اور ان کی حدود کے عالم تھے اور سفر و حضر میں نبی کریم ﷺ کے احوال پر نظر رکھنے والے تھے، اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ اتنی نمازیں پڑھیں جو شمار نہیں کی جاسکتیں۔ لہٰذا تعارض کے وقت ان کے قول و فعل کو اختیار کرنا (رفع یدین کے) مقابلے میں زیادہ اولیٰ (بہتر) ہے، اور اس قول سے بھی بہتر ہے کہ دونوں ہی باتیں سنت ہیں۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ بہتر جاننے والا ہے۔

(2) الْمَوْضِعُ الثَّانِي فِي وَضْعِ الْيَدِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى تَحْتَ السُّرَّةِ

قَالَ فِي «**الْهِدَايَةِ**»: لِقَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ وَضْعَ الْيَمِينِ [عَلَى الشِّمَالِ] تَحْتَ السُّرَّةِ»، وَقَالَ: وَهُوَ حُجَّةٌ عَلَى **مَالِكٍ** رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى فِي الْإِرْسَالِ وَعَلَى الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى فِي الْوَضْعِ عَلَى الصَّدْرِ. انْتَهَى.

2۔ دوسرا مقام: دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنے کے بیان میں

صاحب **'ہدایہ'** فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ 'سنت میں سے یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کو [بائیں ہاتھ پر] ناف کے نیچے رکھا جائے'۔ اور انہوں نے (صاحب ہدایہ نے) کہا: یہ (دلیل) **امام مالک** رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلاف ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنے (ارسال) کے معاملے میں، اور امام **شافعی** رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلاف سینے پر ہاتھ باندھنے کے معاملے میں حجت (دلیل) ہے۔ (صاحب ہدایہ کی بات) ختم ہوئی۔

وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ: لَا نَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثَ مَرْفُوعاً بَلْ عَنْ **عَلِيٍّ** رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ وَضْعُ الْأَكُفِّ عَلَى الْأَكُفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَأَحْمَدُ، وَهَذَا لَفْظُهُ، قَالَ **النَّوَوِيُّ**: وَاتَّفَقُوا عَلَى تَضْعِيفِهِ لِأَنَّهُ مِنْ رِوَايَةِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ الْوَاسِطِيِّ وَهُوَ مُجْمَعٌ عَلَى ضَعْفِهِ، وَفِي وَضْعِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فَقَطْ أَحَادِيثُ فِي «**الصَّحِيحَيْنِ**» وَغَيْرِهِمَا تَقُومُ بِهَا الْحُجَّةُ عَلَى **مَالِكٍ**، فَصَارَ الثَّابِتُ هُوَ وَضْعَ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى. انْتَهَى.

اور **شیخ ابن الہمام** نے فرمایا: ہم اس حدیث کو (نبی کریم ﷺ سے) مرفوعاً نہیں جانتے، بلکہ یہ **حضرت علی** رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ: 'نماز میں سنت یہ ہے کہ ہتھیلیوں (دائیں ہاتھ) کو ہتھیلیوں (بائیں ہاتھ) پر ناف کے نیچے رکھا جائے'۔ اسے امام ابو داؤد اور امام احمد نے روایت کیا ہے، اور یہ اسی کے الفاظ ہیں۔ **امام نووی** فرماتے ہیں: (محدثین کا) اس روایت کو **ضعیف** قرار دینے پر اتفاق ہے کیونکہ یہ عبد الرحمن بن اسحاق الواسطی کی روایت سے ہے اور ان کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے۔ اور محض دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کے بارے میں **'صحیحین'** (بخاری و مسلم) اور دیگر کتب میں ایسی احادیث موجود ہیں جن سے **امام مالک** (کے ارسالِ یدین کے موقف) پر حجت قائم ہوتی ہے، چنانچہ ثابت شدہ امر یہی ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھا جائے۔ (ابن الہمام کی بات) ختم ہوئی۔

وَمَذْهَبُ **مَالِكٍ** رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى إِرْسَالُ الْيَدَيْنِ وَهُوَ **عَزِيمَةٌ** عِنْدَهُ وَالْوَضْعُ **رُخْصَةٌ**. وَالْعَجَبُ أَنَّهُ لَا يُوجَدُ حَدِيثٌ يُتَمَسَّكُ بِهِ لَا فِي **جَامِعِ الْأُصُولِ** الَّذِي جَمَعَ أَحَادِيثَ الْكُتُبِ السِّتَّةِ مِنْهَا **الْمُوَطَّأُ**، وَلَا فِي **الْجَامِعِ الْكَبِيرِ** مُبَوَّبِ **جَمْعِ الْجَوَامِعِ** لِلسُّيُوطِيِّ، وَقَدِ ادَّعَى إِحَاطَةَ الْأَحَادِيثِ وَجَمَعَهُ مِنْ نَحْوِ **خَمْسِينَ كِتَاباً** لَا مِنْ رِوَايَةِ **مَالِكٍ** رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى وَلَا غَيْرِهِ، وَأَعْجَبُ مِنْ ذَلِكَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْهُ فِي (**رِسَالَةِ ابْنِ أَبِي زَيْدٍ فِي مَذْهَبِهِ**).

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ **کا مذہب** (نماز میں) ہاتھوں کو کھلا چھوڑنا (ارسال) ہے، اور یہ ان کے نزدیک **'عزیمت'** (اصل حکم) ہے جبکہ ہاتھوں کو باندھنا **'رخصت'** (اجازت) ہے۔ (مزید یہ کہ) تعجب والی بات ہے کہ اس بارے میں کوئی ایسی حدیث نہیں پائی جاتی جس سے استدلال کیا جا سکے؛ نہ تو **'جامع الاصول'** میں (جس میں موطا امام مالک سمیت کتبِ ستہ کی احادیث جمع ہیں)، اور نہ ہی سیوطی کی **'الجامع الکبیر'** (جمع الجوامع) میں جو کہ ابواب کی ترتیب پر ہے۔ حالانکہ انہوں نے (سیوطی نے) تمام احادیث کے احاطے کا دعویٰ کیا ہے اور اسے تقریباً **پچاس** کتابوں سے جمع کیا ہے، مگر **امام مالک** رحمہ اللہ یا کسی

اور کی روایت سے ایسی کوئی حدیث نہیں ملی۔ اور اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ خود (مالکی) مذہب کی کتاب **'رسالہ ابن ابی زید'** میں بھی اس کا تذکرہ نہیں کیا گیا۔

وَكُتِبَ فِي بَعْضِ شُرُوحِ **الْهِدَايَةِ** فِي تَأْيِيدِ مَذْهَبِهِ أَنَّ الْإِرْسَالَ أَشَقُّ عَلَى الْبَدَنِ مِنَ الْوَضْعِ فَإِنَّهُ يَجْتَمِعُ الدَّمُ فِي رُؤُوسِ الْأَصَابِعِ، ثُمَّ أَجَابَ بِأَنَّ الرَّأْيَ لَا يُعَارِضُ النَّصَّ وَبِأَنَّ الْيُسْرَ مُتَعَيِّنٌ فِي الرُّخْصَةِ فَيَسْقُطُ الْعَزِيمَةُ.

اور (امام مالک کے) مذہب کی تائید میں **'ہدایہ'** کی بعض شروحات میں یہ لکھا گیا ہے کہ: ہاتھوں کو کھلا چھوڑنا (ارسال) بدن پر ہاتھ باندھنے (وضع) کی نسبت زیادہ مشقت والا ہے، کیونکہ اس صورت میں خون انگلیوں کے پوروں میں جمع ہو جاتا ہے۔ پھر اس کا جواب یہ دیا گیا کہ: (محض) رائے نص (شرعی حکم) کے معارض نہیں ہو سکتی، اور یہ کہ رخصت میں آسانی کا ہونا متعین (لازمی) ہے، لہٰذا (آسانی کی وجہ سے) عزیمت ساقط ہو جائے گی۔

الارسال: نماز میں ہاتھ لٹکانا۔ **الوضع:** نماز میں ہاتھ باندھنا۔

عزیمت: وہ اصل حکم جس میں سختی یا پابندی ہو۔ **رخصت:** وہ حکم جس میں سہولت یا رعایت دی گئی ہو۔

قُلْتُ: وَرَأَيْتُ بَعْضَ الْفُقَهَاءِ مِنْ أَهْلِ مَذْهَبِ **مَالِكٍ** رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى وَسَأَلْتُهُ عَنْ هَذِهِ الْمَسْأَلَةِ فَقَالَ: الْوَضْعُ فِي الظَّاهِرِ عَلَامَةُ الْأَدَبِ وَالْحُضُورِ، وَإِذَا لَمْ يَكُنْ هَذِهِ الْحَالَةُ فِي الْبَاطِنِ كَانَ الْبَاطِنُ مُخَالِفاً لِلظَّاهِرِ وَهَذَا يُشْبِهُ الْكَذِبَ وَالنِّفَاقَ. فَقُلْتُ لَهُ: هَذَا يُؤَيِّدُ مَذْهَبَ الْوَضْعِ لِكَوْنِهِ عَلَامَةَ الْأَدَبِ وَالْحُضُورِ وَالصَّلَاةِ مِنَ الْأَعْمَالِ الظَّاهِرَةِ، فَيَنْبَغِي أَنْ يُرَاعَى فِي إِصْلَاحِ الظَّاهِرِ رَجَاءً لِحُصُولِ صَلَاحِ الْبَاطِنِ فَسَكَتَ، وَقَالَ: يَجُوزُ عِنْدَنَا الْوَضْعُ أَيْضاً فَفِي هَذَا الْحُكْمِ **اجْتَمَعَ الْمَذَاهِبُ الْأَرْبَعَةُ**، فَمَذْهَبُ **مَالِكٍ** رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى **الْإِرْسَالُ** كَمَا عُرِفَ، وَمَذْهَبُ **الشَّافِعِيِّ** الْوَضْعُ تَحْتَ الصَّدْرِ فَوْقَ السُّرَّةِ كَمَا فِي الْحَاوِي وَشَرْحِهِ وَفِي كُتُبِنَا يُنْسَبُ إِلَيْهِ الْوَضْعُ فَوْقَ الصَّدْرِ، وَقَالَ: سَمِعْتُ مِنْ بَعْضِ الشَّافِعِيَّةِ أَنَّهُ قَالَ لَيْسَ هَذَا مَذْهَبَنَا وَلَعَلَّهُ الْقَوْلُ الْقَدِيمُ مِنْهُ. وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں (**مصنف**) کہتا ہوں: میں نے مالکی مذہب کے بعض فقہاء کو دیکھا اور ان سے اس مسئلے (ہاتھ باندھنے یا چھوڑنے) کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے کہا: ظاہر میں ہاتھ باندھنا ادب اور دل جمعی (حضورِ قلب) کی علامت ہے، اور جب باطن میں یہ حالت (ادب و حضور) موجود نہ ہو تو باطن ظاہر کے مخالف ہو جائے گا، اور یہ چیز جھوٹ اور نفاق کے مشابہ ہے۔ پس میں نے ان سے کہا: یہ بات تو ہاتھ باندھنے (وضع) کے مذہب کی تائید کرتی ہے کیونکہ یہ ادب اور حضور کی علامت ہے، اور نماز ظاہری اعمال میں سے ہے، لہٰذا ظاہری اصلاح کا لحاظ رکھنا چاہیے تاکہ باطن کی اصلاح حاصل ہونے کی امید پیدا ہو۔ تو وہ (مالکی عالم) خاموش ہو گئے۔ پھر انہوں نے کہا: ہمارے ہاں ہاتھ باندھنا بھی جائز ہے، اور اس حکم میں چاروں مذاہب متفق ہو جاتے ہیں۔ پس **امام مالک** رحمہ اللہ کا مذہب **'ارسال'** (ہاتھ چھوڑنا) ہے جیسا کہ معلوم ہے، اور **امام شافعی** کا مذہب سینے کے نیچے اور ناف کے اوپر ہاتھ باندھنا ہے جیسا کہ **'الحاوی'** اور اس کی شرح میں ہے، جبکہ ہماری (احناف کی) کتب میں ان کی طرف سینے پر (یا سینے سے اوپر) ہاتھ باندھنے کی نسبت کی جاتی ہے۔ اور انہوں نے (مالکی عالم نے) کہا: میں نے بعض شافعیوں سے سنا کہ انہوں نے کہا: یہ (سینے پر ہاتھ باندھنا) ہمارا مذہب نہیں ہے، شاید یہ ان کا قولِ قدیم ہو۔ واللہ اعلم۔

وَهُمْ يَرَوْنَ فِي ذَلِكَ حَدِيثاً أَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ ذَلِكَ، وَقَدْ يَنْقُلُونَ عَنْ **عَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ** رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَنَّهُمَا فَسَّرَا قَوْلَهُ تَعَالَى: **فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ [الكوثر: ٢]** بِوَضْعِ الْيُمْنَى عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ النَّحْرِ أَوْ عِنْدَهُ.

اور وہ (شافعیہ) اس بارے میں ایک حدیث بھی پیش کرتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ایسا (سینے کے قریب ہاتھ باندھنے کا عمل) کیا ہے، اور وہ کبھی حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کرتے ہیں کہ ان دونوں نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ کی تفسیر یہ بیان کی ہے کہ اس سے مراد دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر 'نحر' (ہنسلی کی ہڈی یا حلق کا نچلا حصہ) کے نیچے یا اس کے پاس رکھنا ہے۔

وَقَالَ **الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ**: وَأَمَّا قَوْلُهُ تَعَالَىٰ: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ فَمَدْلُولُ اللَّفْظِ طَلَبُ النَّحْرِ نَفْسِهِ وَهُوَ غَيْرُ طَلَبِ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الصَّدْرِ وَلَيْسَ هُوَ حَقِيقَةَ وَضْعِهِمَا عَلَى النَّحْرِ، فَصَارَ الثَّابِتُ هُوَ وَضْعُ الْيُمْنَىٰ عَلَى الْيُسْرَىٰ وَكَوْنُهُ تَحْتَ السُّرَّةِ - كَمَا قُلْنَا - أَوِ الصَّدْرِ كَمَا قَالَ **الشَّافِعِيُّ** رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَىٰ، وَلَمْ يَثْبُتْ لَهُ حَدِيثٌ يُوجِبُ الْعَمَلَ فَيُحَالُ عَلَى الْمَعْهُودِ مِنْ وَضْعِهِمَا حَالَ قَصْدِ التَّعْظِيمِ فِي الْقِيَامِ وَالْمَعْهُودُ فِي الشَّاهِدِ مِنْهُ تَحْتَ السُّرَّةِ. فَتَدَبَّرْ.

اور **شیخ ابن الہمام** (رحمہ اللہ) نے فرمایا: اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ کا تعلق ہے، تو اس لفظ کا مدلول (معنی) خود **'نحر'** (قربانی) کا مطالبہ ہے، اور یہ سینے پر ہاتھ رکھنے کے مطالبے سے الگ چیز ہے، اور نہ ہی یہ حقیقت میں 'نحر' (گلے کے نیچے) پر ہاتھ رکھنے کا نام ہے۔ چنانچہ ثابت شدہ بات (صرف) یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھا جائے؛ اب اس کا مقام یا تو ناف کے نیچے ہو گا جیسا کہ ہم (احناف) کہتے ہیں، یا سینے پر ہو گا جیسا کہ **امام شافعی** رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اور اس (مقامِ مخصوص) کے لیے کوئی ایسی حدیث ثابت نہیں جو (کسی ایک جگہ کو) واجب العمل قرار دے، لہٰذا اس معاملے کو اس طریقے پر محمول کیا جائے گا جو قیام کی حالت میں تعظیم کے اظہار کے لیے معروف ہے، اور شاہد (مشاہدے) میں تعظیم کے لیے ہاتھ رکھنے کا معروف طریقہ ناف کے نیچے ہی ہے۔ پس (اس بات میں) غور و فکر کرو۔

وَمَذْهَبُ الْإِمَامِ **أَحْمَدَ** رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَىٰ أَيْضاً جَعْلُهُمَا تَحْتَ السُّرَّةِ كَمَذْهَبِ **أَبِي حَنِيفَةَ** رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَىٰ لَكِنْ قَالَ شَارِحُ كِتَابِ الْخِرَقِيِّ: وَهٰذَا إِحْدَى الرِّوَايَاتِ عَنْ **أَحْمَدَ** رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَىٰ لِمَا رَوَىٰ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ عَنْ **عَلِيٍّ** رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ وَضْعُ الْأَكُفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ، وَالسُّنَّةُ الْمُطْلَقَةُ تَنْصَرِفُ إِلَىٰ سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالرِّوَايَةُ **الثَّانِيَةُ**: الْأَفْضَلُ جَعْلُهُمَا تَحْتَ صَدْرِهِ لِمَا رَوَىٰ قَبِيصَةُ بْنُ هُلْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ يَدَهُ عَلَىٰ صَدْرِهِ، **وَالثَّالِثَةُ**: التَّخْيِيرُ بَيْنَ الصِّفَتَيْنِ اخْتَارَهَا ابْنُ أَبِي مُوسَىٰ وَأَبُو الْبَرَكَاتِ لِوُرُودِ الْأَمْرِ بِهِمَا، قَالَ أَبُو الْبَرَكَاتِ: فَالْأَمْرُ فِي الْأَمْرَيْنِ وَاسِعٌ لَا كَرَاهَةَ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا.

اور امام **احمد** رحمہ اللہ تعالیٰ کا **مذہب** بھی (ہاتھوں کو) ناف کے نیچے رکھنا ہے، جیسا کہ **امام ابو حنیفہ** رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب ہے۔ لیکن **'کتابِ خرقی'** کے شارح نے کہا ہے کہ: یہ امام احمد رحمہ اللہ سے مروی روایات میں سے ایک روایت ہے، اس کی دلیل وہ حدیث ہے جسے (امام) احمد اور ابو داؤد نے **حضرت علی** رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا: 'نماز میں ہتھیلیوں کو ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے'، اور (لفظ) 'سنت' جب مطلق بولا جائے تو اس سے مراد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی سنت ہی ہوتی ہے۔ اور **دوسری روایت** یہ ہے کہ: **افضل** یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو سینے کے نیچے رکھا جائے، کیونکہ قبیصہ بن ہلب نے اپنے والد (ہلب طائی رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا: 'میں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو دیکھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھتے تھے'۔ اور **تیسری روایت** (امام احمد سے) یہ ہے کہ: ان دونوں طریقوں کے درمیان اختیار ہے (جو چاہیں اپنا لیں)؛ اس قول کو ابن ابی موسیٰ اور ابو البرکات نے پسند کیا ہے کیونکہ دونوں طرح کے احکام وارد ہوئے ہیں۔ ابو البرکات نے کہا ہے کہ: اس معاملے میں وسعت ہے، ان دونوں میں سے کسی بھی طریقے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

اہم نکات: **پہلی روایت:** ناف کے نیچے ہاتھ رکھنا (احناف کے موافق)۔ **دوسری روایت:** سینے پر یا سینے کے نیچے ہاتھ رکھنا۔
تیسری روایت: نمازی کو اختیار ہے کہ جس طریقے پر چاہے عمل کرے کیونکہ دونوں ثابت ہیں۔

(3) الْمَوْضِعُ الثَّالِثُ فِي تَعْدِيلِ الْأَرْكَانِ وَالطُّمَأْنِينَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَرِعَايَةِ الْقَوْمَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالْجَلْسَةِ فِي السُّجُودِ:

وَقَدْ وَقَعَ الْأَمْرُ بِهِمَا وَالْوَعِيدُ الشَّدِيدُ عَلَى تَرْكِهِمَا، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ لَمْ يُرَاعِهِمَا وَلَمْ يُصَلِّ كَمَا يَنْبَغِي: «**ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ**» فَاسْتَدَلَّ بِهِ الْأَئِمَّةُ الثَّلَاثَةُ إِلَّا مَالِكًا فِي رِوَايَةٍ، **وَأَبُو يُوسُفَ** مَعَهُمْ عَلَى فَرْضِيَّةِ الطُّمَأْنِينَةِ وَالْقَوْمَةِ وَالْجَلْسَةِ فَإِنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَى عَنِ الرَّجُلِ الصَّلَاةَ وَكَانَ قَدْ تَرَكَ الطُّمَأْنِينَةَ وَالْقَوْمَةَ وَالْجَلْسَةَ، وَعِنْدَ **أَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ** رَحِمَهُمَا اللهُ تَعَالَى الِاطْمِينَانُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ عَلَى تَخْرِيجِ الْكَرْخِيِّ وَاجِبٌ يَجِبُ بِتَرْكِهِ سُجُودُ السَّهْوِ، وَعَلَى تَخْرِيجِ الْجُرْجَانِيِّ سُنَّةٌ، وَأَمَّا الْقَوْمَةُ وَالْجَلْسَةُ فَسُنَّةٌ، وَعَلَيْهِ بَعْضُ الْمَالِكِيَّةِ.

تیسرا مقام: ارکان کو اعتدال سے ادا کرنے، رکوع و سجود میں اطمینان (ٹھہراؤ) اختیار کرنے، اور رکوع کے بعد قومہ (سیدھا کھڑا ہونا) اور سجدوں کے درمیان جلسہ (بیٹھنا) کی رعایت کرنے کے بیان میں۔

ان دونوں (قومہ و جلسہ) کا حکم دیا گیا ہے اور ان کو چھوڑنے پر سخت وعید آئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے، جس نے ان کی رعایت نہیں کی تھی اور کما حقہ نماز نہیں پڑھی تھی، فرمایا تھا: «**لوٹ جاؤ اور دوبارہ نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی**»۔ پس ائمہ ثلاثہ (شافعی، احمد، اور ایک روایت میں مالک) اور ان کے ساتھ **امام ابو یوسف** نے اس حدیث سے طمانیت، قومہ اور جلسہ کے فرض ہونے پر استدلال کیا ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے اس شخص سے نماز کی نفی فرمائی تھی جبکہ اس نے طمانیت، قومہ اور جلسہ کو چھوڑا تھا۔ اور **امام ابو حنیفہ و امام محمد** رحمہا اللہ تعالیٰ کے نزدیک '**ظاہر الروایہ**' میں امام کرخی کی تخریج کے مطابق رکوع و سجود میں اطمینان کرنا 'واجب' ہے جس کے چھوڑنے سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے، اور امام جرجانی کی تخریج کے مطابق یہ '**سنت**' ہے۔ رہا قومہ اور جلسہ کا معاملہ، تو وہ (ان دونوں کے نزدیک) '**سنت**' ہے، اور بعض مالکیہ بھی اسی پر ہیں۔

وَقَدْ نَقَلَ **الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ** عَنْ **فَتَاوَى قَاضِي خَان** مَا يَدُلُّ عَلَى وُجُوبِهِمَا عِنْدَ **أَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ** رَحِمَهُمَا اللهُ تَعَالَى وَقَالَ: وَيُمْكِنُ حَمْلُ قَوْلِ **أَبِي يُوسُفَ** رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى بِفَرْضِيَّتِهِمَا عَلَى الْفَرْضِ الْعَمَلِيِّ الشَّامِلِ لِلْوَاجِبِ فَارْتَفَعَ الْخِلَافُ، ثُمَّ قَالَ: وَمُقْتَضَى الدَّلِيلِ فِي [كُلٍّ مِنَ] الطُّمَأْنِينَةِ وَالْقَوْمَةِ وَالْجَلْسَةِ الْوُجُوبُ. انْتَهَى.

اور **شیخ ابن الہمام** نے '**فتاویٰ قاضی خان**' سے ایسی بات نقل کی ہے جو امام **ابو حنیفہ اور امام محمد** رحمہا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان دونوں (قومہ اور جلسہ) کے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اور انہوں نے (ابن الہمام نے) فرمایا: **امام ابو یوسف** رحمہ اللہ تعالیٰ کے ان دونوں کو فرض قرار دینے والے قول کو '**فرضِ عملی**' پر محمول کرنا ممکن ہے جو کہ '**واجب**' کو بھی شامل ہوتا ہے، (اگر ایسا مان لیا جائے) تو اختلاف ختم ہو جائے گا۔ پھر انہوں نے (ابن الہمام نے) کہا: طمانیت، قومہ اور جلسہ میں سے ہر ایک کے بارے میں دلیل کا تقاضا 'وجوب' ہی ہے۔ (ابن الہمام کی گفتگو) ختم ہوئی۔

اہم نکات: **فرضِ عملی:** وہ حکم جو عمل کے لحاظ سے لازم ہو (جیسے واجب)، اگرچہ اس کا ثبوت دلیلِ قطعی سے نہ ہو۔
اختلاف کا حل: ابن الہمام نے امام ابو یوسف اور امام ابو حنیفہ و محمد کے اقوال میں تطبیق دے کر یہ واضح کیا کہ یہ افعال بہر حال ضروری ہیں۔

ترجیح: مصنف کے نزدیک دلائل کی رو سے ان تمام امور کا **'واجب'** ہونا ہی راجح ہے۔

وَقَالَ **أَبُو حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٌ** رَحِمَهُمَا اللهُ تَعَالَىٰ فِي عَدَمِ فَرْضِيَّةِ الِاطْمِينَانِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ: إِنَّهُمَا مَطْلُوبَانِ بِقَوْلِهِ تَعَالَىٰ: ﴿**ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا**﴾ [الحج: ۷۷] حَقِيقَةُ الرُّكُوعِ الِانْحِنَاءُ، وَحَقِيقَةُ السُّجُودِ وَضْعُ الْجَبْهَةِ عَلَى الْأَرْضِ، وَلَا إِجْمَالَ فِيهِمَا لِيَفْتَقِرَ إِلَى الْبَيَانِ وَمُسَمَّاهُمَا يَتَحَقَّقُ بِمُجَرَّدِ الِانْحِنَاءِ، وَوَضْعِ بَعْضِ الْوَجْهِ مِمَّا لَا يُعَدُّ سُخْرِيَّةً مَعَ الِاسْتِقْبَالِ فَخَرَجَ الذَّقَنُ وَالْخَدُّ، وَالطُّمَأْنِينَةُ دَوَامٌ عَلَى الْفِعْلِ لَا نَفْسُهُ فَهُوَ غَيْرُ الْمَطْلُوبِ بِهِ، فَالْفَرْضِيَّةُ تَتَعَلَّقُ بِالْقَدْرِ الْأَدْنَىٰ، وَالزِّيَادَةُ مِنْ بَابِ التَّتْمِيمِ وَالتَّكْمِيلِ يَكُونُ الصَّلَاةُ بِتَرْكِهِ نَاقِصَةً وَيَأْثَمُ تَارِكُهُ وَالْوَعِيدُ مِنْ بَابِ التَّأْكِيدِ وَالْمُبَالَغَةِ فِي وُجُوبِهِ وَرِعَايَتِهِ، وَلَوْ قُلْنَا بِتَوَقُّفِ الصِّحَّةِ عَلَيْهِمَا بِالْخَبَرِ الْوَاحِدِ كَانَ نَسْخاً لِإِطْلَاقِ الْمَقْطُوعِ بِهِ الثَّابِتِ بِقَوْلِهِ: ﴿**ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا**﴾ وَهُوَ مَمْنُوعٌ عِنْدَنَا مَعَ أَنَّ الْخَبَرَ يُفِيدُ عَدَمَ تَوَقُّفِ الصِّحَّةِ عَلَيْهِ لِمَا وَرَدَ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ فِي رِوَايَةِ أَحْمَدَ وَالتِّرْمِذِيِّ وَالنَّسَائِيِّ: «**فَإِذَا فَعَلْتَ هَذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ وَمَا انْتَقَصْتَ مِنْ هَذَا فَإِنَّمَا انْتَقَصْتَ مِنْ صَلَاتِكَ**» فَسَمَّاهَا صَلَاةً وَوَصَفَهَا بِالنُّقْصَانِ عِنْدَ فَقْدِ التَّعْدِيلِ وَالِاطْمِينَانِ فَدَلَّ عَلَىٰ عَدَمِ فَرْضِيَّتِهِمَا، وَالْبَاطِلَةُ إِنَّمَا تُوصَفُ بِالِانْعِدَامِ وَالذَّهَابِ وَالزَّوَالِ، فَعُلِمَ أَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَمَرَ بِإِعَادَتِهَا لِيَقَعَ الصَّلَاةُ بِلَا كَرَاهَةٍ لَا لِلْفَسَادِ وَالْبُطْلَانِ، وَأَيْضاً لَوْ كَانَتِ الْأُمُورُ الْمَذْكُورَةُ فَرَائِضَ مَا تَرَكَهُ يَفْعَلُهُ مِرَاراً وَيَمْنَعُهُ مِنْهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ، وَلَمَّا قَرَّرَهُ عَلَيْهَا فَوَجَبَ حَمْلُ قَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «**فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ**» عَلَى الصَّلَاةِ الْخَالِيَةِ عَنِ الْإِثْمِ عَلَىٰ قَوْلِ الْكَرْخِيِّ أَوِ السُّنَّةِ عَلَىٰ قَوْلِ الْجُرْجَانِيِّ، وَالْأَوَّلُ أَوْلَىٰ لِأَنَّ الْمَجَازَ حِينَئِذٍ فِي قَوْلِهِ: «**لَمْ تُصَلِّ**» أَقْرَبُ إِلَى الْحَقِيقَةِ وَلِأَنَّ الْمُوَاظَبَةَ دَلِيلُ الْوُجُوبِ وَقَدْ سُئِلَ **مُحَمَّدٌ** رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْ تَرْكِهِمَا فَقَالَ: أَخَافُ أَنْ لَا تَجُوزَ، وَعَنِ **السَّرَخْسِيِّ** مَنْ تَرَكَ الِاعْتِدَالَ تَلْزَمُهُ الْإِعَادَةُ وَلَا إِشْكَالَ فِي وُجُوبِ الْإِعَادَةِ إِذْ هُوَ الْحُكْمُ فِي كُلِّ صَلَاةٍ أُدِّيَتْ مَعَ كَرَاهَةِ التَّحْرِيمِ وَيَكُونُ جَابِراً لِلْأَوَّلِ لِأَنَّ الْفَرْضَ لَا يَتَكَرَّرُ هَذَا الْكَلَامُ فِي التَّعْدِيلِ وَالِاطْمِينَانِ فِي السُّجُودِ.

اور امام **ابو حنیفہ** و امام **محمد** رحمہما اللہ تعالیٰ نے رکوع و سجود میں اطمینان (طمانیت) کے فرض نہ ہونے کے بارے میں (یہ دلیل دی ہے) کہ: یہ دونوں (رکوع و سجود) اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿**ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا**﴾ (رکوع کرو اور سجدہ کرو) کے ذریعے طلب کیے گئے ہیں؛ رکوع کی حقیقت **'جھکنا'** ہے اور سجدہ کی حقیقت **'پیشانی زمین پر رکھنا'** ہے۔ ان دونوں (الفاظ) میں کوئی ابہام (اجمال) نہیں کہ یہ وضاحت کے محتاج ہوں، اور ان کا مسمّٰی (وہ عمل جس پر یہ نام صادق آئے) محض جھکنے اور چہرے کا کچھ حصہ (زمین پر) رکھنے سے حاصل ہو جاتا ہے، بشرطیکہ وہ (انداز) مذاق نہ لگے اور قبلہ رخ ہو، لہٰذا ٹھوڑی اور رخسار (رکھنا) نکل گیا (یعنی سجدہ نہیں کہلائے گا)۔ اور طمانیت فعل پر ہمیشگی (ٹھہراؤ) کا نام ہے نہ کہ خود فعل کا، پس وہ اس (آیت) سے مطلوب نہیں ہے۔ لہٰذا فرضیت کا تعلق کم از کم مقدار سے ہے، اور زیادتی (ٹھہراؤ) تکمیل و تحسین کے باب سے ہے، جس کے چھوڑنے سے نماز ناقص ہو جاتی ہے اور چھوڑنے والا گناہگار ہوتا ہے۔ (احادیث میں آنے والی) وعید اس کے وجوب اور رعایت کی تاکید اور مبالغے کے لیے ہے۔

اگر ہم خبرِ واحد (حدیث) کی بنا پر نماز کی صحت کو ان دونوں (قومہ و جلسہ) پر موقوف کر دیں، تو یہ آیت ﴿**ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا**﴾ سے ثابت شدہ قطعی اطلاق (عام حکم) کی منسوخی ہوگی، جو کہ ہمارے نزدیک (خبرِ واحد سے) ممنوع ہے۔ مزید یہ کہ خود (مسیء الصلاۃ والی) حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحتِ نماز اس پر موقوف نہیں ہے، کیونکہ احمد، ترمذی اور نسائی کی روایت میں حدیث کے آخر میں وارد ہوا ہے: «جب تم نے یہ کر لیا تو تمہاری نماز مکمل ہو گئی، اور جو تم نے اس میں سے کم کیا تو اپنی نماز ہی سے کم کیا»۔ پس آپ ﷺ نے اسے 'نماز' ہی نام دیا اور تعدیل و اطمینان نہ ہونے پر اسے **'نقصان'** سے موصوف کیا، جو اس کے فرض نہ ہونے کی دلیل ہے، کیونکہ باطل نماز کو تو **'عدم'** (ناپید ہونا) اور زائل ہونے سے موصوف کیا جاتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے اس شخص کو نماز لوٹانے کا حکم اس لیے دیا تا کہ نماز بغیر کراہت کے ادا ہو، نہ کہ اس کے فاسد اور باطل ہونے کی وجہ سے۔ نیز اگر یہ مذکورہ امور فرائض ہوتے تو آپ ﷺ اسے بار بار (غلط) عمل کرنے پر نہ چھوڑتے بلکہ پہلی ہی بار روک دیتے۔ چونکہ آپ ﷺ نے اسے (تین بار) برقرار رکھا، اس لیے آپ ﷺ کے قول « **تم نے نماز نہیں پڑھی** » کو اس نماز پر محمول کرنا واجب ہے جو گناہ سے خالی نہ ہو (امام کرخی کے قول کے مطابق) یا سنت سے خالی ہو (امام جرجانی کے قول کے مطابق)۔ اور پہلا قول (واجب کا ہونا) زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس صورت میں « **نہیں پڑھی** » میں پایا جانے والا مجاز، حقیقت کے زیادہ قریب ہے اور اس لیے بھی کہ (آپ ﷺ کی) ہیشگی وجوب کی دلیل ہے۔

اور امام **محمد** رحمہ اللہ تعالیٰ سے ان دونوں (قومہ و جلسہ) کو چھوڑنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: 'مجھے ڈر ہے کہ نماز جائز نہ ہو'۔ اور امام **سرخسی** سے منقول ہے کہ 'جس نے اعتدال (تعدیلِ ارکان) کو چھوڑا اس پر اعادہ (نماز دہرانا) لازم ہے'۔ اور اعادہ کے وجوب میں کوئی اشکال نہیں، کیونکہ ہر اس نماز کا یہی حکم ہے جو 'کراہتِ تحریمی' کے ساتھ ادا کی گئی ہو، اور یہ (دوسری نماز) پہلی کی تلافی کرنے والی ہو گی کیونکہ فرض (ایک وقت میں) دوبار نہیں ہوتا۔ یہ تمام گفتگو رکوع و سجود میں تعدیل اور اطمینان کے بارے میں تھی۔

خلاصہ بحث: احناف کا موقف: طمانیت **'واجب'** ہے **'فرض'** نہیں، کیونکہ قرآن نے صرف رکوع و سجود کا حکم دیا ہے۔

دلیل: اگر طمانیت کے بغیر نماز سرے سے ہوتی ہی نہیں، تو آپ ﷺ اسے **'ناقص نماز'** نہ کہتے بلکہ **'کالعدم'** قرار دیتے۔

حکم: ایسی نماز جس میں طمانیت نہ ہو، وہ واجب الاعادہ (دہرانا واجب) ہے تا کہ کراہت ختم ہو۔

أَمَّا فِي الْقَوْمَةِ وَالْجَلْسَةِ فَيَقُولَانِ: إِنَّ الِانْتِقَالَ مِنْ رُكْنٍ إِلَى رُكْنٍ لَيْسَ مَقْصُوداً لِذَاتِهِ فَلَا يَكُونُ رَفْعُ الرَّأْسِ وَاجِباً لِأَنَّ الِانْتِقَالَ مِنَ الرُّكُوعِ إِلَى السُّجُودِ مُمْكِنٌ بِدُونِ رَفْعِ الرَّأْسِ بِخِلَافِ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ السُّجُودِ لِأَنَّهُ لَا يُمْكِنُ السَّجْدَةُ الثَّانِيَةُ بِدُونِ الرَّفْعِ وَلَوْ أَمْكَنَ لَجَازَ كَمَا إِذَا وَضَعَ لَوْحاً مِثْلًا تَحْتَ رَأْسِهِ وَسَجَدَ عَلَيْهِ فَرَفَعَ اللَّوْحَ جَازَتِ السَّجْدَةُ الثَّانِيَةُ، وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ **أَبِي حَنِيفَةَ** رَفْعُ الرَّأْسِ مِنَ الرُّكُوعِ فَرْضٌ لَا الْقِيَامُ بِالتَّمَامِ.

باقی رہا قومہ (رکوع سے کھڑا ہونا) اور جلسہ (دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا) کا معاملہ، تو وہ دونوں (امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ) فرماتے ہیں کہ: ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہونا بذاتِ خود مقصود نہیں ہے، لہٰذا (رکوع سے) سر اٹھانا واجب نہیں ہو گا کیونکہ رکوع سے سجدے کی طرف جانا سر اٹھائے بغیر بھی ممکن ہے۔ برخلاف سجدے سے سر اٹھانے کے، کیونکہ دوسرا سجدہ (پہلے سجدے سے) سر اٹھائے بغیر ممکن ہی نہیں۔ اور اگر (بغیر سر اٹھائے دوسرا سجدہ) ممکن ہوتا تو وہ بھی جائز ہو جاتا، جیسا کہ اگر کوئی شخص اپنے سر کے نیچے مثلاً کوئی تختہ رکھے اور اس پر سجدہ کرے، پھر (دوسرے سجدے کے لیے) اس تختے کو ہٹا دے (اور زمین پر سجدہ کر لے) تو دوسرا سجدہ جائز ہو جائے گا۔ اور امام **ابوحنیفہ** رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ: رکوع سے سر اٹھانا **'فرض'** ہے، نہ کہ مکمل طور پر سیدھا کھڑا ہونا۔

وَقَالَ **التُّورِبِشْتِيُّ**: وَيَحْتَمِلُ أَنَّ الرَّجُلَ تَرَكَ فَرْضاً مِنْ فَرَائِضِ الصَّلَاةِ فَلِذَلِكَ أَمَرَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْإِعَادَةِ لَا لِتَرْكِ الطُّمَأْنِينَةِ وَالْقَوْمَةِ وَالْجَلْسَةِ.

اور (امام) **تورِبشتی** (رحمہ اللہ) نے فرمایا: یہ احتمال بھی ہے کہ اس شخص نے نماز کے فرائض میں سے کوئی (اور) فرض چھوڑا ہو، اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے اسے (نماز) دہرانے کا حکم دیا ہو، نہ کہ اطمینان، قومہ اور جلسہ کو چھوڑنے کی وجہ سے۔

فَإِنْ قُلْتَ: قَالَ **الْكِرْمَانِيُّ**: كَيْفَ تَرَكَهُ مِرَاراً يُصَلِّي صَلَاةً فَاسِدَةً؟ **فَالْجَوَابُ**: أَنَّهُ لَمْ يَأْذَنْ لَهُ فِي صَلَاةٍ فَاسِدَةٍ، وَلَا عَلِمَ مِنْ حَالِهِ أَنَّهُ يَأْتِي بِهَا فِي الْمَرَّةِ [الثَّانِيَةِ وَ] الثَّالِثَةِ فَاسِدَةً لِاحْتِمَالِ أَنْ يَكُونَ نَاسِياً أَوْ غَافِلًا فَيَتَذَكَّرَهُ فَيَفْعَلَهُ مِنْ غَيْرِ تَعْلِيمٍ، فَلَمَّا قَالَ بَعْدَ مَرَّاتٍ: عَلِّمْنِي يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَلِمَ أَنَّهُ جَاهِلٌ، فَلَيْسَ هَذَا مِنْ بَابِ التَّقْرِيرِ عَلَى الْخَطَأِ بَلْ مِنْ بَابِ تَحَقُّقِهِ. فَتَدَبَّرْ.

پس اگر تم یہ کہو کہ: (امام) **کرمانی** نے کہا ہے کہ آپ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس شخص کو بار بار فاسد نماز پڑھتے ہوئے کیسے رہنے دیا؟ تو اس کا **جواب** یہ ہے کہ: آپ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اسے فاسد نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی تھی، اور نہ ہی آپ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اس کے حال سے یہ **معلوم** تھا کہ وہ دوسری اور تیسری مرتبہ بھی فاسد نماز ہی پڑھے گا؛ کیونکہ یہ احتمال تھا کہ وہ (پہلی بار) بھول گیا ہو یا غافل ہو، پھر اسے یاد آجائے اور وہ بغیر سکھائے ہی (صحیح نماز) پڑھ لے، لیکن جب اس شخص نے کئی مرتبہ کے بعد یہ کہا کہ: 'اے اللہ کے رسول صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! مجھے سکھا دیجیے'، تو معلوم ہوا کہ وہ ناواقف (جاہل) ہے۔ چنانچہ یہ (خاموشی) غلطی پر برقرار رکھنے (تقریر) کے باب سے نہیں ہے، بلکہ غلطی کے پختہ علم (تحقق) کے باب سے ہے۔ پس (اس نکتے میں) غور و فکر کرو۔

اہم نکات: **اعتراض:** اگر نماز باطل تھی تو آپ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اسے پہلی ہی بار کیوں نہیں ٹوکا؟

جواب: شروع میں خاموشی اس لیے تھی کہ شاید وہ شخص بھولے سے ایسا کر رہا ہو اور اگلی بار خود ٹھیک کر لے، لیکن جب اس نے خود سکھانے کی درخواست کی تو واضح ہوا کہ وہ طریقہ جانتا ہی نہیں تھا۔

(4) الْمَوْضِعُ الرَّابِعُ فِي كَيْفِيَّةِ قَعْدَةِ التَّشَهُّدِ:

جَاءَ فِي حَدِيثِ **عَائِشَةَ** رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى، -أَيْ: يَجْعَلُهُ فِرَاشاً لَهُ بِأَنْ يَجْلِسَ عَلَيْهَا- وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى، ظَاهِرُ الْحَدِيثِ أَنَّهُ يَفْعَلُ هَكَذَا فِي الْقَعْدَتَيْنِ وَهُوَ قَوْلُ **أَبِي حَنِيفَةَ وَأَصْحَابِهِ**. وَقَدْ جَاءَ فِي حَدِيثِ **أَبِي حُمَيْدٍ**: الِافْتِرَاشُ فِي الْقَعْدَةِ الْأُولَى وَالتَّوَرُّكُ فِي الْقَعْدَةِ الْأُخْرَى وَهُوَ مَذْهَبُ **الشَّافِعِيِّ**.

4۔ چوتھا مقام: تشہد (میں بیٹھنے) کی کیفیت کے بیان میں:

حضرت **عائشہ** رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آیا ہے کہ: 'آپ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنا بایاں پاؤں بچھاتے تھے'۔یعنی اسے اپنے لیے بچھونا بناتے تھے اس طرح کہ اس پر بیٹھتے تھے۔'اور اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا رکھتے تھے'۔ حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ آپ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دونوں قعدوں (پہلی اور دوسری بار بیٹھنے) میں اسی طرح کرتے تھے، اور یہی امام **ابو حنیفہ** اور ان کے اصحاب کا قول ہے۔ اور حضرت **ابو حمید** (ساعدی رضی اللہ عنہ) کی حدیث میں آیا ہے کہ: پہلے قعدے میں **'افتراش'** (بایاں پاؤں بچھانا) اور دوسرے قعدے میں **'تورّک'** ہے، اور یہی امام **شافعی** کا مذہب ہے۔

قَالَ فِي **سِفْرِ السَّعَادَةِ**: قَدِ اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي هَذِهِ الْمَسْأَلَةِ عَلَى أَرْبَعَةِ أَقْوَالٍ، وَذَهَبَ كُلٌّ مِنَ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ إِلَى قَوْلٍ مُوَافِقاً لِطَائِفَةٍ مِنْ عُلَمَاءِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ بِالتَّوَرُّكِ فِي التَّشَهُّدَيْنِ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ، وَبَعْضُهُمْ بِالِافْتِرَاشِ فِيهِمَا وَهُوَ قَوْلُ **أَبِي حَنِيفَةَ**، وَبَعْضُهُمْ بِالتَّوَرُّكِ فِي تَشَهُّدٍ بَعْدَهُ السَّلَامُ سَوَاءٌ كَانَ تَشَهُّدَانِ أَوْ تَشَهُّدٌ وَاحِدٌ، وَفِي غَيْرِهِ الِافْتِرَاشُ وَهُوَ قَوْلُ **الشَّافِعِيِّ**، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: كُلُّ صَلَاةٍ فِيهَا تَشَهُّدَانِ فَفِي الْأَخِيرِ مِنْهُمَا يَتَوَرَّكُ وَإِنْ كَانَ تَشَهُّدٌ وَاحِدٌ يَفْتَرِشُ وَهُوَ مَذْهَبُ أَحْمَدَ.

کتاب '**سفر السعادت**' میں کہا گیا ہے: علماء نے اس مسئلے میں چار اقوال پر اختلاف کیا ہے، اور ائمہ اربعہ میں سے ہر ایک نے صحابہ اور تابعین کے ایک گروہ کی موافقت کرتے ہوئے ایک قول اختیار کیا ہے۔ چنانچہ بعض علماء نے دونوں تشہد (قعدوں) میں '**تورک**' کا قول اختیار کیا اور یہی امام مالک کا قول ہے۔ بعض نے دونوں میں '**افتراش**' (پاؤں بچھانے) کا قول اختیار کیا اور یہی **امام ابو حنیفہ** کا قول ہے۔ بعض نے اس تشہد میں تورک کا قول کیا جس کے بعد سلام پھیرا جاتا ہو، چاہے (اس نماز میں) دو تشہد ہوں یا صرف ایک، اور اس کے علاوہ (پہلے تشہد) میں افتراش کا، اور یہی امام **شافعی** کا قول ہے۔ اور بعض نے کہا: ہر وہ نماز جس میں دو تشہد ہوں تو ان میں سے آخری میں تورک کرے گا، اور اگر (نماز میں) صرف ایک ہی تشہد ہو تو افتراش کرے گا، اور یہی امام احمد کا مذہب ہے۔

چاروں مذاہب کا خلاصہ: امام ابو حنیفہ: ہر قعدے میں افتراش (بائیں پاؤں پر بیٹھنا)۔ **امام مالک:** ہر قعدے میں تورک۔

امام شافعی: آخری قعدے میں تورک، چاہے وہ فجر کی نماز ہی کیوں نہ ہو۔

امام احمد: تورک صرف اس آخری قعدے میں جس سے پہلے ایک قعدہ گزر چکا ہو (جیسے ظہر، عصر، مغرب، عشاء)۔

وَقِيلَ: وَجْهُ **قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ** أَنَّ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْأَحَادِيثِ وَقَعَ ذِكْرُ الِافْتِرَاشِ مُطْلَقاً بِأَنَّ السَّنَّةَ فِي التَّشَهُّدِ هَذَا وَأَنَّ جُلُوسَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّشَهُّدِ كَانَ هَكَذَا بِلَا تَقْيِيدٍ بِالْأُولَى أَوِ الْأُخْرَى فَفِي **صَحِيحِ مُسْلِمٍ** عَنْ **عَائِشَةَ** رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **يَفْتَتِحُ** الصَّلَاةَ بِالتَّكْبِيرِ إِلَى أَنْ قَالَتْ: وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى، وَفِي **سُنَنِ النَّسَائِيِّ** عَنِ **ابْنِ عُمَرَ** رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ نَصْبُ الْقَدَمِ الْيُمْنَى وَاسْتِقْبَالُهُ بِأَصَابِعِهَا الْقِبْلَةَ وَالْجُلُوسُ عَلَى الْيُسْرَى، كَذَا قَالَ **الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ**۔

اور کہا گیا ہے کہ: امام **ابو حنیفہ** (رحمہ اللہ) کے قول کی وجہ (دلیل) یہ ہے کہ بہت سے احادیث میں '**افتراش**' کا تذکرہ مطلق طور پر آیا ہے، اس طرح کہ نماز میں سنت یہی ہے، اور یہ کہ نبی کریم ﷺ کا تشہد میں بیٹھنا اسی طرح تھا، اس میں پہلے یا دوسرے قعدے کی کوئی قید نہیں تھی۔

چنانچہ '**صحیح مسلم**' میں حضرت **عائشہ** رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کا آغاز تکبیر سے فرماتے تھے، یہاں تک کہ انہوں نے (بیٹھنے کی کیفیت کے بارے میں) کہا: 'اور آپ ﷺ اپنا بایاں پاؤں بچھاتے تھے اور اپنا دائیں پاؤں کھڑا رکھتے تھے'۔ اور '**سنن نسائی**' میں حضرت **ابن عمر** رضی اللہ عنہما نے اپنے والد (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا، انہوں نے فرمایا: 'نماز کی سنت میں سے دائیں پاؤں کو کھڑا رکھنا اور اس کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف کرنا ہے، اور بائیں پاؤں پر بیٹھنا ہے'۔ **شیخ ابن الہمام** نے اسی طرح (احناف کی دلیل میں) کہا ہے۔

اہم نکات: مطلق روایت: احناف کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم کی روایات میں کسی خاص قعدے کی تخصیص کے بغیر عام بیٹھنے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔

افتراش کی اہمیت: اس طریقے میں بائیں پاؤں کو بچھونا (فرش) بنانا اور دائیں پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ کرنا مسنون قرار دیا گیا ہے۔

وَأَيْضاً هَذَا الْجُلُوسُ أَشَقُّ وَأَشَدُّ، وَأَفْضَلُ الْأَعْمَالِ أَحْمَزُهَا، وَقَدْ وَقَعَ فِي بَعْضِ الْأَحَادِيثِ: التَّوَرُّكُ فِي التَّشَهُّدِ الْأَخِيرِ فَحَمَلُوهَا عَلَى حَالَةِ الْعُذْرِ وَكِبَرِ السِّنِّ أَوْ طُولِ الْأَدْعِيَةِ لِأَنَّ الْمَشَقَّةَ فِيهِ أَقَلُّ.

اور نیز (دلیل یہ ہے کہ) یہ بیٹھنا (افتراش) زیادہ مشقت والا اور سخت ہے، اور بہترین عمل وہی ہے جس میں مشقت زیادہ ہو۔ اور بعض احادیث میں جو آخری تشہد میں **'تورک'** (کولہے پر بیٹھنے) کا ذکر آیا ہے، تو انہوں (احناف) نے ان احادیث کو عذر، بڑھاپے یا طویل دعاؤں کی حالت پر محمول کیا ہے، کیونکہ اس (تورک) میں مشقت کم ہے۔

(5) الْمَوْضِعُ الْخَامِسُ فِي التَّسْلِيمِ:

وَهُوَ فَرْضٌ عِنْدَ **الشَّافِعِيِّ**، وَكَذَا عِنْدَ **أَحْمَدَ** فِي ظَاهِرِ الْمَذْهَبِ لِقَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ»، وَوَاجِبٌ عِنْدَنَا لِقَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنِ مَسْعُودٍ بَعْدَ تَعْلِيمِهِ التَّشَهُّدَ: «إِذَا قُلْتَ أَوْ فَعَلْتَ هَذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ إِنْ شِئْتَ أَنْ تَقُومَ فَقُمْ، وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَقْعُدَ فَاقْعُدْ»، فَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَكَمَ بِتَمَامِ الصَّلَاةِ قَبْلَ السَّلَامِ وَخَيَّرَهُ بَيْنَ الْقُعُودِ وَالْقِيَامِ، وَهَذَا يَنْفِي الْفَرْضِيَّةَ وَالْوُجُوبَ إِلَّا أَنَّا أَثْبَتْنَا الْوُجُوبَ بِمَا رَوَاهُ احْتِيَاطاً، وَبِمِثْلِهِ لَا تَثْبُتُ الْفَرْضِيَّةُ لِأَنَّهَا تَسْتَدْعِي دَلِيلًا قَطْعِيّاً، وَقَوْلُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «**وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ**» لَيْسَ بِقَطْعِيٍّ مَعَ كَوْنِهِ مُعَارِضاً **بِحَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ** رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

(5) پانچواں مقام: سلام پھیرنے کے بیان میں:

سلام (پھیرنا) امام **شافعی** کے نزدیک **فرض** ہے، اور یہی امام **احمد** کے نزدیک **'ظاہر المذہب'** میں ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: « نماز کی تحریم (شروع کرنا) تکبیر ہے اور اس کی تحلیل (ختم کرنا) سلام ہے »۔ اور یہ (سلام) ہمارے (احناف کے) نزدیک **واجب** ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو تشہد سکھانے کے بعد فرمایا تھا: « جب تم یہ کہہ لو یا یہ کر لو تو تمہاری نماز مکمل ہو گئی، اب اگر تم چاہو تو کھڑے ہو جاؤ اور اگر چاہو تو بیٹھے رہو »۔ پس نبی کریم ﷺ نے سلام سے پہلے ہی نماز کے مکمل ہونے کا حکم دے دیا اور انہیں (ابن مسعود کو) بیٹھنے یا کھڑے ہونے کے درمیان اختیار دے دیا، اور یہ (اختیار) فرضیت اور وجوب دونوں کی نفی کرتا ہے، لیکن ہم نے احتیاطاً اس روایت (**تحلیلھا التسلیم**) کی وجہ سے وجوب کو ثابت مانا ہے۔ اور ایسی (روایت) سے فرضیت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ وہ دلیلِ قطعی کا تقاضا کرتی ہے، جبکہ آپ ﷺ کا یہ قول کہ « اس کی تحلیل سلام ہے » قطعی نہیں ہے، نیز یہ **حدیثِ ابن مسعود** رضی اللہ عنہ کے معارض (مقابلے میں) بھی ہے

اہم نکات: احناف کا موقف: سلام پھیرنا **'واجب'** ہے، **'فرض'** نہیں۔ اگر کوئی تشہد کے بعد سلام کے بغیر جان بوجھ کر نماز ختم کر دے تو نماز ہو جائے گی مگر کراہت کے ساتھ۔

دیگر ائمہ کا موقف: سلام پھیرنا نماز کا **رکن** (فرض) ہے، اس کے بغیر نماز سرے سے نہیں ہوتی۔

دلیل کا فرق: احناف کے نزدیک حدیثِ ابن مسعود سے ثابت ہے کہ تشہد کی مقدار بیٹھنے سے نماز مکمل ہو جاتی ہے۔

وَكَذَا الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْضٌ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ بِمَا رُوِيَ عَنْهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «**لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ**»، وَضَعَّفَهُ أَهْلُ الْحَدِيثِ كُلُّهُمْ، وَلَوْ صَحَّ فَمَعْنَاهُ كَامِلَةٌ أَوْ لِمَنْ لَمْ يُصَلِّ فِي عُمُرِهِ، وَكَذَا مَا جَاءَ فِي **حَدِيثِ أَبِي مَسْعُودٍ** عَنْهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «**مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يُصَلِّ فِيهَا عَلَيَّ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِي لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ**»، وَهَذَا ضَعِيفٌ بِجَابِرٍ الْجُعْفِيِّ مَعَ أَنَّهُ قَدِ اخْتُلِفَ عَلَيْهِ رَفْعُهُ أَوْ وَقْفُهُ قَالَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ، وَرَوَى ابْنُ مَاجَه: «**لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا وُضُوءَ لَهُ وَلَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ وَلَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يُحِبَّ الْأَنْصَارَ**»، وَفِيهِ عَبْدُ الْمُهَيْمِنِ ضَعِيفٌ، قَالَ ابْنُ حِبَّانَ: لَا يُحْتَجُّ بِهِ.

اور اسی طرح نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا امام **شافعی** کے نزدیک نماز میں **فرض** ہے، اس روایت کی بنا پر جو آپ ﷺ سے مروی ہے کہ: «اس کی نماز نہیں جس نے مجھ پر درود نہ بھیجا»۔ حالانکہ تمام محدثین نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے، اور اگر یہ صحیح بھی ہو تو اس کا معنی 'کامل نماز' (کی نفی) ہے، یا پھر اس شخص کے بارے میں ہے جس نے اپنی پوری زندگی میں کبھی درود نہ بھیجا ہو۔ اور اسی طرح وہ روایت جو حضرت **ابو مسعود** رَضِیَ اللہ عَنْہُ کی حدیث میں آپ ﷺ سے آئی ہے کہ: «جس نے ایسی نماز پڑھی جس میں مجھ پر اور میرے اہل بیت پر درود نہ بھیجا، تو وہ (نماز) اس سے قبول نہ ہوگی»۔ اور یہ روایت جابر جعفی کی وجہ سے ضعیف ہے، نیز اس کے مرفوع (نبی ﷺ کا قول) یا موقوف (صحابی کا قول) ہونے میں بھی اختلاف ہے، جیسا کہ امام دارقطنی نے فرمایا ہے۔ اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ: «اس کی نماز نہیں جس کا وضو نہیں، اور اس کا وضو نہیں جس نے (شروع میں) اللہ کا نام نہیں لیا، اور اس کی نماز نہیں جس نے نبی ﷺ پر درود نہیں بھیجا، اور اس کی نماز نہیں جسے انصار سے محبت نہیں»۔ اس کی سند میں عبد المہیمن (راوی) ہے جو کہ **ضعیف** ہے، اور ابن حبان نے فرمایا ہے کہ اس سے احتجاج (دلیل پکڑنا) جائز نہیں ہے۔

اہم نکات: شافعی موقف: آخری تشہد میں درود شریف پڑھنا نماز کا رکن (فرض) ہے۔

احناف کا جواب: درود شریف کے فرض ہونے کی تمام احادیث سنداً ضعیف ہیں، لہٰذا اسے سنت یا واجب تو کہا جاسکتا ہے مگر رکنِ نماز نہیں۔

تاویل: اگر '**لاصلاۃ**' (نماز نہیں ہوتی) کی حدیث صحیح مان بھی لی جائے، تو احناف کے نزدیک اس سے مراد 'کامل نماز' کی نفی ہے، نہ کہ سرے سے نماز کا باطل ہونا۔

وَأَخْرَجَهُ **الطَّبَرَانِيُّ** عَنْ أُبَيِّ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ بِنَحْوِهِ مَرْفُوعاً، وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ السَّبَّاقِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ عَنِ **ابْنِ مَسْعُودٍ** عَنْهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا تَشَهَّدَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَارْحَمْ مُحَمَّداً وَآلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَ[عَلَى] آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ».

اور اسے (اسی طرح کی روایت کو) امام **طبرانی** نے ابی بن عباس بن سہل بن سعد کے واسطے سے، انہوں نے اپنے والد سے، اور انہوں نے ان کے دادا سے مرفوعاً (نبی ﷺ کے قول کے طور پر) روایت کیا ہے۔ اور امام بیہقی نے یحییٰ بن سباق سے، انہوں نے بنو حارث کے ایک شخص سے، اور انہوں نے حضرت **ابن مسعود** رَضِیَ اللہ عَنْہُ سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: «**جب تم میں سے کوئی نماز میں تشہد پڑھے تو اسے یہ کہنا چاہیے: اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد ﷺ پر اور آلِ محمد ﷺ پر، اور برکت نازل فرما محمد ﷺ پر اور آلِ محمد ﷺ پر، اور رحم فرما محمد ﷺ پر اور آلِ محمد ﷺ پر، جس طرح تو نے رحمت، برکت اور رحم فرمایا ابراہیم علیہ السلام پر اور آلِ ابراہیم علیہ السلام پر، بے شک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے**»۔

وَفِيهِ الْمَجْهُولُ وَكَرِهَ بَعْضُهُمْ أَنْ يُقَالَ: ارْحَمْ مُحَمَّداً، وَلَمْ يَكْرَهْهُ بَعْضُهُمْ. قَالَ الْقَاضِي عِيَاضٌ: وَقَدْ شَذَّ الشَّافِعِيُّ فَقَالَ: مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ فَصَلَاتُهُ فَاسِدَةٌ وَلَا سَلَفَ لَهُ فِي هَذَا الْقَوْلِ وَلَا سُنَّةَ يَتَّبِعُهَا وَشَنَّعَ عَلَيْهِ [فِيهِ] جَمَاعَةٌ مِنْهُمْ: الطَّبَرِيُّ [وَالْقُشَيْرِيُّ]، وَالتَّشَهُّدَاتُ الْمَرْوِيَّةُ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي مُوسَى وَابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ لَمْ يُذْكَرْ فِيهَا ذَلِكَ. فَقُلْنَا بِكَوْنِهَا سُنَّةً وَحَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ «**إِذَا قُلْتَ هَذَا أَوْ فَعَلْتَ هَذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ**». الْحَدِيثُ، أَيْضاً دَلَّ عَلَى عَدَمِ فَرْضِيَّتِهِ، أَمَّا الْوُجُوبُ فَقُلْنَا فِي التَّسْلِيمِ احْتِيَاطاً لِثُبُوتِ الْحَدِيثِ وَصِحَّةِ الْحَدِيثِ فِيهِ بِخِلَافِ الصَّلَاةِ فَإِنَّا لَمْ نَجِدْ فِيهَا حَدِيثاً صَحِيحاً هَكَذَا، قَالُوا: نَعَمِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: خَارِجَ الصَّلَاةِ فَرْضٌ إِمَّا فِي مُدَّةِ الْعُمُرِ كَمَا قَالَ الْكَرْخِيُّ أَوْ كُلَّمَا ذُكِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَمَا اخْتَارَهُ الطَّحَاوِيُّ، وَالْمَسْأَلَةُ مَذْكُورَةٌ فِي مَحَلِّهَا فَتَدَبَّرْ. هَذَا.

اور اس (سابقہ روایت) میں مجہول راوی ہے، اور بعض (علماء) نے 'ارحم محمداً' (محمد ﷺ پر رحم فرما) کہنے کو مکروہ جانا ہے، جبکہ بعض نے اسے مکروہ نہیں سمجھا۔ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ: امام شافعی نے اس معاملے میں بہت سختی کی ہے اور فرمایا کہ 'جس نے آپ ﷺ پر درود نہ بھیجا اس کی نماز فاسد ہے'، حالانکہ اس قول میں ان کا کوئی سلف (پیش رو) نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایسی سنت ہے جس کی پیروی کی جا سکے۔ اور ایک جماعت نے اس پر ان کی سخت تردید کی ہے جن میں (امام) طبری اور (امام) قشیری بھی شامل ہیں۔ نیز حضرت ابن مسعود، ابن عباس، ابوہریرہ، جابر، ابوسعید، ابوموسیٰ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین سے مروی تشہدات میں اس (درود) کا ذکر نہیں کیا گیا۔ چنانچہ ہم (احناف) نے درود کے 'سنت' ہونے کا قول اختیار کیا، اور حضرت ابن مسعود رَضِیَ اللهُ عَنْهُ کی حدیث: « **جب تم نے یہ کہہ لیا یا یہ کر لیا تو تمہاری نماز مکمل ہو گئی** » بھی اس کے فرض نہ ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ رہا وجوب کا معاملہ، تو سلام کے بارے میں تو ہم نے (روایت کے) ثبوت اور اس کی صحت کی وجہ سے احتیاطاً وجوب کا قول کیا ہے، برخلاف درود کے، کیونکہ اس بارے میں ہمیں اس طرح کی کوئی صحیح حدیث نہیں ملی۔ علماء نے کہا ہے کہ: ہاں، نماز سے باہر نبی کریم ﷺ پر درود و سلام بھیجنا فرض ہے؛ یا تو پوری زندگی میں ایک بار جیسا کہ امام کرخی نے کہا، یا پھر جب بھی آپ ﷺ کا ذکر مبارک ہو جیسا کہ امام طحاوی نے اختیار کیا ہے۔ اور یہ مسئلہ اپنے (متعلقہ) مقام پر مذکور ہے، پس (اس میں) غور و فکر کرو

مَا اتَّفَقَ ذِكْرُهُ مِنَ الِاخْتِلَافَاتِ فِي هَذَا الْبَابِ، وَفِيهِ اخْتِلَافَاتٌ أُخَرُ لَمْ نَذْكُرْهُ مِثْلُ وُجُوبِ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ بِـ**اللهُ أَكْبَرُ** أَوْ **اللهُ الْأَكْبَرُ** عِنْدَ **الشَّافِعِيِّ**، وَجَوَازِهَا بِغَيْرِهَا مِنَ الْأَلْفَاظِ مِثْلُ: **اللهُ أَجَلُّ وَأَعْظَمُ وَالرَّحْمَنُ أَكْبَرُ** عِنْدَ **أَبِي حَنِيفَةَ** رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَمِثْلُ جَوَازِهِ بِالْفَارِسِيَّةِ عِنْدَهُ وَعَدَمِ جَوَازِهِ عِنْدَ غَيْرِهِ وَمِثْلُ مُقَارَنَةِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ مَعَ التَّكْبِيرِ أَوْ تَقَدُّمِهِ عَلَيْهِ، وَمِثْلُ ضَمِّ التَّوْجِيهِ بِالتَّكْبِيرِ وَعَدَمِهِ، وَمِثْلُ عَدَمِ فَرْضِيَّةِ الْفَاتِحَةِ وَأَمْثَالِ ذَلِكَ، وَسَبَبُ عَدَمِ ذِكْرِهَا لِكَوْنِهَا مَذْكُورَةً فِي الْكُتُبِ مِثْلُ الْهِدَايَةِ وَغَيْرِهِ ثَابِتَةٌ بِمَا ذَكَرُوا وَبَيَّنُوا مِنْ غَيْرِ الِاحْتِيَاجِ إِلَى ذِكْرِ الْأَحَادِيثِ وَالْبَحْثِ وَإِطَالَةِ الْكَلَامِ كَمَا قَرَّرْنَا فِي أَمْثَالِهِ. وَاللهُ أَعْلَمُ

اس باب میں جن اختلافات کا ذکر ہو چکا ہے وہ (یہیں تک) تھے، جبکہ اس میں کچھ دوسرے اختلافات بھی ہیں جنہیں ہم نے ذکر نہیں کیا؛ مثلاً **امام شافعی** کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے لیے 'اللہ اکبر' یا 'اللہ الاکبر' کا واجب ہونا، اور امام **ابو حنیفہ** کے نزدیک اس کے علاوہ دیگر الفاظ مثلاً **'اللہ أجل'**، **'أعظم'** اور **'الرحمن أکبر'** کے ساتھ بھی اس کا جائز ہونا۔ اسی طرح امام صاحب کے نزدیک (تکبیر کا) فارسی زبان میں جائز ہونا اور دوسروں کے نزدیک جائز نہ ہونا، اور تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھانے کا مقارنہ (ساتھ ساتھ ہونا) یا تکبیر سے پہلے ہاتھ اٹھانا، اور تکبیر کے ساتھ دعائے توجہ (ثناء وغیرہ) کو ملانا یا نہ ملانا، اور سورہ فاتحہ کا فرض نہ ہونا اور اس جیسی دیگر مثالیں۔ ان (مسائل) کو ذکر نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ 'الہدایہ' جیسی کتابوں میں مذکور ہیں اور وہاں ان کو دلائل کے ساتھ واضح کر دیا گیا ہے، لہٰذا یہاں دوبارہ احادیث ذکر کرنے، بحث کرنے اور کلام کو طول دینے کی ضرورت نہیں تھی جیسا کہ ہم نے اس جیسی دیگر جگہوں پر (اپنا طریقہ کار) طے کیا ہے۔ واللہ اعلم (اور اللہ بہتر جانتا ہے)۔

دوسرا باب

باب مایقرا بعد التکبیر

جامعہ امام غزالی فیصل آباد

2۔اہم موقفات: باب مایقرا بعد التکبیر

1. دعائے استفتاح:

تکبیر تحریمہ کے بعد وہ اذکار اور دعائیں پڑھنا سنت ہیں جو احادیث صحیحہ میں آئیں ہیں۔

اس کے بارے میں ائمہ کرام کے مختلف اقوال ہیں:

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اور **سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ...**

یہ دعائیں مستحب ہیں

شوافع کا موقف: دونوں پڑھنا بہتر ہے۔

احناف، امام احمد اور امام مالک کا موقف: ثناء پڑھنا فرائض میں بہتر ہے۔

اور امام **احمد** فرماتے ہیں: کہ اگر اس کے علاوہ کوئی اور دعا پڑھ لی جو احادیث سے مروی ہے تو بھی جائز ہے۔

امام **ابو یوسف** اور امام **طحاوی** کا پسندیدہ قول یہ ہے کہ ان دونوں دعاؤں کو جمع کیا جائے۔

2. وجل ثناوک کا اضافہ:

ہدایہ کا موقف: فرائض میں صرف **ولا الہ غیرك** تک پڑھنا چاہیے، **جل ثناؤك** نہیں پڑھنا چاہیے کیونکہ یہ مشہور احادیث میں نہیں۔

جنازہ کی رعایت: فقہاء فرماتے ہیں کہ **جل ثناؤك** کے کلمات نمازِ جنازہ کی ثناء میں پڑھے جاتے ہیں، عام نمازوں میں نہیں۔

3. نماز میں سکتہ کرنا:

احناف اور امام مالک کا موقف: سکتہ صرف ایک ہے تکبیر تحریمہ کے بعد تاکہ دعائے استفتاح پڑھ لی جائے۔

پہلا سکتہ تمام ائمہ کے نزدیک **سنت** ہے۔

اور دوسرا سکتہ **شوافع اور امام احمد کے نزدیک** سنت ہے اور وہ قراءت کے بعد والا سکتہ ہے

4. جہری نماز میں سکتوں کی تعداد:

شوافع کے نزدیک 4 سکتے ہیں۔

1۔ تکبیر تحریمہ کے بعد

2۔ سورت فاتحہ اور آمین کے درمیان

3۔ سورت فاتحہ کے بعد طویل سکتہ تاکہ مقتدی سورت فاتحہ پڑھ لے

4۔ قراءت اور رکوع کے درمیان

5. فجر کی سنتوں کے بعد تھوڑی دیر لیٹنا:

امام شافعی کا موقف: سنت ہے

احناف اور امام مالک کا موقف: یہ محض آرام کیلئے نہ کہ بطور عبادت

2۔(الباب الثانی) بَابُ مَا يُقْرَأُ بَعْدَ التَّكْبِيرِ

اَلْمَذْكُورُ فِي هٰذَا الْبَابِ الْأَذْكَارُ وَالْأَدْعِيَةُ الْمَأْثُورَةُ بَعْدَ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ الْوَارِدَةُ فِي الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ مِثْلُ: **إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ** وَقَوْلُهُ: **سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ**. وَهِيَ مُسْتَحَبَّةٌ مَعْمُولٌ بِهَا فِي مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ فِي الْفَرِيضَةِ وَالنَّافِلَةِ كُلًّا أَوْ بَعْضاً

2۔باب: تکبیر (تحریمہ) کے بعد کیا پڑھا جائے

اس باب میں وہ اذکار اور ماثور دعائیں ذکر کی گئی ہیں جو احادیثِ صحیحہ میں تکبیرِ تحریمہ کے بعد وارد ہوئی ہیں۔ مثلاً: "**اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ** (میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف کر لیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا) اور آپ ﷺ کا یہ قول: "**سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ**" (اے اللہ! میں تیری پاکیزگی بیان کرتا ہوں تیری تعریف کے ساتھ)۔ یہ دعائیں مستحب ہیں اور **امام شافعی** کے مذہب میں فرض اور نفل دونوں نمازوں میں ان تمام کو یا بعض کو پڑھنے پر عمل کیا جاتا ہے۔

قَالَ النَّوَوِيُّ: يُسْتَحَبُّ الْجَمْعُ بَيْنَهُمَا كُلِّهَا لِمَنْ صَلّٰى مُنْفَرِداً وَلِلْإِمَامِ إِذَا أَذِنَ لَهُ الْمَأْمُومُ وَرَضِيَ بِهِ، فَأَمَّا إِذَا لَمْ يَأْذَنُوا فَلَا يُطَوِّلُ عَلَيْهِمْ بَلْ يَقْتَصِرُ عَلٰى بَعْضِ ذٰلِكَ وَحَسُنَ اقْتِصَارُهُ عَلٰى **وَجَّهْتُ وَجْهِيَ** إِلٰى قَوْلِهِ: **مِنَ الْمُسْلِمِينَ**، وَكَذٰلِكَ الْمُنْفَرِدُ الَّذِي يُؤْثِرُ التَّخْفِيفَ. اِنْتَهٰى.

امام نووی فرماتے ہیں: جو شخص اکیلے نماز پڑھ رہا ہو، یا وہ امام جس کو مقتدیوں نے (طویل قیام کی) اجازت دے دی ہو اور وہ اس پر راضی ہوں، تو اس کے لیے مستحب ہے کہ ان تمام دعاؤں کو جمع کر کے پڑھے۔ لیکن اگر مقتدیوں نے اجازت نہ دی ہو تو امام ان پر نماز لمبی نہ کرے بلکہ ان دعاؤں کے کچھ حصے پر اکتفا کرے، اور بہتر یہ ہے کہ وہ "**وَجَّهْتُ وَجْهِیَ**" سے لے کر "**مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ**" تک پڑھنے پر اکتفا کرے۔ اسی طرح وہ اکیلے نماز پڑھنے والا شخص جو تخفیف (مختصر پڑھنے) کو پسند کرتا ہو، وہ بھی ایسا ہی کرے۔ (کلامِ نووی ختم ہوا)۔

وَعِنْدَنَا وَكَذٰلِكَ عِنْدَ أَحْمَدَ وَمَالِكٍ فِي ظَاهِرِ مَذْهَبِهِمَا يَقْتَصِرُ عَلٰى قَوْلِهِ: **سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ** إِلَخْ. وَقَالَ فِي **شَرْحِ كِتَابِ الْخِرَقِيِّ** ۔فِي مَذْهَبِ أَحْمَدَ۔: وَلَوِ اسْتَفْتَحَ بِغَيْرِ هٰذَا مِمَّا رُوِيَ صَحَّ وَجَازَ.

اور ہمارے ہاں (احناف کے نزدیک) اور اسی طرح امام احمد اور امام مالک کے ظاہر مذہب کے مطابق صرف "**سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ** (آخر تک) پڑھنے پر اکتفا کیا جائے گا۔ اور "**شرح کتاب الخرقی**" میں ۔جو مذہبِ احمد میں ہے۔ لکھا ہے کہ: اگر کسی نے اس کے علاوہ ان دعاؤں سے آغاز کیا جو (احادیث میں) مروی ہیں، تو وہ بھی صحیح اور جائز ہے۔

وَمَا رُوِيَ سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ مَحْمُولٌ عَلَى التَّهَجُّدِ بَلْ مُطْلَقِ النَّوَافِلِ لِمَا ثَبَتَ فِي **صَحِيحِ أَبِي عَوَانَةَ وَالنَّسَائِيِّ** أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ يُصَلِّي تَطَوُّعاً، قَالَ: «**اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ إِلَخْ**»، فَيَكُونُ مُفَسِّراً لِمَا فِي غَيْرِهِ بِخِلَافِ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ فَإِنَّهُ الْمُسْتَقَرُّ عَلَيْهِ فِي الْفَرَائِضِ، كَذَا ذَكَرَهُ **الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ**.

جہاں تک اس (**سبحانک اللھم**) کے علاوہ دیگر دعاؤں کی روایت کا تعلق ہے، تو انہیں تہجد بلکہ مطلقاً نفل نمازوں پر محمول کیا جائے گا، کیونکہ "**صحیح ابی عوانہ**" اور "**نسائی**" میں یہ ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نفل نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو فرماتے: "**اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ** (آخر تک)۔ پس یہ

روایت دیگر روایات کی تفسیر کرے گی (کہ یہ نفل کے لیے ہے)۔ بخلاف "**سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ**" کے، کیونکہ فرائض میں اسی پر قرار پایا ہے (یعنی یہی مستقر ہے)۔ اسی طرح **شیخ ابن الہمام** نے اسے ذکر کیا ہے۔

اہم نکتہ: اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ امام شافعی کے نزدیک "**وجهت وجهي**" اور "**سبحانك اللهم**" دونوں کو جمع کرنا بہتر ہے، جبکہ احناف، حنابلہ اور مالکیہ کے نزدیک فرائض میں "**سبحانك اللهم**" (ثناء) پڑھنا ہی معمول ہے۔

وَقَالَ فِي **الْهِدَايَةِ**: إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ وَقَرَأَ **سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ** إِلَخْ، وَلَمْ يَزِدْ عَلَى هٰذَا، وَمَا رَوَاهُ مَحْمُولٌ عَلَى التَّهَجُّدِ وَقَوْلُهُ: **جَلَّ ثَنَاؤُكَ** لَمْ يُذْكَرْ فِي الْمَشَاهِيرِ فَلَا يَأْتِي بِهِ فِي الْفَرَائِضِ.

اور **صاحبِ ہدایہ** نے فرمایا: جب (نمازی) نماز شروع کرے تو تکبیر کہے اور **سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ** (آخر تک) پڑھے، اور اس پر (مزید کلمات کا) اضافہ نہ کرے۔ اور (دیگر ائمہ نے) جو (طویل دعائیں) روایت کی ہیں، وہ تہجد (نفل نماز) پر محمول ہیں۔ اور ان کا یہ **قول** کہ (ثناء میں) **جَلَّ ثَنَاؤُكَ** (تیری تعریف بلند ہے) بھی کہے، تو یہ مشہور روایات میں ذکر نہیں کیا گیا، لہٰذا فرائض میں اسے نہ لائے (نہ پڑھے)۔"

وَقَالَ **ابْنُ الْهُمَامِ**: قَوْلُهُ: **لَمْ يُذْكَرْ فِي الْمَشَاهِيرِ**: إِنْ كَانَ رُوِيَ فِي الْجُمْلَةِ عَنِ **ابْنِ عَبَّاسٍ** رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مِنْ حَدِيثٍ طَوِيلٍ ذَكَرَهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ فِي **كِتَابِ الدُّعَاءِ** وَرَوَاهُ الْحَافِظُ أَبُو شُجَاعٍ فِي **كِتَابِ الْفِرْدَوْسِ** عَنِ **ابْنِ مَسْعُودٍ** رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ مِنْ أَحَبِّ الْكَلَامِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَقُولَ الْعَبْدُ: **سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَىٰ جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ** وَأَبْغَضَ الْكَلَامِ إِلَى اللهِ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ: اتَّقِ اللهَ، فَيَقُولُ: عَلَيْكَ نَفْسَكَ.

اور **علامہ ابن الہمام** نے فرمایا: ان کا یہ کہنا کہ '**یہ مشہور روایات میں مذکور نہیں ہے**' (اپنی جگہ درست ہے)، اگرچہ یہ جملہ مجموعی طور پر **حضرت ابن عباس** رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا سے ایک طویل حدیث میں مروی ہے جسے ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ نے '**کتاب الدعاء**' میں ذکر کیا ہے۔ اور حافظ ابو شجاع نے '**کتاب الفردوس**' میں **حضرت ابن مسعود** رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ عزوجل کے نزدیک پسندیدہ ترین کلام یہ ہے کہ بندہ کہے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَىٰ جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ (اے اللہ! تو اپنی تعریفوں کے ساتھ پاک ہے، تیرا نام برکت والا ہے، تیری شان بلند ہے، تیری تعریف بڑی ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں)۔ اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ کلام یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے سے کہے: 'اللہ سے ڈرو'، اور وہ جواب میں کہے: 'تم اپنی فکر کرو'۔"

اخلاقی پہلو: عبارت کے آخر میں نصیحت پر غصہ کرنے کی مذمت کی گئی ہے۔

ثُمَّ الثَّنَاءُ - وَالْمُرَادُ بِهِ قَوْلُهُ: **سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ**... إِلَخْ - بِدُونِ التَّوْجِيهِ - الْمُرَادُ بِهِ **إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ**... إِلَخْ - هُوَ الْمُتَعَيِّنُ عِنْدَ **أَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ** رَحِمَهُمَا اللهُ تَعَالَىٰ لِحَدِيثِ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ **رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ فِي سُنَنِهِ** بِإِسْنَادٍ رِجَالُهُ ثِقَاتٌ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ، ثُمَّ قَالَ: «سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ». الْحَدِيثَ. وَلَيْسَ فِيهِ ذِكْرُ التَّوْجِيهِ.

پھر **ثناء** (جس سے مراد '**سبحانك اللهم**... 'آخر تک پڑھنا ہے) کو **توجیہ** (جس سے مراد '**اني وجهت وجهي**... 'آخر تک پڑھنا ہے) کے بغیر پڑھنا ہی **امام ابو حنیفہ اور امام محمد** رحمہما اللہ کے نزدیک متعین (طے شدہ طریقہ) ہے۔ اس کی دلیل **حضرت انس** رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جسے **امام دار قطنی** نے اپنی 'سنن'

میں ایسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے جس کے راوی ثقہ (قابلِ اعتماد) ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو تکبیر کہتے، پھر '**سبحانك اللهم وبحمدك**' پڑھتے (الحدیث)، اور اس میں توجیہ کا ذکر نہیں ہے۔

وَعِنْدَ **أَبِي يُوسُفَ** يَجْمَعُ بَيْنَ الثَّنَاءِ وَالتَّوْجِيهِ جَمْعاً بَيْنَ حَدِيثِ أَنَسٍ وَغَيْرِهِ وَهُوَ مُخْتَارُ **الطَّحَاوِيّ** وَقَالَ: هُوَ مُخَيَّرٌ فِي أَنْ يَأْتِيَ بِالتَّوْجِيهِ بَعْدَ الثَّنَاءِ أَوْ قَبْلَهُ وَهُوَ رِوَايَةٌ عَنْ أَبِي يُوسُفَ وَالْمَشْهُورُ تَأْخِيرُ التَّوْجِيهِ عَنِ الثَّنَاءِ عِنْدَهُ.

اور **امام ابو یوسف** کے نزدیک حضرت انس کی حدیث اور دیگر احادیث کے درمیان جمع (تطبیق) کرتے ہوئے ثناء اور توجیہ دونوں کو **جمع** کیا جائے گا۔ یہی **امام طحاوی** کا پسندیدہ قول ہے، انہوں نے فرمایا: (نمازی کو) اختیار ہے کہ وہ توجیہ کو ثناء کے بعد پڑھے یا اس سے پہلے، اور یہ **امام ابو یوسف** سے ایک روایت بھی ہے، مگر ان کے نزدیک مشہور قول ثناء کے بعد توجیہ پڑھنے کا ہے۔"

ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّ عِنْدَ **بَعْضِ الْحَنَفِيَّةِ** الْقَائِلِينَ بِالتَّوْجِيهِ الْمُسْتَحَبُّ إِتْيَانُ التَّوْجِيهِ بَعْدَ النِّيَّةِ قَبْلَ التَّكْبِيرِ لِأَنَّ هٰذَا أَوْكَدُ وَأَدْخَلُ فِي النِّيَّةِ وَالْعَزِيمَةِ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: هٰذَا يُؤَدِّي إِلَى طُولِ مَكْثِ الْقِيَامِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ مِنْ غَيْرِ صَلَاةٍ وَهُوَ مَذْمُومٌ شَرْعاً، فَيَنْبَغِي أَنْ يَأْتِيَ بَعْدَ التَّكْبِيرِ، وَهٰذَا الِاخْتِلَافُ مَبْنِيٌّ عَلَى اخْتِلَافِ فِي **نُسَخِ الْهِدَايَةِ** فَفِي بَعْضِ النُّسَخِ: وَالْأَوْلَى أَنْ لَا يَأْتِيَ بِالتَّوْجِيهِ قَبْلَ التَّكْبِيرِ لِتَتَّصِلَ النِّيَّةُ بِهِ، فَالضَّمِيرُ فِي **بِهِ** رَاجِعٌ إِلَى التَّكْبِيرِ وَحَاصِلُهُ لُزُومُ الْمَكْثِ الْمَذْكُورِ وَأَيْضاً الْأَوْلَى فِي النِّيَّةِ قِرَانُهَا بِالتَّكْبِيرِ، وَفِي بَعْضِهَا يَأْتِي بِدُونِ لَا فَالضَّمِيرُ رَاجِعٌ إِلَى التَّوْجِيهِ لِكَوْنِهِ مُؤَكِّداً لِلنِّيَّةِ وَالْعَزِيمَةِ. وَقَدْ نَقَلَ **الشُّمُنِّيُّ** عِبَارَةَ الْهِدَايَةِ بِزِيَادَةِ لَا وَهُوَ الْمُوَافِقُ لِمَا فِي **شَرْحِ ابْنِ الْهُمَامِ** فَتَدَبَّرْ هٰذَا.

پھر واضح ہو کہ وہ احناف جو '**توجیہ**' (**انی وجهت وجهی**...) کے قائل ہیں، ان میں سے بعض کے نزدیک مستحب یہ ہے کہ توجیہ کو نیت کے بعد اور **تکبیرِ تحریمہ سے پہلے** پڑھا جائے، کیونکہ یہ زیادہ تاکید والا طریقہ ہے اور نیت و پختہ ارادے میں زیادہ مدد و معاون ہے۔ جبکہ بعض دیگر فقہاء نے فرمایا: یہ طریقہ نماز کے باہر (قیام کی حالت میں) قبلہ رخ طویل قیام کا باعث بنتا ہے جو کہ شرعاً ناپسندیدہ ہے، لہذا مناسب یہ ہے کہ اسے **تکبیر کے بعد** پڑھا جائے۔ اور یہ اختلاف '**ہدایہ**' کے نسخوں کے اختلاف پر مبنی ہے۔ چنانچہ بعض نسخوں میں عبارت یوں ہے: 'اور بہتر یہ ہے کہ توجیہ کو تکبیر سے پہلے **نہ** لایا جائے تاکہ نیت تکبیر کے ساتھ متصل رہے۔ یہاں لفظ **بِہٖ** کی ضمیر '**تکبیر**' کی طرف لوٹ رہی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ (پہلے پڑھنے کی صورت میں) مذکورہ طویل قیام لازم آئے گا، نیز نیت میں اصل فضیلت اس کا تکبیر کے ساتھ ملا ہوا ہونا ہے۔ جبکہ بعض نسخوں میں یہ عبارت لفظ '**لَا**' (نہیں) کے بغیر ہے، تو ضمیر '**توجیہ**' کی طرف لوٹے گی کیونکہ یہ نیت اور ارادے کی تاکید کرنے والی ہے۔ **علامہ شُمُنّی** نے '**ہدایہ**' کی عبارت لفظ '**لَا**' کی زیادتی کے ساتھ نقل کی ہے، اور یہی علامہ ابن ہمام کی شرح (**فتح القدیر**) کے موافق ہے، پس اس میں غور کر لیں۔

وَقَدْ أَوْرَدَ صَاحِبُ الْمِشْكَاةِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بِرِوَايَةِ التِّرْمِذِيّ وَأَبِي دَاوُدَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ: «سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَىٰ جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ». وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِرِوَايَةِ ابْنِ مَاجَهْ، وَقَالَ: قَالَ **التِّرْمِذِيُّ**: **هٰذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَارِثَةَ، وَقَدْ تُكُلِّمَ فِيهِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ**. انْتَهٰى.

اور صاحبِ مشکاۃ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے امام ترمذی اور امام ابو داؤد کی روایت سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں: 'رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو یہ پڑھتے: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَىٰ جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ۔ اور ایسی ہی روایت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ

عنه سے امام ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔ اور امام ترمذی نے فرمایا: 'ہم اس حدیث کو صرف **حارثہ** (راوی) کے واسطے سے جانتے ہیں، اور ان کے حافظے کے متعلق کلام کیا گیا ہے (یعنی وہ ضعیف ہیں)'، اقتباس ختم ہوا۔"

وَقَدْ حَكَمَ بِضَعْفِ هٰذَا الْحَدِيثِ بَعْضُ الْمُحَدِّثِينَ وَتَمَسَّكَ بِحُكْمِهِمْ بَعْضُ الشَّافِعِيَّةِ فَقَالَ فِي الْمَصَابِيحِ هُوَ ضَعِيفٌ، وَنَقَلَ عَنِ النَّوَوِيِّ حَدِيثَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَهْ بِأَسَانِيدَ ضَعِيفَةٍ، وَرَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ وَالْبَيْهَقِيُّ مِنْ رِوَايَةِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَضَعَّفُوهُ.

اور بعض محدثین نے اس حدیث (ثناء والی روایت) کے **ضعیف** ہونے کا حکم لگایا ہے، اور بعض شوافع نے ان کے اس حکم کو دلیل بنایا ہے۔ چنانچہ **'المصابیح'** میں کہا گیا ہے کہ یہ **ضعیف** ہے۔ اور امام نووی سے نقل کیا گیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو امام ترمذی، ابو داؤد اور ابن ماجہ نے **ضعیف اسناد** کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اسی طرح اسے امام ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی بیان کیا ہے اور ان سب نے اسے **ضعیف** قرار دیا ہے۔

وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ: وَرُوِيَ الِاسْتِفْتَاحُ بِـ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ مَرْفُوعاً، وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ مَرْفُوعاً وَكُلُّهَا ضَعِيفَةٌ، قَالَ: وَأَصَحُّ مَا رُوِيَ فِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ ثُمَّ رَوَاهُ بِإِسْنَادِهِ عَنْهُ أَنَّهُ كَبَّرَ ثُمَّ قَالَ: «سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَىٰ جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ». انْتَهٰى كَلَامُ النَّوَوِيِّ.

اور امام **بیہقی** فرماتے ہیں: **سبحانك اللهم وبحمدك** کے ذریعے (نماز کے) آغاز کی روایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً مروی ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً مروی ہے، لیکن یہ سب کی سب **ضعیف** ہیں۔ وہ **(بیہقی)** فرماتے ہیں: اس بارے میں سب سے صحیح وہ روایت ہے جو **حضرت عمر بن خطاب** رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ پھر انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عمر سے روایت کیا کہ انہوں نے تکبیر کہی، پھر پڑھا: **سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَىٰ جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ**۔ امام نووی کا کلام ختم ہوا۔"

خلاصہ : یہاں مصنف یہ بتا رہے ہیں کہ اگرچہ ثناء (**سبحانك اللهم**...) کی مرفوع احادیث پر کلام کیا گیا ہے، لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس کا ثبوت نہایت قوی ہے، جس کی بنیاد پر احناف اسے اختیار کرتے ہیں۔

وَقَالَ التُّورِبِشْتِيُّ: قَدْ رَمَاهُ الْمُؤَلِّفُ -يَعْنِي: صَاحِبَ الْمَصَابِيحِ- [بِالضَّعْفِ] وَلَيْسَ الْأَمْرُ عَلَىٰ مَا تَوَهَّمَ إِذْ هُوَ حَدِيثٌ [حَسَنٌ] مَشْهُورٌ أَخَذَ بِهِ مِنَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ، وَالْحَدِيثُ مُخَرَّجٌ فِي **كِتَابِ مُسْلِمٍ** عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، وَقَدْ أَخَذَ بِهِ ابْنُ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ وَغَيْرُهُ مِنْ فُقَهَاءِ الصَّحَابَةِ، وَلَمْ يَكُنْ هٰؤُلَاءِ السَّادَةُ لِيَأْخُذُوا بِذٰلِكَ مِنْ غَيْرِ أُسْوَةٍ، -وَلِهٰذَا ذَهَبَ إِلَيْهِ كَثِيرٌ مِنْ عُلَمَاءِ التَّابِعِينَ وَاخْتَارَهُ أَبُو حَنِيفَةَ رضی اللہ عنہ وَغَيْرُهُ مِنَ الْعُلَمَاءِ لِاسْتِفْتَاحِ الصَّلَاةِ، وَأَنْ يُنْسَبَ هٰذَا الْحَدِيثُ إِلَى الضَّعْفِ- وَقَدْ ذَهَبَ إِلَيْهِ الْأَجِلَّةُ مِنْ عُلَمَاءِ الْحَدِيثِ كَسُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وَإِسْحَاقَ بْنِ رَاهُوَيْهِ.

اور **علامہ توربشتی** رحمہ اللہ نے فرمایا: مصنف (یعنی صاحب مصابیح) نے اس حدیث کو **ضعیف** قرار دیا ہے، حالانکہ معاملہ ویسا نہیں جیسا انہوں نے وہم کیا ہے، کیونکہ یہ ایک **حدیثِ حسن اور مشہور** ہے جسے خلفائے راشدین میں سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اختیار کیا ہے۔ اور یہ حدیث **(حضرت عمر کے عمل کے طور پر) صحیح مسلم** میں بھی تخریج کی گئی ہے۔ نیز اس (ثناء) کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور دیگر فقہائے صحابہ نے بھی اختیار

کیا ہے، اور یہ حضراتِ گرامی (نبی کریم ﷺ کے) نمونہ عمل کے بغیر اسے ہر گز اختیار نہ کرتے۔ اسی وجہ سے تابعین کے کثیر علماء اسی طرف گئے ہیں اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور دیگر اہل علم نے نماز کے آغاز (استفتاح) کے لیے اسی کو پسند کیا ہے۔ اور یہ کہ اس حدیث کی نسبت **ضعف** کی طرف کی جائے (یہ درست نہیں)، حالانکہ علمائے حدیث کے بڑے **جلیل القدر** ائمہ جیسے **سفیان ثوری، احمد بن حنبل اور اسحاق بن راھویہ** بھی اسی کے قائل ہوئے ہیں۔

وَقَالَ: وَأَمَّا الْجَرْحُ وَالتَّعْدِيلُ فَقَدْ يَقَعُ فِي حَقِّ أَقْوَامٍ عَلَى وَجْهِ الِاخْتِلَافِ، فَرُبَّمَا ضَعَّفَ رَاوٍ مِنْ قِبَلِ أَحَدِ الْأَئِمَّةِ وَوُثِّقَ مِنْ قِبَلِ آخَرِينَ، وَهٰذَا الْحَدِيثُ رَوَاهُ الْأَعْلَامُ مِنْ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ وَأَخَذُوا بِهِ، وَقَدْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِطَرِيقٍ آخَرَ حَسَنٍ، رِجَالُهُ مَرْضِيُّونَ، وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ فِي **جَامِعِهِ** عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ بِاللَّيْلِ كَبَّرَ ثُمَّ يَقُولُ: «**سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ**»، ثُمَّ يَقُولُ: «**اَللهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا**» ثُمَّ قَالَ: «**أَعُوذُ بِاللهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ**».

انہوں نے مزید فرمایا: رہا جرح و تعدیل کا معاملہ، تو وہ بعض راویوں کے حق میں اختلافی طور پر واقع ہوتا ہے؛ بسا اوقات ایک امام کسی راوی کو ضعیف کہتا ہے تو دوسرے ائمہ اسے ثقہ قرار دیتے ہیں۔ اور اس حدیث کو ائمہ حدیث کے بڑے نامور علماء نے روایت کیا اور اس پر عمل کیا ہے۔ **امام ابو داؤد** نے اسے ایک اور **طریق حسن** سے روایت کیا ہے جس کے راوی پسندیدہ (معتبر) ہیں۔ اور امام ترمذی نے اپنی جامع میں **حضرت ابو سعید** رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے، پھر فرماتے: «**سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ**»، پھر فرماتے: «**اَللهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا**»، پھر فرماتے: «**أَعُوذُ بِاللهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ**» (میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جو سننے والا اور جاننے والا ہے، شیطان کے وسوسوں، اس کے تکبر اور اس کے جادو سے)۔"

خلاصہ: علامہ تورپشتی نے ان اعتراضات کا جواب دیا ہے جن میں ثناء کی احادیث کو **ضعیف** کہا گیا تھا، اور ثابت کیا ہے کہ یہ حدیث **حسن** ہے اور کبار صحابہ و ائمہ کا اس پر عمل رہا ہے۔

وَقَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَائِشَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَجَابِرٍ وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، وَحَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ أَشْهَرُ حَدِيثٍ فِي هٰذَا الْبَابِ، وَقَدْ أَخَذَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ بِهٰذَا الْحَدِيثِ، وَأَمَّا أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ، فَقَالُوا: بِمَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ»، وَهٰكَذَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ وَغَيْرِهِمْ.

اور انہوں نے (امام ترمذی نے) کہا: اس باب میں حضرت علی، عائشہ، عبد اللہ بن مسعود، جابر، جبیر بن مطعم اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایات مروی ہیں۔ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث اس باب میں سب سے زیادہ مشہور ہے، اور اہل علم کی ایک جماعت نے اسی حدیث کو اختیار کیا ہے۔ رہا اکثر اہل علم کا معاملہ، تو وہ اس کے قائل ہیں جو نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ (استفتاح میں) یہ کہا کرتے تھے: «**سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ**»۔ اور اسی طرح یہ حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے، اور تابعین وغیرہ میں سے اہل علم کا عمل اسی پر ہے۔

وَقَدْ تَكَلَّمَ فِي إِسْنَادِ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ يَتَكَلَّمُ فِي عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ، وَقَالَ أَحْمَدُ: لَا يَصِحُّ هٰذَا الْحَدِيثُ، ثُمَّ رَوَى التِّرْمِذِيُّ حَدِيثَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا الْمَذْكُورَةَ فِي الْكِتَابِ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيثٌ... لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَحَارِثَةُ قَدْ تُكُلِّمَ فِيهِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ كَمَا رَوَاهُ الْمُؤَلِّفُ، فَقَدْ ظَهَرَ أَنَّ التَّكَلُّمَ فِي هٰذَا الطَّرِيقِ الَّذِي فِيهِ حَارِثَةُ. انْتَهٰى **كَلَامُ التُّورِبِشْتِيِّ**. وَهُوَ لَا يُنَافِي صِحَّةَ الطَّرِيقِ الْآخَرِ كَمَا ذَكَرْنَا بِقَوْلِهِ: وَأَمَّا أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَخْ.

اور حضرت **ابو سعید** رضی اللہ عنہ کی حدیث کی **سند** پر کلام کیا گیا ہے؛ چنانچہ **یحییٰ بن سعید** (راوی) **علی بن علی** کے بارے میں کلام کرتے تھے، اور امام احمد بن حنبل نے فرمایا: یہ حدیث (سنداً) **صحیح** نہیں ہے۔ پھر **امام ترمذی** نے **حضرت عائشہ** رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث روایت کی جو کتاب میں مذکور ہے اور فرمایا: 'ہم اس حدیث کو صرف اسی واسطے سے جانتے ہیں'، اور **حارثہ** (راوی) کے حافظے کے متعلق کلام کیا گیا ہے جیسا کہ مصنف نے اسے روایت کیا ہے۔ پس یہ بات ظاہر ہوگئی کہ کلام اس خاص طریقے (سند) میں ہے جس میں **حارثہ** نامی راوی ہے۔ **علامہ تورپشتی** کا کلام ختم ہوا۔ اور یہ (کلام) دوسرے طریق (سند) کی **صحت** کے **منافی** نہیں ہے جیسا کہ ہم نے ان کے اس قول: 'رہی بات اکثر اہل علم کی...' کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔"

خلاصہ: یہاں یہ نکتہ واضح کیا گیا ہے کہ اگرچہ کسی ایک **سند** میں **حارثہ** جیسے **ضعیف راوی** کی وجہ سے کلام موجود ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ثناء (سبحانك اللهم) کا پورا مضمون ہی **ضعیف** ہے۔ اس کے دیگر طریقے اور صحابہ (**خصوصاً حضرت عمر**) کے آثار اس کو تقویت دیتے ہیں اور اسی پر اکثر اہل علم کا عمل ہے۔

وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ: رَوَى الْبَيْهَقِيُّ عَنْ أَنَسٍ وَعَائِشَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَجَابِرٍ وَعُمَرَ وَابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ الِاسْتِفْتَاحَ بِـ **سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ إِلَخْ** مَرْفُوعاً إِلَّا عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَإِنَّهُ وَقَفَهُ عَلَيْهِ، وَرَفَعَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ: الْمَحْفُوظُ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ قَوْلِهِ، وَفِي **صَحِيحِ مُسْلِمٍ** أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ يَجْهَرُ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ، **وَرَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ** عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَضَعَّفَاهُ، وَرَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ قَوْلِهِ، وَرَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ قَوْلِهِ.

اور **شیخ ابن ہمام** رحمہ اللہ نے فرمایا: امام بیہقی نے حضرت انس، عائشہ، ابو سعید خدری، جابر، عمر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین سے **سبحانك اللهم وبحمدك** کے ذریعے نماز کا آغاز (استفتاح) کرنا مرفوعاً (یعنی نبی ﷺ کے قول کے طور پر) روایت کیا ہے، سوائے **حضرت عمر** رضی اللہ عنہ کے، کیونکہ **امام بیہقی** نے اسے ان پر موقوف رکھا ہے (یعنی حضرت عمر کا اپنا قول قرار دیا ہے)۔ جبکہ **امام دار قطنی** نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اسے مرفوعاً بھی روایت کیا ہے، پھر فرمایا: 'محفوظ بات یہ ہے کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا قول ہے'۔ اور '**صحیح مسلم**' میں مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان کلمات کو بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے۔

امام ابو داؤد اور **امام ترمذی** نے اسے **حضرت عائشہ** رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے اسے **ضعیف** قرار دیا ہے۔ اور **امام دار قطنی** نے اسے **حضرت عثمان غنی** رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر روایت کیا ہے، جبکہ **سعید بن منصور** نے اسے **حضرت ابو بکر صدیق** رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر روایت کیا ہے۔

وَأَوْرَدَ الشَّيْخُ حَدِيثَ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ التِّرْمِذِيِّ وَالنَّسَائِيِّ وَابْنِ مَاجَهْ، وَنَقَلَ قَوْلَ **التِّرْمِذِيِّ** فِي **تَضْعِيفِ عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ** كَمَا نَقَلْنَاهُ، ثُمَّ قَالَ: **وَعَلِيُّ بْنُ عَلِيٍّ وَثَّقَهُ وَكِيعٌ وَابْنُ مَعِينٍ وَأَبُو زُرْعَةَ** وَكَفَى بِهِمْ.

اور شیخ (ابن ہمام) نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث کو امام ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے، اور امام ترمذی کا وہ قول بھی نقل کیا ہے جس میں انہوں نے **علی بن علی** (راوی) کی **تضعیف** کی ہے جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا، پھر **(ابن ہمام نے)** فرمایا: **'حالانکہ علی بن علی کو امام وکیع، ابنِ معین اور ابوزرعہ جیسے ائمہ نے ثقہ** (معتبر) **قرار دیا ہے، اور ان کی توثیق** (دلیل کے طور پر) **کافی ہے'۔"**

خلاصہ : علامہ ابن ہمام یہ واضح کر رہے ہیں کہ ثناء (سبحانك اللهم) نہ صرف نبی ﷺ سے مروی ہے، بلکہ یہ چاروں خلفائے راشدین **(ابو بکر، عمر، عثمان، اور علی رضی اللہ عنہم)** کا معمول رہا ہے۔ نیز جس راوی **(علی بن علی)** پر جرح کی گئی تھی، اسے فنِ حدیث کے بڑے ائمہ نے ثقہ قرار دے کر حدیث کو تقویت دی ہے۔

وَقَالَ:۔ وَلَمَّا ثَبَتَ مِنْ فِعْلِ الصَّحَابَةِ كَعُمَرَ وَغَيْرِهِ الِاسْتِفْتَاحُ بَعْدَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِـ **سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ** مَعَ الْجَهْرِ بِهِ لِقَصْدِ تَعْلِيمِ النَّاسِ لِيَقْتَدُوا وَيَأْنَسُوا كَانَ دَلِيلًا عَلَى أَنَّهُ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرَ الْأَمْرِ أَوْ أَنَّهُ كَانَ الْأَكْثَرَ مِنْ فِعْلِهِ وَإِنْ كَانَ رَفْعُ غَيْرِهِ أَقْوَى عَلَى طَرِيقِ الْمُحَدِّثِينَ أَلَا يَرَى أَنَّهُ رُوِيَ فِي **الصَّحِيحَيْنِ** مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْكُتُ هُنَيَّةً قَبْلَ الْقِرَاءَةِ بَعْدَ التَّكْبِيرِ، فَقُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ سُكُوتَكَ بَعْدَ التَّكْبِيرِ مَا تَقُولُ قَالَ: «أَقُولُ: **اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنْ خَطَايَايَ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنِي مِنْ خَطَايَايَ بِالثَّلْجِ وَالْمَاءِ وَالْبَرَدِ**». وَهُوَ أَصَحُّ مِنَ الْكُلِّ لِأَنَّهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَمَعَ ذٰلِكَ لَمْ يَقُلْ بِسُنِّيَّتِهِ عَيْنًا أَحَدٌ مِنَ الْأَرْبَعَةِ، وَالْحَاصِلُ أَنَّ غَيْرَ الْمَرْفُوعِ أَوِ الْمَرْفُوعَ الْمَرْجُوحَ فِي الثُّبُوتِ عَنْ مَرْفُوعٍ آخَرَ قَدْ يُقَدَّمُ عَلَى عَدِيلِهِ إِذَا اقْتَرَنَ بِقَرَائِنَ تُفِيدُ أَنَّهُ صَحِيحٌ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَمِرًّا عَلَيْهِ. اِنْتَهٰى.

اور انہوں نے **(ابنِ ہمام نے)** فرمایا: جب نبی ﷺ کے بعد حضرت عمر اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فعل ثابت ہو گیا کہ انہوں نے **سبحانك اللهم** کے ساتھ نماز کا آغاز کیا، اور ساتھ ہی اسے بلند آواز سے پڑھا تا کہ لوگوں کو سکھا سکیں اور وہ اس کی پیروی کریں اور اس سے مانوس ہو جائیں، تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضور ﷺ کا **آخری عمل** یہی تھا، یا یہ کہ آپ ﷺ کا **اکثر عمل** یہی رہا ہے۔ اگرچہ (سند کے اعتبار سے) محدثین کے طریقے پر دیگر دعاؤں کا مرفوع ہونا زیادہ قوی ہے (جیسے **اللهم باعد بيني**...)۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ **'صحیحین'** (بخاری و مسلم) میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی **حدیث** مروی ہے کہ حضور ﷺ تکبیر کے بعد اور قرآت سے پہلے تھوڑی دیر خاموش رہتے تھے، تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، تکبیر کے بعد آپ کی خاموشی میں آپ کیا پڑھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں کہتا ہوں: **«اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ...»** (اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنی دوری کر دے جتنی تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان کی ہے، اے اللہ! مجھے میری خطاؤں سے ایسا صاف کر دے جیسے سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے، اے اللہ! میری خطاؤں کو برف، پانی اور اولوں سے دھو ڈال)۔ اور یہ (دعا) ثبوت کے لحاظ سے سب سے زیادہ **صحیح** ہے کیونکہ یہ **'متفق علیہ'** ہے، اس کے باوجود (ائمہ اربعہ) میں سے کسی ایک نے بھی اسے سنتِ متعینہ (یعنی صرف اسی کو پڑھنا سنت ہے) نہیں کہا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ وہ روایت جو مرفوع نہیں ہے (یعنی صحابی کا قول ہے) یا ایسی مرفوع روایت جو ثبوت میں دوسری مرفوع کے مقابلے میں مرجوح (کم درجے کی) ہے، اسے بھی بسا اوقات اپنے مدِ مقابل پر **ترجیح** دے دی جاتی ہے، جب اس کے ساتھ ایسے قرائن مل جائیں جو اس بات کا فائدہ دیں کہ نبی ﷺ سے یہی عمل صحیح ثابت ہے اور آپ ﷺ اس پر ہمیشگی فرماتے تھے۔ اقتباس ختم ہوا۔"

خلاصہ :علامہ ابن ہمام یہ نکتہ سمجھا رہے ہیں کہ محض سند کا قوی ہونا ہی ترجیح کی بنیاد نہیں ہوتا، بلکہ صحابہ کا عمل اور اس کا رواج (جیسے حضرت عمر کا مجمع عام میں اسے سکھانا) اس بات کی قوی دلیل ہے کہ **سبحانك اللهم** ہی وہ دعا ہے جو حضور ﷺ نے مستقل طور پر اختیار فرمائی تھی۔

وَاعْلَمْ أَنَّ فِي الصَّلَاةِ سَكْتَتَيْنِ أَوْ سَكَتَاتٍ وَرَدَ الْأَحَادِيثُ بِهِمَا وَيَقُولُ بِهَا الشَّافِعِيَّةُ، وَوَرَدَ فِي الْحَدِيثِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رضي الله عنه قَالَ: سَكْتَتَانِ حَفِظْتُهُمَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رضي الله عنه [وَقَالَ: حَفِظْنَا سَكْتَةً] فَكَتَبْنَا إِلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضي الله عنه بِالْمَدِينَةِ، فَكَتَبَ أُبَيٌّ أَنَّ حِفظ سَمُرَةَ، قَالَ سَعِيدٌ: فَقُلْنَا لِقَتَادَةَ: مَا هَاتَانِ السَّكْتَتَانِ قَالَ: إِذَا دَخَلَ فِي صَلَاتِهِ، وَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ ثُمَّ قَالَ بَعْدَ ذٰلِكَ: وَإِذَا قَرَأَ ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ قَالَ: وَكَانَ يُعْجِبُهُ إِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ أَنْ يَسْكُتَ حَتَّى يَتَرَادَّ إِلَيْهِ نَفَسُهُ، أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَخْرَجَ أَبُو دَاوُدَ وَلَفْظُهُ: قَالَ سَمُرَةُ رضي الله عنه: حَفِظْتُ سَكْتَتَيْنِ فِي الصَّلَاةِ، قَالَ سَعِيدٌ: سَكْتَةٌ إِذَا كَبَّرَ الْإِمَامُ حَتَّى يَقْرَأَ وَسَكْتَةٌ إِذَا فَرَغَ مِنْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ عِنْدَ الرُّكُوعِ، قَالَ: فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رضي الله عنه، [قَالَ:] فَكَتَبُوا [فِي] ذٰلِكَ إِلَى الْمَدِينَةِ إِلَى أُبَيٍّ رضي الله عنه فَصَدَّقَ سَمُرَةَ رضي الله عنه، وَفِي رِوَايَةٍ: وَسَكْتَةٌ إِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ. وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: وَفِي الْبَابِ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه وَحَدِيثُ سَمُرَةَ رضي الله عنه حَدِيثٌ حَسَنٌ وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّونَ لِلْإِمَامِ أَنْ يَسْكُتَ بَعْدَ مَا يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ وَبَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْقِرَاءَةِ، وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَأَصْحَابُنَا. انْتَهٰى.

اور واضح ہو کہ نماز میں دو (یا دو سے زائد) سکتوں (خاموشی کے وقفوں) کے بارے میں احادیث وارد ہوئی ہیں اور **شوافع** ان کے قائل ہیں۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: 'دو سکتے ایسے ہیں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے یاد رکھے ہیں'۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اس بات کا انکار کیا (اور کہا کہ ہمیں صرف ایک سکتہ یاد ہے)۔ چنانچہ ہم نے مدینہ منورہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو اس بارے میں خط لکھا، تو انہوں نے جواب میں لکھا کہ سمرہ رضی اللہ عنہ نے (صحیح) یاد رکھا ہے۔ (راوی) سعید کہتے ہیں: ہم نے قتادہ سے پوچھا کہ یہ دو سکتے کون سے ہیں؟ انہوں نے کہا: (پہلا) جب نماز شروع کریں، اور (دوسرا) جب قرآت سے فارغ ہوں؛ پھر اس کے بعد (قتادہ نے) کہا: اور جب ﴿**وَلَا الضَّالِّينَ**﴾ پڑھ لیں۔ اور **قتادہ** نے کہا: آپ ﷺ کو یہ بات پسند تھی کہ جب قرآت سے فارغ ہوں تو اتنی دیر سکتہ فرمائیں کہ سانس بحال ہو جائے۔ اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور **امام ابو داؤد** نے اسے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: 'میں نے نماز میں دو سکتے یاد رکھے ہیں'۔ سعید کہتے ہیں: (پہلا) سکتہ جب امام تکبیر کہے یہاں تک کہ وہ قرآت شروع کرے، اور (دوسرا) سکتہ جب وہ سورہ فاتحہ اور سورت سے فارغ ہو جائے رکوع کے وقت۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار کیا، تو انہوں نے اس بارے میں مدینہ منورہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا تو انہوں نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی تصدیق فرمائی۔ ایک اور روایت میں ہے: 'اور ایک سکتہ جب قرآت سے فارغ ہو جائیں'۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے، اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث **حدیثِ حسن** ہے، اور کئی اہل علم کا یہی قول ہے کہ وہ امام کے لیے سکتہ کرنے کو مستحب سمجھتے ہیں: (پہلا) جب نماز شروع کرے، اور (دوسرا) جب قرآت سے فارغ ہو۔ امام احمد، اسحاق اور ہمارے اصحاب (اہل حدیث) کا یہی قول ہے۔ اقتباس ختم ہوا۔"

خلاصہ : یہاں ان فقہی مقامات کا ذکر ہے جہاں امام کو قرآت کے درمیان یا بعد میں خاموش رہنا چاہیے، جس میں حضرت سمرہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کے حوالے سے دو سکتوں کا ثبوت پیش کیا گیا ہے۔

وَلَايَذْهَبُ عَلَيْكَ أَنَّ السَّكْتَه الْأُولٰى بَعْدَ التَّكْبِيرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهَا عِنْدَ الْأَئِمَّةِ لِقِرَاءَةِ دُعَاءِ الِاسْتِفْتَاحِ وَهِيَ لَيْسَتْ سَكْتَةً فِي الْحَقِيقَةِ بَلِ الْمُرَادُ بِهِ عَدَمُ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ، وَالثَّانِيَةُ سُنَّةٌ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ وَكَذَا عِنْدَ أَحْمَدَ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى، وَقَدْ جَاءَ سَكْتَةٌ أُخْرٰى بَيْنَ الْقِرَاءَةِ وَالرُّكُوعِ، **وَعِنْدَنَا وَمَالِكٍ** رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى لَا سَكْتَةَ إِلَّا الْأُولٰى.

اور یہ بات آپ سے پوشیدہ نہ رہے کہ تکبیر کے بعد والا **پہلا سکتہ** تمام ائمہ کے نزدیک **متفق علیہ** ہے تاکہ دعائے استفتاح **(ثناء)** پڑھی جاسکے، اور یہ حقیقت میں 'سکتہ' **(خاموشی)** نہیں ہے بلکہ اس سے مراد قرآت کو بلند آواز سے نہ پڑھنا ہے۔ اور **دوسرا سکتہ** امام شافعی اور اسی طرح امام احمد رحمہما اللہ کے نزدیک سنت ہے۔ اور ایک اور سکتہ قرآت اور رکوع کے درمیان بھی منقول ہے۔ جبکہ **ہمارے (احناف کے) نزدیک** اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک پہلے سکتے کے علاوہ اور کوئی سکتہ نہیں ہے۔

وَقَالَ النَّوَوِيُّ فِي الْأَذْكَارِ: قَالَ أَصْحَابُنَا: يُسْتَحَبُّ لِلْإِمَامِ فِي الصَّلَاةِ الْجَهْرِيَّةِ أَرْبَعُ سَكَتَاتٍ:

1- **إِحْدَاهُنَّ:** عَقِيبَ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ لِيَأْتِيَ بِدُعَاءِ الِاسْتِفْتَاحِ،

2- **وَالثَّانِيَةُ:** بَعْدَ فَرَاغِهِ مِنَ الْفَاتِحَةِ سَكْتَةٌ لَطِيفَةٌ جِدًّا بَيْنَ آخِرِ الْفَاتِحَةِ وَبَيْنَ آمِينَ لِتَعْلِيمِ أَنَّ آمِينَ لَيْسَتْ مِنَ الْفَاتِحَةِ،

3- **وَالثَّالِثَةُ:** بَعْدَ آمِينَ سَكْتَةٌ طَوِيلَةٌ بِحَيْثُ يَقْرَأُ الْمَأْمُومُ الْفَاتِحَةَ،

4- **وَالرَّابِعَةُ:** بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ السُّورَةِ يَفْصِلُ بِهَا بَيْنَ الْقِرَاءَةِ وَتَكْبِيرَةِ الْهُوِيِّ إِلَوتَكْبِيرَةِ الْهُوِيِّ إِلَى الرُّكُوعِ. انْتَهٰى.

امام نووی رحمہ اللہ نے **'الاذکار'** میں فرمایا: ہمارے اصحاب **(شوافع)** نے کہا ہے کہ جہری نماز میں امام کے لیے **چار سکتے** مستحب ہیں:

1- پہلا : تکبیرِ تحریمہ کے فوراً بعد تاکہ دعائے استفتاح پڑھی جاسکے۔

2- دوسرا : سورہ فاتحہ سے فارغ ہونے کے بعد؛ یہ **فاتحہ** کے آخر اور **'آمین'** کے درمیان ایک نہایت مختصر سا وقفہ ہوگا تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ **'آمین'** سورہ فاتحہ کا حصہ نہیں ہے۔

3- تیسرا : آمین کے بعد ایک طویل سکتہ (وقفہ) تاکہ مقتدی اس دوران سورہ فاتحہ پڑھ لیں۔

4- چوتھا : سورت (قرآت) سے فارغ ہونے کے بعد تاکہ قرآت اور رکوع کے لیے جھکنے کی تکبیر کے درمیان فصل (فرق) ہو جائے۔ اقتباس ختم ہوا۔"

خلاصہ : یہاں **احناف** اور شوافع کے درمیان نماز کے وقفوں (سکتات) کا فرق بیان کیا گیا ہے۔ **احناف** صرف **ثناء** کے لیے پہلے وقفے کے قائل ہیں، جبکہ **شوافع** چار مختلف مقامات پر وقفہ کرنے کو **مستحب** سمجھتے ہیں۔

فَعِنْدَ **الشَّافِعِيِّ** هٰذِهِ السَّكَتَاتُ ثَابِتَةٌ وَالسُّنَّةُ عِنْدَهُمْ أَنَّ الْمُقْتَدِيَ فِي **الصَّلَاةِ الْجَهْرِيَّةِ** يَسْكُتُ وَيَقْرَأُ فِي **السَّكْتَةِ الثَّانِيَةِ.**

ترجمہ "پس امام شافعی کے نزدیک یہ سکتے ثابت ہیں، اور ان کے ہاں سنت یہ ہے کہ مقتدی جہری نماز میں (امام کی قرآت کے دوران) خاموش رہے اور دوسرے سکتہ (جو فاتحہ کے بعد ہوتا ہے) میں اپنی سورہ فاتحہ پڑھے۔

وَقَالَ **الْخِرَقِيُّ** -مِنْ أَئِمَّةِ الْحَنَابِلَةِ- فِي كِتَابِهِ: إِنَّ عِنْدَ أَحْمَدَ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَىٰ سَكَتَاتٍ وَيَقْرَأُ فِيهَا الْمُقْتَدِي الْفَاتِحَةَ، وَنَقَلَ **الزَّرْكَشِيُّ فِي شَرْحِ كَلَامِ الْخِرَقِيِّ عَنْ أَبِي الْبَرَكَاتِ** -أَحَدِ مَشَايِخِ مَذْهَبِ الْإِمَامِ أَحْمَدَ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَىٰ- أَنَّ فِي الصَّلَاةِ سَكْتَتَيْنِ عَلَىٰ سَبِيلِ **الِاسْتِحْبَابِ**، الْأُولَىٰ مَخْصُوصَةٌ بِالرَّكْعَةِ الْأُولَىٰ لِلِاسْتِفْتَاحِ، وَالثَّانِيَةُ سَكْتَةٌ يَسِيرَةٌ بَعْدَ إِتْمَامِ الْقِرَاءَةِ حَتَّىٰ يَرُدَّ إِلَيْهِ النَّفَسَ.

اور **حنابلہ** کے ائمہ میں سے علامہ **خرقی** نے اپنی کتاب میں کہا ہے کہ **امام احمد** رحمہ اللہ کے نزدیک بھی (نماز میں) سکتے ہیں جن میں مقتدی سورہ فاتحہ پڑھتا ہے۔ اور **علامہ زرکشی** نے **'شرحِ کلامِ خرقی'** میں **امام احمد بن حنبل** کے مذہب کے مشائخ میں سے **ابوالبرکات** سے نقل کیا ہے کہ نماز **استحباب** کے طور پر **دو سکتے** ہیں: پہلا سکتہ صرف پہلی رکعت کے ساتھ مخصوص ہے جو دعائے استفتاح کے لیے ہے، اور دوسرا سکتہ قرآت مکمل کرنے کے بعد ایک مختصر سا وقفہ ہے تاکہ سانس بحال ہو جائے۔

وَالظَّاهِرُ أَنَّ هٰذِهِ السَّكَتَاتِ لَمْ يَثْبُتْ عِنْدَ الْحَنَفِيَّةِ وَإِنْكَارُ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِيَّاهُ -وَأَنَّهُ صَحَابِيٌّ كَبِيرٌ- عَلَىٰ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَيْضاً يَدُلُّ عَلَىٰ خَفَاءِ الْحَالِ وَأَيْضاً نَقُولُ: إِنَّ هٰذَيْنِ السَّكْتَتَيْنِ بَعْدَ ثُبُوتِهِمَا لِتَصْوِيرِ السُّورَةِ وَتَقْدِيرِهَا وَاسْتِرَاحَةِ النَّفَسِ لَا بِطَرِيقِ التَّعَبُّدِ وَالتَّقْرِيبِ حَتَّىٰ يَكُونَا سُنَّتَيْنِ كَالِاضْطِجَاعِ بَعْدَ أَدَاءِ سُنَّةِ الْفَجْرِ سُنَّةٌ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ وَعِنْدَنَا وَعِنْدَ مَالِكٍ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَىٰ كَانَ لِلِاسْتِرَاحَةِ لَا لِلتَّعَبُّدِ. وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور ظاہر یہ ہے کہ یہ سکتے **احناف** کے نزدیک ثابت نہیں ہیں، اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کا حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ (کی بات) پر انکار کرنا بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ معاملہ (سب پر واضح نہیں بلکہ) پوشیدہ تھا۔ نیز ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ: یہ دو سکتے (اگرچہ ثابت مان لیے جائیں تب بھی) یہ محض سورت کی ترتیب، اس کے اندازے اور سانس کی راحت کے لیے تھے نہ کہ بطورِ عبادت اور تقربِ الٰہی کہ انہیں باقاعدہ **'سنت'** قرار دیا جائے؛ بالکل ویسے ہی جیسے فجر کی سنتوں کے بعد تھوڑی دیر لیٹنا **امام شافعی** کے نزدیک سنت ہے، جبکہ ہمارے (**احناف**) اور **امام مالک** رحمہ اللہ کے نزدیک یہ محض آرام کے لیے تھا نہ کہ بطورِ عبادت۔ واللہ اعلم (اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے)۔"

خلاصہ: یہاں مصنف نے احناف کا یہ موقف واضح کیا ہے کہ نماز کے دوران کیے جانے والے وقفے (سکتات) محض طبعی ضرورت (سانس کی بحالی) کے لیے تھے، انہیں مستقل دینی سنت کا درجہ نہیں دیا جا سکتا، اسی لیے احناف ان سکتوں کے دوران مقتدی کی قرآت کے قائل نہیں ہیں۔

تیسرا باب

باب القراۃ فی الصلاۃ

جامعہ امام غزالی فیصل آباد

3۔اہم موقفات:باب القراۃ فی الصلاۃ

1. سورت فاتحہ:

شوافع اور امام احمد کا موقف: سورت فاتحہ کی تلاوت کرنا فرض ہے۔

احناف اور امام احمد کی دوسری روایت: سورت فاتحہ کی تلاوت کرنا واجب ہے۔

امام مالک: ان سے کوئی صریح قول نہیں ملا

2. مقتدی کا سورت فاتحہ پڑھنا:

امام شافعی کا موقف: مقتدی کا سورت فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔چاہے سری نماز ہو یا جہری نماز

امام مالک اور امام احمد کا موقف: سری نماز میں مقتدی سورت فاتحہ پڑھے گا اور جہری نماز میں نہیں پڑھے گا دوری یا بہرے پن کی وجہ سے پڑھے گا

بعض حنابلہ کا موقف: امام کے سکتوں میں یا آواز نہ آنے کی صورت میں مقتدی سورت فاتحہ پڑھے گا۔

احناف کا موقف: مقتدی سورت فاتحہ نہیں پڑھے گا سری و جہری نمازوں میں

ھدایہ شریف میں ہے: کہ مقتدی کا قراءت نہ کرنا 80 صحابہ سے منقول ہے جن میں خلفائے راشدین بھی ہیں

3. بسم اللہ شریف سورت فاتحہ کا جزء ہے یا نہیں:

شوافع کا موقف: بسم اللہ شریف ہر سورت کا جزء ہے۔

احناف کا موقف: بسم اللہ شریف ہر سورت کا جزء نہیں ہے۔

بسم اللہ شریف پڑھنے میں تو سب کا اجماع ہے کہ پڑھنی ہے لیکن اختلاف سری و جہری میں ہے۔

شوافع کا موقف: بسم اللہ شریف جہری نماز میں جہر کے ساتھ اور سری نماز میں بغیر جہر کے

احناف کا موقف: بسم اللہ شریف بغیر جہر کے پڑھی جائے۔

احناف کا موقف: صرف نماز کے آغاز میں پڑھی جائے سری آواز میں کیونکہ یہ تعوذ کی طرح قراءت کی کنجی ہے

صاحبین کا موقف: ہر رکعت کے شروع میں پڑھی جائے۔اس لئے کہ تسمیہ قراءت کی کنجی ہے۔

4. آمین:

شوافع اور امام احمد کا موقف: جہر کے ساتھ

احناف کا موقف: آہستہ آواز میں

امام مالک کا موقف: ان کے مذہب میں اختلاف ہے۔

5. تسمیع و تحمید:

امام احمد، امام مالک اور امام اعظم کا موقف: امام تسمیع اور مقتدی تحمید کہے

شوافع کا موقف: جمع کیا جائے گا دونوں کو

6. پہلی رکعت کو طویل کرنا:

شیخین کا موقف: پہلی رکعت کو طویل کرنا صرف نماز فجر کے ساتھ خاص ہے۔

امام محمد کا موقف: پہلی رکعت طویل کرنا زیادہ پسندیدہ ہے۔

7. فرض نماز کی آخری دو رکعتوں میں قراءت:

احناف کا موقف: آخری دو رکعتوں میں صرف "**سورۃ فاتحہ**" پڑھی جائے گی۔ کوئی دوسری سورت نہیں ملائی جائے گی۔

شوافع کا موقف: آخری دو رکعتوں میں بھی پہلی دو رکعتوں کی طرح "فاتحہ + سورت" پڑھنا مستحب ہے۔ اگر صرف فاتحہ پڑھ لی تو بھی نماز ہو جائے گی لیکن خلاف اولیٰ ہے۔

مالکیہ کا موقف: امام کے لیے آخری دو رکعتوں میں صرف فاتحہ پڑھنا افضل ہے۔ لیکن اگر کوئی سورت ملالے تو کراہت نہیں۔

مقتدی کے لیے تو دونوں صورتوں میں خاموش رہنا ہے۔

حنابلہ کا موقف: آخری دو رکعتوں میں صرف فاتحہ پڑھنا سنت ہے۔ جیسا کہ احناف کا ہے۔

لیکن اگر بھول سے یا قصداً سورت ملالی تو سجدہ سہو لازم نہیں اور نماز ہو جائے گی۔

8. بعض نمازوں کے لیے بعض سورتوں کو مخصوص کرنا:

یعنی جیسے فجر میں سورہ "**کافرون**" اور "**اخلاص**"، جمعہ میں "**جمعہ**" اور "**منافقون**"، وتر میں "**اعلیٰ، کافرون، اخلاص**" وغیرہ۔

احناف کا موقف: کسی خاص نماز کے لیے کسی خاص سورت کو ہمیشہ لازم کر لینا مکروہ ہے۔

البتہ نبی ﷺ سے جو سورتیں مخصوص نمازوں میں ثابت ہیں انہیں کبھی کبھار پڑھنا مستحب ہے۔

شوافع کا موقف: بعض نمازوں کے لیے بعض سورتیں پڑھنا مستحب ہے۔ اور ہمیشہ پڑھنے میں بھی حرج نہیں۔

بلکہ جن سورتوں کا نبی ﷺ سے ثبوت ہے انہیں پڑھنا افضل ہے۔

دلیل: احادیث:

- فجر کی سنت: "**کافرون**" اور "**اخلاص**"

- جمعہ: پہلی رکعت "**جمعہ**" دوسری "**منافقون**"

- عیدین: "**اعلیٰ**" اور "**غاشیہ**"

- وتر: "**اعلیٰ، کافرون، اخلاص**"

مالکیہ کا موقف: امام کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ مختلف سورتیں پڑھے۔ ایک ہی سورت کو لازم نہ کرے۔

لیکن کبھی کبھار مسنون سورتیں پڑھ لینا جائز اور مستحب ہے۔

حنابلہ کا موقف: شوافع کی طرح۔ جن نمازوں کے لیے نبی ﷺ سے خاص سورتیں ثابت ہیں انہیں پڑھنا مسنون ہے۔

ہمیشہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

9. "آیات کا جواب دینے" سے مراد:

نماز میں قرآن کی تلاوت کے دوران جب رحمت والی آیت آئے تو "**سبحان اللہ**" یا دعا کرنا، عذاب والی آیت پر "**اعوذ باللہ**" کرنا، تسبیح والی آیت پر تسبیح کرنا۔ اسے "**تفاعل مع القرآن**" کہتے ہیں۔

احناف کا موقف: فرض نماز میں آیات کا جواب دینا مکروہ ہے۔ نفل نماز میں جائز ہے۔

شوافع کا موقف: فرض و نفل دونوں نمازوں میں آیات کا جواب دینا مستحب ہے۔ امام ہو یا مقتدی، اکیلا ہو یا جماعت میں۔

مالکیہ کا موقف: نفل نماز میں مستحب ہے۔ فرض نماز میں مکروہ ہے۔ مقتدی کے لیے تو بالکل منع ہے کیونکہ اسے امام کی قراءت سننا واجب ہے۔

حنابلہ کا موقف: نفل میں مستحب ہے۔ فرض میں امام اور منفرد کے لیے جائز ہے، مقتدی کے لیے مکروہ۔

اس باب میں نو (9) مقامات پر کلام ہو گا

1۔ سورت فاتحہ کی قراءت کے بارے میں

2۔ امام کے پیچھے مقتدی کی قراءت

3۔ تسمیہ کو جہر یا بغیر جہر کے پڑھنا

4۔ آمین جہر یا بغیر جہر کے پڑھنا

5۔ تسمیع و تحمید کے بارے میں

6۔ پہلی رکعت کو لمبا کرنے کے بارے میں

7۔ فرض نماز کی آخری دو رکعتوں میں قراءت کے بارے میں

8۔ بعض نمازوں میں بعض سورتوں کو خاص کرنے کے بارے میں

9۔ آیات کا جواب دینے کے بارے میں

جامعہ امام غزالی فیصل آباد

3۔ بَابُ الْقِرَاءَةِ فِی الصَّلَاةِ

ذَکَرَ صَاحِبُ **الْمِشْکَاۃِ** فِی هٰذَا الْبَابِ أَحَادِيثَ فِی قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ وَالْجَهْرِ بِالتَّسْمِيَةِ وَعَدَمِهِ، وَقِرَاءَةِ الْمُقْتَدِی خَلْفَ الْإِمَامِ، وَالْجَهْرِ بِالتَّأْمِينِ، وَتَطْوِيلِ الرَّكْعَةِ الْأُولٰی، وَالْقِرَاءَةِ فِی الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ، وَقِرَاءَةِ بَعْضِ السُّوَرِ فِی بَعْضِ الصَّلَوَاتِ بِالتَّخْصِيصِ وَبِدُونِهِ وَأَمْثَالِ ذٰلِكَ، وَكَانَ فِی هٰذِهِ الْمَطَالِبِ أَحَادِيثُ أُخَرُ غَيْرُ مَا ذَكَرَهَا نَحْوُهَا وَمِثْلُهَا فَلَمْ يَتَعَرَّضْ لَهَا إِلَّا نَادِرًا فَاقْتَصَرْنَا الْكَلَامَ عَلَى الْمَوَاضِعِ الْخِلَافِيَّةِ،

3۔ نماز میں قرات (پڑھنے) کا باب

"**صاحبِ مشکوٰۃ** (امام تبریزی) نے اس باب میں سورہ فاتحہ پڑھنے، بسم اللہ بلند آواز سے پڑھنے یا نہ پڑھنے، امام کے پیچھے مقتدی کی قرات، بلند آواز سے آمین کہنے، پہلی رکعت کو طویل کرنے، (فرض کی) آخری دو رکعتوں میں قرات کرنے اور بعض نمازوں میں مخصوص سورتیں پڑھنے یا (تخصیص

کے بغیر) کوئی بھی سورت پڑھنے وغیرہ کے متعلق احادیث ذکر کی ہیں۔ ان موضوعات پر ان احادیث کے علاوہ بھی دیگر ویسی ہی اور ان جیسی (بہت سی) احادیث موجود تھیں جنہیں انہوں نے شاذونادر ہی چھیڑا ہے، چنانچہ ہم نے اپنی گفتگو کو صرف اختلافی مسائل تک محدود رکھا ہے۔"

وَهِيَ تِسْعَةُ مَوَاضِعَ:(9)

(1): اَلْمَوْضِعُ الْأَوَّلُ فِي قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ:

اِعْلَمْ أَنَّ قِرَاءَةَ الْفَاتِحَةِ رُكْنٌ مِنَ الصَّلَاةِ وَفَرْضٌ فِيهَا عِنْدَ الشَّافِعِيِّ وَعِنْدَ أَحْمَدَ فِيمَا هُوَ الْمَشْهُورُ الْمَعْرُوفُ مِنْ مَذْهَبِهِ وَتَمَسَّكَا بِحَدِيثِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ». أَخْرَجَهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا الْمُوَطَّأَ، وَبِحَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ» يَقُولُهَا ثَلَاثًا، وَفِي رِوَايَةٍ: «فَهِيَ خِدَاجٌ ـ ثَلَاثًا ـ غَيْرُ تَمَامٍ»، فَقِيلَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: إِنَّا نَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ فَقَالَ: اِقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ، يَعْنِي: اِقْرَأْهَا سِرًّا بِحَيْثُ تُسْمِعُ نَفْسَكَ، وَفِي رِوَايَةٍ لِأَبِي دَاوُدَ: قَالَ: أَمَرَنِي أَنْ أُنَادِيَ أَنَّهُ لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

اور یہ نو(9) مقامات (مسائل) ہیں:

(1): پہلا مقام: سورہ فاتحہ پڑھنے کے بیان میں

جان لیجیے کہ امام شافعی کے نزدیک سورہ فاتحہ پڑھنا نماز کا ایک رکن اور فرض ہے، اور امام احمد بن حنبل کے مشہور و معروف مذہب کے مطابق ان کے ہاں بھی یہی حکم ہے۔ ان دونوں حضرات نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **"اس شخص کی کوئی نماز نہیں جس نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی۔"** (اسے موطا امام مالک کے علاوہ تمام کتبِ صحاح نے روایت کیا ہے)۔

نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی (دلیل لی ہے) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **"جس نے ایسی نماز پڑھی جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی گئی ہو تو وہ ناقص ہے،"** آپ ﷺ نے یہ بات تین بار فرمائی۔ ایک اور روایت میں ہے: "وہ ناقص ہے — تین بار فرمایا — مکمل نہیں ہے۔"

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ سے عرض کیا گیا: "ہم (بعض اوقات) امام کے پیچھے ہوتے ہیں (تو کیا کریں؟)" انہوں نے فرمایا: "اسے اپنے جی میں پڑھ لیا کرو،" یعنی اسے آہستہ اس طرح پڑھو کہ خود کو سنائی دے۔ اور ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے کہ (حضرت ابو ہریرہ نے) فرمایا: "مجھے (نبی ﷺ نے) حکم دیا کہ میں یہ اعلان کر دوں کہ سورہ فاتحہ پڑھے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی۔"

اہم نکات:

شافعی اور **حنبلی** موقف: ان ائمہ کے نزدیک سورہ فاتحہ نماز کا لازمی رکن (فرض) ہے۔

دلیل: "لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب" جیسی صریح احادیث سے استدلال کیا گیا ہے۔

امام کے پیچھے قرات: حضرت ابو ہریرہ کے نزدیک مقتدی کو بھی سری طور پر (دل میں یا آہستہ) فاتحہ پڑھ لینی چاہیے۔

لفظ "**خِداج**": اس کا لغوی معنی "**ادھورا یا ناقص**" ہے، یہاں اس سے مراد نماز کا شرعی طور پر معتبر نہ ہونا ہے۔

وَالْأَحَادِيثُ فِي نَفْيِ الصَّلَاةِ عَمَّنْ لَمْ يَقْرَأْ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ كَثِيرَةٌ جِدًّا جَاءَتْ بِطُرُقٍ مُتَعَدِّدَةٍ، وَعِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ، وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ أَحْمَدَ وَلَمْ يُعْرَفْ فِي ذَٰلِكَ مَذْهَبُ مَالِكٍ صَرِيحاً تَجْزِئُ قِرَاءَةُ آيَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ لِقَوْلِهِ تَعَالَىٰ: ﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ﴾ [الْمُزَّمِّل: ٢٠] وَقَوْلُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَعْرَابِيِّ: «اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ».

اور ان لوگوں کی نماز کی نفی کے بارے میں احادیث بہت زیادہ ہیں جو سورہ فاتحہ نہیں پڑھتے، اور یہ (احادیث) متعدد طرق (سندوں) سے مروی ہیں۔ جبکہ **امام ابو حنیفہ** کے نزدیک، اور **امام احمد** سے ایک روایت کے مطابق ـــ اور اس بارے میں **امام مالک** کا کوئی صریح مذہب (موقف) معلوم نہیں ہو سکا ـــ قرآن کی (کسی بھی) ایک آیت کی قرات کر لینا کافی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **"پس قرآن میں سے جو تمھارے لیے آسان ہو وہ پڑھ لیا کرو"** (سورہ مزمل:20)۔ اور نبی کریم ﷺ کا اس اعرابی (دیہاتی شخص جسے نماز کا طریقہ سکھایا گیا تھا) سے یہ فرمانا ہے کہ: **"تمھارے پاس قرآن میں سے جو میسر (اور یاد) ہو، اسے پڑھ لیا کرو۔"**

اہم نکات:

جمہور بمقابلہ احناف: جہاں **شوافع** اور **حنابلہ** فاتحہ کو **فرض** کہتے ہیں، وہاں احناف کے نزدیک **مطلق قرات** (کم از کم ایک لمبی یا تین چھوٹی آیات) فرض ہے، جبکہ فاتحہ پڑھنا **"واجب"** ہے۔

استدلال: امام ابو حنیفہ نے قرآن کی آیت اور "حدیثِ مسیء الصلاۃ" (وہ اعرابی جس نے نماز غلط پڑھی تھی) کے **عمومی الفاظ** سے استدلال کیا ہے۔

امام مالک کا موقف: مصنف کے مطابق اس خاص نکتے پر امام مالک کا **واضح قول** یہاں موجود نہیں۔

وَالْجَوَابُ عَمَّا تَمَسَّكَ بِهِ الشَّافِعِيُّ أَنَّهُ مُشْتَرَكُ الدَّلَالَةِ لِأَنَّ النَّفْيَ لَا يَرِدُ إِلَّا عَلَى النِّسْبَةِ لَا عَلَىٰ نَفْسِ الْمُفْرَدِ الْمَنْفِيِّ، وَالْخَبَرُ الَّذِي هُوَ مُتَعَلِّقُ الْجَارِّ مَحْذُوفٌ فَيُمْكِنُ تَقْدِيرُهُ **صَحِيحَةٌ** فَيُوَافِقُ مَذْهَبَهُ أَوْ **كَامِلَةٌ** فَيُخَالِفُهُ، وَقَدْ قُدِّرَ الثَّانِي فِي نَحْوِ: «**لَا صَلَاةَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ**» وَ«**لَا صَلَاةَ لِلْعَبْدِ الْآبِقِ**» فَيُقَدَّرُ هَاهُنَا أَيْضاً وَهُوَ الْمُتَيَقَّنُ، وَقَدْ يُنَاقَشُ أَنَّ مُتَعَلِّقَ الْجَارِّ وَالْمَجْرُورِ الْوَاقِعِ خَبَراً اسْتِقْرَارٌ عَامٌّ، فَيَكُونُ التَّقْدِيرُ: لَا صَلَاةَ كَائِنَةٌ أَوْ مَوْجُودَةٌ، وَعَدَمُ الْكَوْنِ وَالْوُجُودِ شَرْعاً هُوَ عَدَمُ الصِّحَّةِ۔

احناف کی طرف سے جواب: اور امام شافعی نے جس (حدیث) سے استدلال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دلیل (کئی معنوں کا) احتمال رکھتی ہے، کیونکہ "نفی" (لا) کا اطلاق نسبت پر ہوتا ہے نہ کہ خود اس مفرد چیز پر جس کی نفی کی جا رہی ہے۔ اور وہ خبر جو کہ 'جار مجرور' کا متعلق ہے، یہاں محذوف ہے۔ چنانچہ وہاں (خبر کے طور پر) لفظ **"صحیحہ"** مقدر (فرض) کرنا ممکن ہے، تو یہ ان (امام شافعی) کے مذہب کے موافق ہو جائے گا (یعنی فاتحہ کے بغیر نماز صحیح نہیں)۔ یا پھر لفظ **"کاملہ"** مقدر مانا جائے، تو یہ ان کے موقف کے خلاف ہو جائے گا (یعنی نماز تو ہو جائے گی مگر کامل نہیں ہوگی)۔ اور (خبر کے طور پر) یہ دوسرا لفظ (کاملہ) اس جیسی دیگر احادیث میں مانا گیا ہے، جیسے: **"مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد کے علاوہ نہیں ہوتی"** (یعنی کامل نہیں ہوتی) اور **"بھاگے ہوئے غلام کی نماز نہیں ہوتی"**۔ لہٰذا یہاں (سورہ فاتحہ والی حدیث میں) بھی یہی مقدر مانا جائے گا اور یہی یقینی بات ہے۔ البتہ اس پر یہ بحث (اعتراض) کی جا سکتی ہے کہ جب **'جار مجرور'** خبر واقع ہو تو اس کا متعلق **'استقرارِ عام'** (یعنی عام پایا جانا) ہوتا ہے، تو تقدیرِ عبارت یوں ہوگی: **لا صلاۃ کائنۃ أو موجودۃ** (کوئی نماز موجود یا ثابت نہیں ہے)۔ اور شرعی طور پر کسی چیز کے وجود اور کائنات (ہونے) کی نفی کا مطلب اس کی **"صحت"** (درست ہونے) کی نفی ہی ہوتا ہے۔

.وَقَدْ جَاءَ فِي رِوَايَةٍ: «**لَا تَجْزِئُ صَلَاةٌ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ**»، رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. كَذَا فِي شَرْحِ كِتَابِ الْخِرَقِيِّ.

اور ایک روایت میں (واضح طور پر) یہ الفاظ آئے ہیں: 'اس شخص کی نماز کافی (معتبر) نہیں ہو گی جس نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی ہو'. اسے دار قطنی نے روایت کیاہے اور اس کی سند صحیح ہے۔ '**شرحِ کتابِ خرقی**' میں اسی طرح (ذکر کیا گیا) ہے۔

هٰذَا هُوَ الْأَصْلُ بِخِلَافِ لَا صَلَاةَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ وَنَحْوِهِ، فَإِنَّ قِيَامَ الدَّلِيلِ عَلَى الصِّحَّةِ أَوْجَبَ كَوْنَ الْمُرَادِ كَوْناً خَاصّاً أَيْ: كَامِلَةً، فَيَكُونُ مِنْ حَذْفِ الْخَبَرِ لَا مِنْ وُقُوعِ الْجَارِّ وَالْمَجْرُورِ خَبَراً وَلِأَجْلِ تَطَرُّقِ هٰذِهِ الْمُنَاقَشَةِ عَدَلَ صَاحِبُ **الْهِدَايَةِ** إِلَى أَنَّ الْآيَةَ قَطْعِيَّةٌ فَلَا تَجُوزُ الزِّيَادَةُ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ لِكَوْنِهِ ظَنِّيَّ الدَّلَالَةِ لٰكِنَّهُ يُوجِبُ الْعَمَلَ، فَقُلْنَا بِوُجُوبِهَا دُونَ فَرْضِيَّتِهَا لِئَلَّا يَلْزَمَ إِبْطَالُ الظَّنِّيِّ الْقَطْعِيَّ.

یہی اصل قاعدہ ہے (کہ نفی سے مراد نفیِ صحت ہے)، بخلاف "**مسجد کے پڑوسی کی نماز نہیں ہوتی**" اور اس جیسی دیگر مثالوں کے، کیونکہ وہاں (نماز کے) صحیح ہونے پر دلیل قائم ہے، جس نے اس بات کو واجب کر دیا کہ وہاں نفی سے مراد ایک '**خاص وجود**' یعنی '**کمال**' کی نفی لی جائے (کہ نماز تو ہو گئی مگر کامل نہیں)۔ تو یہ '**حذفِ خبر**' قبیل سے ہو گا نہ کہ '**جار مجرور**' کے خبر واقع ہونے کے قبیل سے۔

اور اسی بحث کے پیشِ نظر، **صاحبِ 'ہدایہ'** (علامہ مرغینانی) نے اس طرف رجوع کیا ہے کہ (قرآن کی) آیتِ کریمہ **("جو آسان ہو پڑھو")** قطعی الثبوت ہے، لہٰذا خبرِ واحد کے ذریعے اس پر زیادتی (اضافہ) جائز نہیں ہے، کیونکہ **خبرِ واحد ظنی الدلالہ** ہوتی ہے، البتہ یہ عمل کو واجب کرتی ہے۔ چنانچہ ہم نے سورہ فاتحہ کے '**فرض**' ہونے کے بجائے اس کے '**واجب**' ہونے کا قول کیا ہے، تاکہ ظنی دلیل کے ذریعے قطعی دلیل کا ابطال (ختم ہونا) لازم نہ آئے۔

وَأَمَّا مَا جَاءَ فِي الْحَدِيثِ الْآخَرِ: «**فَهِيَ خِدَاجٌ**» أَيْ: **نَاقِصَةٌ** وَأُقِيمَ الْمَصْدَرُ مَقَامَ الصِّفَةِ أَيْ: ذَاتُ خِدَاجٍ، فَهُوَ يَصْلُحُ مُتَمَسَّكاً لِلْفَرِيقَيْنِ وَالظَّاهِرُ مَعَ الْحَنَفِيَّةِ لِأَنَّهُ وَقَعَتْ هٰذِهِ الْعِبَارَةُ فِي تَرْكِ الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلَاةِ كَمَا مَرَّ وَأَنَّهُ لَيْسَ بِفَرْضٍ بَلْ لَيْسَ بِوَاجِبٍ بَلْ هٰذَا مُبَالَغَةٌ فِي فَوَاتِ الْكَمَالِ، وَمَا قَالَ فِي **شَرْحِ كِتَابِ الْخِرَقِيِّ**: إِنَّ الْخِدَاجَ النُّقْصَانُ فِي الذَّاتِ، فَهُوَ مَحَلُّ نِزَاعٍ وَإِنْ حَكَاهُ بَعْضُ أَئِمَّةِ اللُّغَةِ. وَاللهُ أَعْلَمُ. هٰذَا.

"اور رہی وہ بات جو دوسری حدیث میں آئی ہے کہ: 'وہ (نماز) **خداج** ہے' یعنی **ناقص** ہے (یہاں مصدر 'خداج' صفت کے مقام پر استعمال ہوا ہے یعنی 'ذاتِ خداج' یا ناقص نماز)، تو یہ لفظ دونوں گروہوں (احناف اور شوافع) کے لیے دلیل بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ البتہ (اس کا) ظاہری مفہوم احناف کے حق میں ہے، کیونکہ یہی عبارت (لفظِ خداج) نماز کے بعد دعا چھوڑنے کے بارے میں بھی آئی ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، اور (سب جانتے ہیں کہ) دعا کرنا نہ فرض ہے اور نہ ہی واجب، بلکہ وہاں اس لفظ کا استعمال کمال کے فوت ہونے پر مبالغہ کے طور پر ہوا ہے۔

اور جو صاحبِ '**شرحِ کتابِ خرقی**' نے کہا ہے کہ: 'خداج کا مطلب ذات (حقیقت) کا ناقص ہونا ہے (جس سے چیز باطل ہو جاتی ہے)'، تو یہ بات محلِ نظر (اختلافی) ہے، اگرچہ بعض ائمہ لغت نے اسے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم۔"

وَأَمَّا التَّمَسُّكُ بِحَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: «**قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي**» الْحَدِيثَ، فَلَا يَخْلُو أَيْضاً عَنْ شَيْءٍ، لِأَنَّهُ لَا يَقْتَضِي هٰذِهِ الْقِسْمَةُ كَوْنَ الْفَاتِحَةِ فَرْضاً فِي الصَّلَاةِ وَرُكْناً مِنْهَا كَمَا لَا يَخْفَى.

اور رہی بات حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے استدلال کرنے کی کہ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے): **'میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کر دیا ہے'**، تو یہ استدلال بھی کلام (اعتراض) سے خالی نہیں ہے، کیونکہ اس تقسیم سے یہ لازم نہیں آتا کہ سورہ فاتحہ نماز میں فرض ہو یا اس کا ایک رکن ہو، جیسا کہ (اہلِ علم پر) یہ بات پوشیدہ نہیں ہے۔

وَقَالَ **الشَّيْخُ ابْنُ حَجَرٍ فِي شَرْحِ الْمِشْكَاةِ**: وَهٰذَا اسْتِدْلَالٌ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَىٰ وُجُوبِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ سَوَاءٌ كَانَ الْمُصَلِّي إِمَاماً أَوْ مَأْمُوماً، قَالَ: وَوَجْهُهُ أَنَّ الْمُرَادَ بِالصَّلَاةِ **الْفَاتِحَةُ**، وَقَدْ شَرَطَ الْمَعَانِيُّونَ لِإِطْلَاقِ الْكُلِّ عَلَى الْجُزْءِ أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ الْجُزْءُ أَعْظَمَ الْأَجْزَاءِ كَمَا فِي جُزْءِ الْحَجِّ عَرَفَةَ، وَحِينَئِذٍ مُقْتَضَى الْحَدِيثِ أَنَّ الْفَاتِحَةَ أَعْظَمُ أَجْزَاءِ الصَّلَاةِ فَيَتَوَقَّفُ صِحَّتُهَا عَلَيْهَا مِنْ غَيْرِ فَرْقٍ بَيْنَ الْمَأْمُومِ وَغَيْرِهِ. انْتَهٰى.

اور **شیخ ابن حجر** نے **'شرحِ مشکوٰۃ'** میں کہا ہے: یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے سورہ فاتحہ کے وجوب پر استدلال ہے، خواہ نمازی امام ہو یا مقتدی۔ انہوں نے (اس استدلال کی وضاحت میں) کہا: اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں (حدیث میں) **'نماز'** سے مراد **'سورہ فاتحہ'** ہے، اور ماہرینِ معانی (علمِ بلاغت کے ائمہ) نے کسی کل (پوری چیز) کا نام اس کے ایک جز (حصے) پر رکھنے کے لیے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ جز اس کے تمام اجزاء میں سب سے اہم اور اعظم ہو، جیسا کہ حج کا (سب سے بڑا) جز **'عرفہ'** ہے۔ اور ایسی صورت میں حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ سورہ فاتحہ نماز کا سب سے بڑا جز ہے، لہٰذا نماز کی صحت اس (فاتحہ) پر موقوف ہوگی، اور اس میں مقتدی یا غیر مقتدی (امام و منفرد) کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوگا۔ (ابن حجر کا کلام) ختم ہوا۔"

وَفِيهِ خَفَاءٌ إِذْ هٰذَا الِاسْتِدْلَالُ عَلَىٰ طَرِيقِ أَهْلِ الْعَرَبِيَّةِ لَيْسَ مِنْ شَأْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ اعْتِبَارُهَا، وَأَيْضاً يَكْفِي فِي ذٰلِكَ اشْتِمَالُ الصَّلَاةِ عَلَى الْفَاتِحَةِ وَكَوْنُهَا مَقْرُوءَةً فِيهَا وَلَوْ عَلَىٰ وَجْهِ السُّنِّيَّةِ فَضْلًا عَنِ الْوُجُوبِ، وَالْعَلَاقَةُ لَا تَنْحَصِرُ فِي الْجُزْئِيَّةِ بَلْ يَكْفِي فِيهَا الْجِوَارُ كَمَا بُيِّنَ فِي مَوْضِعِهِ، وَيُمْكِنُ أَنْ يَكُونَ وَجْهُ الِاسْتِدْلَالِ أَنَّهُ لَمَّا كَانَ شَأْنُ الْفَاتِحَةِ هٰذَا فَلَا بُدَّ مِنْ قِرَاءَتِهِ فِي الصَّلَاةِ حَتْماً أَوْ يُقَالُ: إِنَّهُ لَمَّا دَلَّ الْحَدِيثُ عَلَىٰ أَنَّهَا هِيَ الصَّلَاةُ كُلُّهَا فَلَا أَقَلَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ جُزْءاً لَهَا وَلَا يَخْفَىٰ مَا فِي هٰذَيْنِ الْوَجْهَيْنِ. فَتَدَبَّرْ.

اور اس (ابنِ حجر کے استدلال) میں پوشیدگی (کمزوری) ہے، کیونکہ عربی زبان کے قواعد کے ماہرین (اہلِ عربیہ) کے طریقے پر یہ استدلال کرنا ایسا کام نہیں ہے جس کا اعتبار کرنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی شان ہو (یعنی صحابی کا استدلال منطقی باریکیوں پر نہیں ہوتا)۔ نیز، اس (تقسیمِ صلاۃ) کے لیے اتنی بات بھی کافی ہے کہ نماز فاتحہ پر مشتمل ہے اور اس میں فاتحہ پڑھی جاتی ہے، چاہے وہ (پڑھنا) سنت کے طور پر ہی کیوں نہ ہو، وجوب تو بڑی بات ہے۔ اور (مجاز کے لیے) **'علاقہ'** (تعلق) صرف جزئیت (حصہ ہونے) میں منحصر نہیں ہے بلکہ اس کے لیے **'جوار'** (پڑوس یا قربت) کا ہونا بھی کافی ہے جیسا کہ اپنے مقام پر بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ (حضرت ابوہریرہ کے) استدلال کی وجہ یہ ہو کہ جب فاتحہ کی شان یہ (اتنی بلند) ہے تو نماز میں اس کا پڑھنا لازمی ہونا چاہیے، یا یہ کہا جائے: جب حدیث نے یہ دلالت کر دی کہ فاتحہ ہی پوری نماز ہے تو کم از کم اسے نماز کا ایک جز تو ہونا ہی چاہیے۔ اور ان دونوں پہلوؤں میں جو (ضعف یا بات) ہے وہ پوشیدہ نہیں ہے۔ پس (اس میں) غور کیجیے۔"

(2) اَلْمَوْضِعُ الثَّانِي قِرَاءَةُ الْمُقْتَدِي خَلْفَ الْإِمَامِ:

فَلْنَذْكُرِ الْمَذَاهِبَ ثُمَّ نَذْكُرِ الْأَحَادِيثَ ثُمَّ نُقَرِّرُ مَذْهَبَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ

فَاعْلَمْ أَنَّ مَذْهَبَ **الشَّافِعِيِّ** وُجُوبُ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ عَلَى الْمَأْمُومِ فِي السِّرِّيَّةِ وَالْجَهْرِيَّةِ وَيَجُوزُ قِرَاءَةُ مَا سِوَى الْفَاتِحَةِ أَيْضاً، وَمَذْهَبُ أَحْمَدَ وَمَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ فِي قَوْلٍ وُجُوبُ قِرَاءَتِهَا فِي السِّرِّيَّةِ فَقَطْ وَيَكْفِيهِ فِي الْجَهْرِيَّةِ اسْتِمَاعُهُ لِقِرَاءَةِ الْإِمَامِ. وَعِنْدَ بَعْضِ أَصْحَابِ أَحْمَدَ: يَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ فِي الْجَهْرِيَّةِ فِي سَكَتَاتِ الْإِمَامِ، وَعِنْدَ بَعْضِهِمْ: إِنْ كَانَ لَا يَسْمَعُ لِبُعْدِهِ أَوْ طَرَشِهِ يَقْرَأُهَا يَعْنِي: فِي الْجَهْرِيَّةِ، وَإِنْ لَمْ يَقْرَأْ فَصَلَاتُهُ تَامَّةٌ، لِأَنَّ «**مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ قِرَاءَةٌ لَهُ**»، وَلَيْسَ بِوَاجِبٍ وَهُوَ الْمَنْصُوصُ الْمَعْرُوفُ عِنْدَ أَصْحَابِهِ لِعُمُومِ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ: «إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا». رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا التِّرْمِذِيَّ وَصَحَّحَهُ أَحْمَدُ كَذَا فِي شَرْحِ كِتَابِ الْخِرَقِيِّ.

(2) دوسرا مقام: امام کے پیچھے مقتدی کی قرات کے بیان میں

پہلے ہم (مختلف ائمہ کے) **مذاہب** ذکر کریں گے، پھر احادیث پیش کریں گے اور اس کے بعد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے **مذہب** کی وضاحت کریں گے۔

تو جان لیجیے کہ **امام شافعی** کا مذہب یہ ہے کہ مقتدی پر **سورہ فاتحہ** پڑھنا **واجب ہے**، خواہ نماز سری (آہستہ آواز والی) ہو یا جہری (بلند آواز والی)، اور (ان کے نزدیک مقتدی کے لیے) فاتحہ کے علاوہ دیگر سورتیں پڑھنا بھی جائز ہے۔

امام احمد، امام مالک اور امام شافعی کے ایک قول کے مطابق، مقتدی پر فاتحہ پڑھنا صرف **سری** نمازوں میں **واجب** ہے، جبکہ **جہری** نمازوں میں اس کے لیے امام کی قرات کو سننا ہی کافی ہے۔ **امام احمد** کے **بعض اصحاب (حنابلہ)** کے نزدیک: مقتدی جہری نماز میں امام کے سکتات (وقفوں) کے دوران فاتحہ پڑھے گا۔ اور ان میں سے **بعض** کے نزدیک: اگر مقتدی دوری یا بہرے پن کی وجہ سے (امام کی آواز) نہ سن رہا ہو تو وہ قرات کر لے، یعنی جہری نماز میں؛ اور اگر وہ نہ پڑھے تب بھی اس کی نماز مکمل ہے، کیونکہ (حدیث کے مطابق) **"جس کا امام ہو تو امام کی قرات ہی اس کی قرات ہے"**۔ چنانچہ (جہری نماز میں قرات) واجب نہیں ہے، اور ان کے اصحاب کے نزدیک یہی منصوص و معروف موقف ہے، کیونکہ حضرت ابو ہریرہ کی حدیث کے الفاظ عام ہیں: **"امام بنایا ہی اس لیے گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے، پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرات کرے تو تم خاموش رہو۔"** اسے **ترمذی** کے علاوہ **پانچوں** (بڑے محدثین) نے روایت کیا ہے اور امام احمد نے اسے صحیح قرار دیا ہے، جیسا کہ **'شرحِ کتابِ خرقی'** میں ہے۔

اہم نکات:

امام شافعی: ہر نماز میں مقتدی کے لیے فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔

امام مالک و احمد: صرف خاموش (سری) نمازوں میں مقتدی پڑھے گا، جہری میں امام کی قرات کافی ہے۔

حنبلہ کی ذیلی آراء: امام کے سکتوں میں پڑھنا یا آواز نہ آنے کی صورت میں پڑھنا۔

دلیل: **"جب امام پڑھے تو خاموش رہو"** والی حدیث مقتدی کے لیے خاموشی کو لازم قرار دیتی ہے۔

وَذَهَبَ **أَبُو حَنِيفَةَ** إِلَى أَنَّهُ لَا يَقْرَأُهَا فِي السِّرِّيَّةِ وَلَا فِي الْجَهْرِيَّةِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿**وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ**﴾ [الْأَعْرَاف: ٢٠٤] وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ أَنَّهُ قَالَ: اِجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَى هٰذِهِ الْآيَةِ فِي الصَّلَاةِ، لٰكِنَّهُ قَالَ فِي الْهِدَايَةِ: وَقِيلَ: هٰذَا مَأْثُورٌ عَنْ ثَمَانِينَ نَفَراً مِنَ الصَّحَابَةِ مِنْهُمُ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُونَ

الْأَرْبَعَةُ رَضِيَ اللهُ عَنهم أَجْمَعِينَ، وَيُسْتَحَبُّ عَلَىٰ سَبِيلِ الِاحْتِيَاطِ فِيمَا يُرْوَىٰ عَنْ مُحَمَّدٍ، وَيُكْرَهُ عِنْدَهُمَا لِمَا فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ ثُمَّ إِنَّ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ يَقْرَأُ الْمَأْمُومُ سِرًّا وَلَوْ فِي الْجَهْرِيَّةِ. وَفِي شَرْحِ الشَّيْخِ: قَدْ أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَىٰ أَنَّهُ يُكْرَهُ لِلْمَأْمُومِ الْجَهْرُ وَإِنْ لَمْ يَسْمَعْ قِرَاءَةَ إِمَامِهِ دَلَائِلُ الْأَئِمَّةِ الْأَحَادِيثُ الَّتِي نَذْكُرُهَا.

"اور **امام ابو حنیفہ** اس طرف گئے ہیں کہ مقتدی نہ سری نماز میں قرات کرے گا اور نہ جہری میں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **'اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے (توجہ سے) سنو'** (الاعراف:204)۔ امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ انہوں نے (امام ابو حنیفہ یا کسی راوی نے) کہا: لوگوں (صحابہ و تابعین) کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ آیت نماز کے بارے میں (نازل ہوئی) ہے۔ البتہ صاحب **'ھدایہ'** نے کہا ہے: یہ بات (مقتدی کا قرات نہ کرنا) اسی (**80**) صحابہ سے منقول ہے جن میں خلفائے راشدین بھی شامل ہیں۔ اور **امام محمد** سے جو مروی ہے اس کے مطابق (امام کے پیچھے قرات کرنا) احتیاط کے طور پر **مستحب** ہے، جبکہ **شیخین** (امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف) کے نزدیک یہ **مکروہ** ہے کیونکہ اس پر وعید آئی ہے۔ پھر یہ کہ امام شافعی کے نزدیک مقتدی آہستہ آواز میں قرات کرے گا اگرچہ نماز جہری ہو۔ اور **'شرحِ شیخ'** میں ہے: اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ **مقتدی کے لیے بلند آواز سے قرات کرنا مکروہ ہے، چاہے اسے امام کی قرات سنائی نہ دے رہی ہو۔** ائمہ کے (دیگر) دلائل وہ احادیث ہیں جنہیں ہم (آگے) ذکر کریں گے۔"

وَلَنَا قَوْلُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «**مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ قِرَاءَةٌ لَهُ**»، قَالَ فِي الْهِدَايَةِ: وَعَلَيْهِ إِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ. قَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ رَحِمَهُ اللهُ عَلَيْهِ: فَإِذَا صَحَّ وَجَبَ أَنْ يُخَصَّ عُمُومُ [**الْآيَةِ وَ**] الْحَدِيثِ عَلَىٰ طَرِيقَةِ الْخَصْمِ مُطْلَقاً [فَيُخْرَجُ الْمُقْتَدِي] وَعَلَىٰ طَرِيقَتِنَا يُخَصُّ أَيْضاً لِأَنَّهُمَا عَامٌّ خُصَّ مِنْهُ الْبَعْضُ وَهُوَ الْمُدْرِكُ فِي الرُّكُوعِ إِجْمَاعاً فَجَازَ تَخْصِيصُهُمَا بَعْدُ بِالْمُقْتَدِي بِالْحَدِيثِ الْمَذْكُورِ جَمْعاً بَيْنَ الْأَدِلَّةِ بَلْ يُقَالُ: الْقِرَاءَةُ ثَابِتَةٌ مِنَ الْمُقْتَدِي شَرْعاً فَإِنَّ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ قِرَاءَةٌ لَهُ، فَلَوْ قَرَأَ كَانَ لَهُ قِرَاءَتَانِ [فِي صَلَاةٍ وَاحِدَةٍ] وَهُوَ غَيْرُ مَشْرُوعٍ. انْتَهَىٰ.

"اور ہماری (احناف کی) دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے: **'جس کا کوئی امام ہو، تو امام کی قرات ہی اس کی قرات ہے'**۔ صاحبِ **'ہدایہ'** فرماتے ہیں کہ اس (بات) پر صحابہ کرام کا **اجماع** ہے۔ شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: 'پس جب یہ (حدیث) صحیح ثابت ہو گئی، تو مخالفین (شوافع وغیرہ) کے طریقے کے مطابق بھی (قرآنی) آیت اور (دیگر) حدیث کے عموم کو مطلقاً خاص کرنا واجب ہو گا (یعنی مقتدی کو عمومی حکم سے نکالنا ہو گا)۔ اور ہمارے طریقے (اصولِ فقہ) کے مطابق بھی اسے خاص کیا جائے گا، کیونکہ وہ دونوں (آیت اور حدیثِ فاتحہ) ایسے 'عام' ہیں جن سے بعض افراد کو پہلے ہی مخصوص کیا جا چکا ہے، اور وہ (مخصوص فرد) بالاتفاق وہ شخص ہے جو امام کو رکوع میں پائے (کہ اس کی رکوع والی رکعت بغیر فاتحہ کے ہو جاتی ہے) چنانچہ تمام دلائل کے درمیان **مطابقت پیدا کرنے کے لیے مذکورہ بالا حدیث (قراۃ الامام الخ)** کے ذریعے مقتدی کو (قرات کے عمومی حکم سے) خاص کرنا جائز ہوا۔ بلکہ یوں کہا جائے گا کہ شرعی طور پر مقتدی کی قرات ثابت ہے، کیونکہ امام کی قرات ہی اس کی قرات ہے؛ پس اگر مقتدی خود بھی قرات کرے تو ایک ہی نماز میں اس کی دو قراتیں لازم آئیں گی، حالانکہ یہ شرعاً ثابت نہیں ہے۔' (ابن الہمام کا کلام ختم ہوا)۔

[977] وَتَمَسَّكَتِ الْأَئِمَّةُ بِحَدِيثِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ فَقَرَأَ فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ فَلَمَّا فَرَغَ، قَالَ: «**لَعَلَّكُمْ تَقْرَؤُونَ خَلْفَ إِمَامِكُمْ**» قُلْنَا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: «**لَا تَفْعَلُوا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا**»، وَفِي رِوَايَةٍ: «**أَرَاكُمْ تَقْرَؤُونَ وَرَاءَ إِمَامِكُمْ فَلَا تَفْعَلُوا إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا يَقْرَأُ بِهَا**»، وَ«**لَا تَقْرَؤُوا بِشَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ إِذَا جَهَرْتُ إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ**». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

"اور ائمہ (شوافع وحنابلہ) نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: 'ہم نمازِ فجر میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے تھے، آپ ﷺ نے قرات فرمائی تو آپ پر قرات بوجھل ہو گئی (یعنی مقتدیوں کی آواز سے تداخل ہوا)۔ جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا: **شاید تم لوگ اپنے امام کے پیچھے قرات کرتے ہو؟** ہم نے عرض کیا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: **ایسا مت کیا کرو سوائے سورہ فاتحہ کے، کیونکہ اس شخص کی کوئی نماز نہیں جس نے اسے نہ پڑھا ہو**'۔ اور ایک روایت میں ہے: '**میرا خیال ہے کہ تم اپنے امام کے پیچھے قرات کرتے ہو، پس ایسا نہ کرو سوائے ام القرآن (سورہ فاتحہ) کے، کیونکہ جو اسے نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی**'۔ اور (ایک اور روایت میں ہے): '**جب میں بلند آواز سے قرات کر رہا ہوں تو قرآن میں سے کچھ بھی نہ پڑھو سوائے ام القرآن کے**'۔ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔"

اہم نکات:

استدلال: یہ حدیث مقتدی کے لیے سورہ فاتحہ پڑھنے کے وجوب پر سب سے بڑی دلیل سمجھی جاتی ہے، کیونکہ اس میں "**لا تفعلوا**" (نہ کرو) کے بعد "**الا بفاتحة الكتاب**" (سوائے فاتحہ کے) کہہ کر اسے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔

پس منظر: یہ واقعہ فجر کی نماز کا ہے جو کہ جہری نماز ہے، اسی لیے امام شافعی اسے ہر نماز میں مقتدی پر فرض قرار دیتے ہیں۔

تکنیکی نکتہ: اس حدیث میں امام کی قرات بوجھل ہونے کا ذکر ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقتدیوں کی قرات سے امام کو تلاوت میں دشواری ہو رہی تھی۔

[978] وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: «**مَنْ صَلَّى خَلْفَ الْإِمَامِ فَلْيَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ**». رَوَاهُ... الطَّبَرَانِيُّ.

"اور انہی (حضرت عبادہ بن صامت) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: 'جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے، اسے چاہیے کہ سورہ فاتحہ پڑھے'۔ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔"

[979] وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةٍ جَهَرَ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ، فَقَالَ: «**هَلْ قَرَأَ مَعِي أَحَدٌ مِنْكُمْ آنِفاً**» فَقَالَ رَجُلٌ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «**إِنِّي أَقُولُ مَالِي أُنَازَعُ الْقُرْآنَ**»، قَالَ: فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا جَهَرَ فِيهِ بِالْقِرَاءَةِ مِنَ الصَّلَاةِ حِينَ سَمِعُوا ذٰلِكَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَأَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ، وَرَوَى ابْنُ مَاجَهْ نَحْوَهُ.

"اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک ایسی نماز (پڑھانے) سے فارغ ہوئے جس میں آپ ﷺ نے بلند آواز سے قرات کی تھی، تو آپ ﷺ نے پوچھا: '**کیا ابھی تم میں سے کسی نے میرے ساتھ قرات کی ہے؟**' ایک شخص نے عرض کیا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: '**میں (اپنے جی میں) کہہ رہا تھا کہ آخر کیا بات ہے کہ (قرات میں) مجھ سے قرآن چھینا جا رہا ہے (یعنی میرے ساتھ تکرار کی جا رہی ہے)**'۔ راوی (حضرت ابو ہریرہ) بیان کرتے ہیں: 'پس جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی، تو وہ ان نمازوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قرات کرنے سے رک گئے جن میں آپ ﷺ بلند آواز سے قرات فرمایا کرتے تھے'۔ اسے **امام مالک، احمد، ابو داؤد، ترمذی اور نسائی** نے روایت کیا ہے، اور ابنِ ماجہ نے بھی اسی کی مانند روایت کی ہے۔"

وَقَدْ جَاءَتْ أَحَادِيثُ تَمْنَعُ الْقِرَاءَةَ مُطْلَقاً:

[980]فَرَوَى مُسْلِمٌ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: «إِذَا كَبَّرَ الْإِمَامُ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا»، وَكَذٰلِكَ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ لٰكِنْ فِي الْجَهْرِيَّةِ.

اور ایسی احادیث بھی آئی ہیں جو (مقتدی کو) مطلقاً قرات سے روکتی ہیں:

چنانچہ امام مسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ (نبی ﷺ نے فرمایا): 'جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرات کرے تو تم خاموش رہو'۔ اور اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی ہے، لیکن وہ جہری نماز (کے حکم) میں ہے۔"

[981]وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالْبَيَاضِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ الْمُصَلِّيَ يُنَاجِي رَبَّهُ فَلْيَنْظُرْ مَا يُنَاجِيهِ بِهِ وَلَا يَجْهَرْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ»، وَفِي رِوَايَةٍ: «وَلَا تَرْفَعُوا.. أَصْوَاتَكُمْ فَتُؤْذُوا الْمُؤْمِنِينَ.

"اور حضرت ابن عمر اور حضرت بیاضی رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '**بے شک نمازی (نماز میں) اپنے رب سے سرگوشی (راز و نیاز) کرتا ہے، لہٰذا اسے دیکھنا چاہیے کہ وہ اس سے کیا سرگوشی کر رہا ہے، اور تم میں سے کوئی دوسرے کے مقابلے میں آواز بلند نہ کرے**'۔ اور ایک روایت میں ہے: '**اور تم (اپنی قرات کے ذریعے) اپنی آوازیں بلند نہ کرو کہ (دوسرے) مومنوں کو اذیت دو**'۔"

وَالْأَصْلُ الْمُعْتَمَدُ لَنَا قَوْلُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ قِرَاءَةٌ لَهُ»، بَقِيَ الْكَلَامُ فِي تَصْحِيحِ هٰذَا الْحَدِيثِ، قَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ: قَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ طُرُقٍ مُتَعَدِّدَةٍ مَرْفُوعاً عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ ضَعَّفَ وَاعْتَرَفَ الْمُضَعِّفُونَ بِرَفْعِهِ مِثْلُ الدَّارَقُطْنِيِّ وَالْبَيْهَقِيِّ وَابْنِ عَدِيٍّ بِأَنَّ الصَّحِيحَ أَنَّهُ مُرْسَلٌ لِأَنَّ الْحُفَّاظَ كَالسُّفْيَانَيْنِ وَأَبِي الْأَحْوَصِ وَشُعْبَةَ وَإِسْرَائِيلَ وَشَرِيكٍ وَأَبِي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ وَجَرِيرِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ وَزَائِدَةَ وَزُهَيْرٍ رَوَوْهُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلُوهُ، وَقَدْ أَرْسَلَهُ مَرَّةً أَبُو حَنِيفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَذٰلِكَ،

اور ہمارے لیے (اس مسئلے میں) قابلِ اعتماد بنیاد نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے: "**جس کا کوئی امام ہو، تو امام کی قرأت ہی اس کی قرأت ہے**۔" اب کلام اس حدیث کی تصحیح (صحت ثابت کرنے) میں باقی رہ گیا ہے۔ چنانچہ شیخ ابن الہمام نے فرمایا ہے: یہ حدیث کئی طرق (سندوں) سے مرفوعاً حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے۔ اور جن حضرات نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے، انہوں نے بھی اس کے مرفوع ہونے کا اعتراف کیا ہے (یعنی یہ تسلیم کیا ہے کہ یہ نبی ﷺ تک پہنچتی ہے) جیسے دار قطنی، بیہقی اور ابنِ عدی؛ تاہم ان کا موقف یہ ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ یہ حدیث '**مرسل**' ہے (یعنی صحابی کا واسطہ درمیان سے ساقط ہے)۔ کیونکہ حفاظِ حدیث مثلاً **سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، ابو الاحوص، شعبہ، اسرائیل، شریک، ابو خالد الدالانی، جریر بن عبد الحمید، زائدہ اور زہیر**؛ ان سب نے اسے موسیٰ بن ابی عائشہ سے، انہوں نے عبد اللہ بن شداد (تابعی) سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے، پس انہوں نے اسے **مرسل** ہی بیان کیا ہے۔ اور **امام ابو حنیفہ** نے بھی ایک بار اسی طرح اسے مرسل روایت کیا ہے۔

وَالْمُرْسَلُ حُجَّةٌ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ، فَيَكْفِينَا فِيمَا يَرْجِعُ إِلَى الْعَمَلِ عَلَى رَأْيِنَا وَعَلَى طَرِيقِ الْإِلْزَامِ أَيْضاً بِإِقَامَةِ الدَّلِيلِ عَلَى حُجِّيَّةِ الْمُرْسَلِ وَعَلَى تَقْدِيرِ التَّنَزُّلِ عَنْ حُجِّيَّتِهِ فَقَدْ رَفَعَهُ أَبُو حَنِيفَةَ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي مُوَطَّئِهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ

مُوسٰى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «**مَنْ صَلّٰى خَلْفَ إِمَامٍ فَإِنَّ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ**»،

حالانکہ اکثر اہل علم کے نزدیک **'حدیثِ مرسل'** حجت (دلیل) ہوتی ہے۔ پس ہمارے لیے ہمارے مسلک پر عمل کرنے کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے، اور (مخالفین کو) لاجواب کرنے کے لیے بھی یہ کافی ہے کہ حدیثِ مرسل کے حجت ہونے پر دلیل قائم کی جائے، اور اگر بالفرض (بحث کی خاطر) اس کے حجت ہونے سے دستبرداری بھی اختیار کرلی جائے، تب بھی امام ابو حنیفہ نے اسے سندِ صحیح کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے۔ امام محمد بن حسن نے اپنی **"مؤطا"** میں روایت کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں امام ابو حنیفہ نے خبر دی، وہ کہتے ہیں: ہمیں ابو الحسن موسیٰ بن ابی عائشہ نے حدیث بیان کی، انہوں نے عبد اللہ بن شداد سے، انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: **"جو امام کے پیچھے نماز پڑھے، تو یقیناً امام کی قرأت اس کے لیے (کافی) قرأت ہے۔"**

وَقَوْلُهُمْ: إِنَّ الْحُفَّاظَ - الَّذِينَ عَدُّوهُمْ - لَمْ يَرْفَعُوهُ غَيْرُ صَحِيحٍ فَإِنَّ بَعْضَهُمْ كَالسُّفْيَانَيْنِ وَشَرِيكٍ وَجَرِيرٍ وَزُهَيْرٍ رَفَعُوهُ بِالطُّرُقِ الصَّحِيحَةِ بَعْضُهَا: عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَبَعْضُهَا: عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَوْ تَفَرَّدَ الثِّقَةُ وَجَبَ قَبُولُهُ لِأَنَّ الرَّفْعَ زِيَادَةُ الثِّقَةِ مَقْبُولَةٌ فَكَيْفَ وَلَمْ يَنْفَرِدْ، وَالثِّقَةُ... قَدْ يُسْنِدُ الْحَدِيثَ تَارَةً وَيُرْسِلُهُ أُخْرٰى.

اور (مخالفین کا) یہ کہنا کہ: "جن حفاظ کا انہوں نے ذکر کیا ہے، انہوں نے اسے مرفوعاً بیان نہیں کیا"، یہ درست نہیں ہے۔ کیونکہ ان میں سے بعض مثلاً **سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، شریک، جریر اور زہیر** نے اسے صحیح طرق سے مرفوعاً بیان کیا ہے؛ جن میں سے بعض سندیں **شیخین** (بخاری و مسلم) کی شرط پر ہیں اور بعض مسلم کی شرط پر ہیں۔ اور اگر (بالفرض) کوئی ثقہ راوی اسے بیان کرنے میں اکیلا بھی ہوتا، تب بھی اسے قبول کرنا واجب ہوتا کیونکہ 'رفع' (حدیث کو نبی ﷺ تک پہنچانا) ثقہ راوی کی ایک ایسی زیادتی ہے جو مقبول ہوتی ہے، تو پھر اب کیا حال ہوگا (جبکہ وہ اکیلا بھی نہیں ہے)؟ اور ثقہ راوی کبھی حدیث کو مسند (مرفوع) بیان کرتا ہے اور کبھی مرسل۔

وَأَخْرَجَهُ ابْنُ عَدِيٍّ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَذَكَرَ فِيهِ قِصَّةً، وَبِهَا أَخْرَجَهُ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَاكِمُ بِسَنَدٍ لَهُ فِيهِ أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ مُوسٰى عَنْ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ حَدِيثِ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى وَرَجُلٌ خَلْفَهُ يَقْرَأُ فَجَعَلَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَاهُ عَنِ الْقِرَاءَةِ [فِي الصَّلَاةِ]، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَيْهِ الرَّجُلُ، فَقَالَ: أَتَنْهَانِي عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَازَعَا حَتّٰى ذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «**مَنْ صَلّٰى خَلْفَ الْإِمَامِ فَإِنَّ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ**»، وَفِي رِوَايَةِ أَبِي حَنِيفَةَ: أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ فِي الظُّهْرِ أَوِ الْعَصْرِ.

اور اسے ابنِ عدی نے امام ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے اور اس میں ایک واقعہ بھی ذکر کیا ہے، اور اسی واقعے کے ساتھ اسے ابو عبد اللہ الحاکم نے اپنی ایک ایسی سند سے روایت کیا ہے جس میں امام ابو حنیفہ موجود ہیں، وہ موسیٰ بن ابی عائشہ سے، وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کرتے ہیں کہ: "نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھائی اور ایک شخص آپ ﷺ کے پیچھے قرأت کر رہا تھا۔ تو نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک شخص نے اسے (نماز میں) قرأت کرنے سے منع کرنا شروع کر دیا۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے، تو وہ شخص (قرأت کرنے والے کی) طرف متوجہ ہوا، تو (قرأت کرنے والے نے) کہا: کیا تم مجھے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے قرأت کرنے سے منع کرتے ہو؟ پس ان دونوں کے درمیان جھگڑا ہوا یہاں تک کہ

یہ بات نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے ذکر کی گئی۔ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: **"جو امام کے پیچھے نماز پڑھے، تو یقیناً امام کی قرأت ہی اس کی قرأت ہے۔"** اور امام ابو حنیفہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ یہ واقعہ ظہر یا عصر کی نماز میں پیش آیا تھا۔

وَقَالَ الشَّيْخُ: وَتَضْعِيفُ بَعْضِهِمْ لِمِثْلِ أَبِي حَنِيفَةَ مَعَ تَضْيِيقِهِ فِي الرِّوَايَةِ إِلَى الْغَايَةِ حَتَّى إِنَّهُ شَرَطَ التَّذَكُّرَ لِجَوَازِ الرِّوَايَةِ بَعْدَ عِلْمِهِ أَنَّهُ خَطُّهُ وَلَمْ يَشْتَرِطِ الْحُفَّاظُ [هٰذَا] وَلَمْ يُوَافِقْهُ صَاحِبَاهُ ثُمَّ قَدْ عُضِدَ بِطُرُقٍ كَثِيرَةٍ عَنْ جَابِرٍ غَيْرِ مَا ذُكِرَ وَإِنْ ضَعُفَتْ، وَبِمَذَاهِبِ الصَّحَابَةِ حَتَّى قَالَ الْمُصَنِّفُ ـ يَعْنِي صَاحِبَ الْهِدَايَةِ ـ: «إِنَّهُ عَلَيْهِ إِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ»، ،

اور شیخ (ابن الہمام) نے فرمایا: اور بعض لوگوں کا امام ابو حنیفہ جیسی شخصیت کی تضعیف کرنا (انہیں ضعیف قرار دینا) درست نہیں، باوجود اس کے کہ امام صاحب روایتِ حدیث میں انتہائی درجے کی سختی اور احتیاط برتتے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے روایت کے جائز ہونے کے لیے یہ شرط بھی رکھی ہے کہ (روایت کرتے وقت راوی کو وہ حدیث) یاد ہو، محض یہ جان لینا کافی نہیں کہ یہ اس کی اپنی تحریر ہے؛ جبکہ دیگر حفاظِ حدیث نے یہ شرط نہیں لگائی اور نہ ہی امام صاحب کے **صاحبین** (امام ابو یوسف و امام محمد) نے اس مسئلے میں ان سے اتفاق کیا ہے۔ پھر اس حدیث کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی دیگر بہت سے طرق (سندوں) سے تقویت حاصل ہے (سوائے ان کے جو پہلے ذکر ہوئیں) اگرچہ وہ سندیں انفرادی طور پر ضعیف ہی کیوں نہ ہوں، اور صحابہ کرام کے مذاہب (آثار) سے بھی اسے تائید ملتی ہے۔ یہاں تک کہ مصنف یعنی صاحبِ **"ہدایہ"** نے تو یہ فرمایا ہے کہ: "اس (امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے) پر صحابہ کرام کا اجماع ہے۔"

وَفِي مُوَطَّأِ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ، وَرَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَرَوَى الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ [عَنِ النَّضْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، وَرُوِيَ] مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَرْفَعُهُ

اور **"مؤطا امام مالک"** میں نافع سے، انہوں نے ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے روایت کیا ہے کہ وہ امام کے پیچھے قرأت نہیں کیا کرتے تھے۔ اور اسے ابنِ عدی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، اور امام طبرانی نے **"المعجم الاوسط"** میں نضر بن عبد اللہ سے روایت کیا، اور یہ ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کی حدیث سے مرفوعاً بھی مروی ہے۔

وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ فِي شَرْحِ الْآثَارِ أَنَّهُ سُئِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، فَقَالُوا: **لَا تَقْرَأْ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ**،

اور امام طحاوی نے **"شرح معانی الآثار"** میں روایت کیا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر، زید بن ثابت اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے (اس بارے میں) سوال کیا گیا، تو ان سب نے فرمایا: **"امام کے پیچھے کسی بھی نماز میں قرأت نہ کرو۔"**

وَرَوَى مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْمُوَطَّأِ سُئِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ، قَالَ: أَنْصِتْ [فَإِنَّ فِي الصَّلَاةِ شُغْلًا] وَيَكْفِيكَ الْإِمَامُ، وَرُوِيَ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: وَدِدْتُ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي فِيهِ جَمْرَةٌ، وَفِي رِوَايَةٍ: فِي فِيهِ حَجَرٌ،

اور امام محمد بن حسن نے **"المؤطا"** میں روایت کیا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے قرأت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: "خاموش رہو، کیونکہ نماز میں (مصروفیت کے لیے) ایک مشغلہ ہے اور امام تمہاری طرف سے کافی ہے۔" اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی

اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: **"میری یہ خواہش ہے کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرتا ہے اس کے منہ میں انگارہ ہو"**، اور ایک روایت میں ہے: "اس کے منہ میں پتھر ہو۔"

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: لَيْتَ فِي فَمِ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ حَجَرًا، وَأَخْرَجَ الطَّحَاوِيُّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَقْرَأُ وَالْإِمَامُ بَيْنَ يَدَيَّ قَالَ: لَا، وَرَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنَّفِهِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ [قَالَ] لَا تَقْرَأْ خَلْفَ الْإِمَامِ إِنْ جَهَرَ وَلَا إِنْ خَافَتَ، وَأَخْرَجَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ مِنْ حَدِيثِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْإِمَامِ فَقَدْ أَخْطَأَ الْفِطْرَةَ.

اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: "کاش! امام کے پیچھے قرأت کرنے والے کے منہ میں پتھر ہوتا۔" اور امام طحاوی نے حماد بن سلمہ سے، انہوں نے ابو حمزہ سے روایت کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا سے پوچھا: "کیا میں قرأت کروں جبکہ امام میرے سامنے ہو؟" انہوں نے فرمایا: **"نہیں۔"** اور ابن ابی شیبہ نے اپنے **"مصنف"** میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انہوں نے فرمایا: **"امام کے پیچھے قرأت نہ کرو، خواہ وہ جہری نماز ہو یا سری (خفیہ)۔"** اور امام عبد الرزاق نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا، انہوں نے فرمایا: **"جس نے امام کے پیچھے قرأت کی، اس نے فطرت (سنتِ صحیحہ) کے خلاف غلطی کی۔"**

قَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ: وَقَوْلُ صَاحِبِ الْهِدَايَةِ: «لٰكِنَّهُ يُسْتَحَبُّ عَلَىٰ سَبِيلِ الِاحْتِيَاطِ فِيمَا يُرْوَى عَنْ مُحَمَّدٍ» تَقْتَضِي هٰذِهِ الْعِبَارَةُ أَنَّهَا لَيْسَتْ ظَاهِرَ الرِّوَايَةِ عَنْهُ وَهُوَ الَّذِي يَظْهَرُ مِنْ قَوْلِهِ فِي الذَّخِيرَةِ، وَبَعْضُ مَشَايِخِنَا ذَكَرُوا أَنَّ عَلَىٰ قَوْلِ مُحَمَّدٍ لَا يُكْرَهُ، وَعَلَىٰ قَوْلِهِمَا يُكْرَهُ، ثُمَّ قَالَ فِي الْفَصْلِ الرَّابِعِ: الْأَصَحُّ أَنَّهُ يُكْرَهُ، وَالْحَقُّ أَنَّ قَوْلَ مُحَمَّدٍ كَقَوْلِهِمَا، فَإِنَّ عِبَارَاتِهِ فِي كُتُبِهِ مُصَرِّحَةٌ بِذٰلِكَ قَالَ فِي الْآثَارِ: وَبِهِ نَأْخُذُ وَلَا نَرَى الْقِرَاءَةَ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ مَا يُجْهَرُ فِيهِ أَوْ لَا يُجْهَرُ، ثُمَّ اسْتَمَرَّ فِي إِسْنَادِ الْآثَارِ وَقَالَ فِي مُوَطَّئِهِ بَعْدَ مَا رَوَى فِي مَنْعِ الْقِرَاءَةِ مَا رُوِيَ: لَا قِرَاءَةَ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا يَجْهَرُ وَ[لَا] فِيمَا لَا يَجْهَرُ، بِذٰلِكَ جَاءَتْ عَامَّةُ الْأَخْبَارِ، وَقَالَ [السَّرْخَسِيُّ]: تَفْسُدُ صَلَاتُهُ فِي قَوْلِ عِدَّةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَا يَخْفَىٰ أَنَّ الِاحْتِيَاطَ فِي الْعَمَلِ بِأَقْوَى الدَّلِيلَيْنِ. هٰذَا كَلَامُ الشَّيْخِ ابْنِ الْهُمَامِ مَعَ شَيْءٍ مِنَ الِاخْتِصَارِ، وَنَرْجُو أَنْ يَكُونَ غَيْرَ مُخِلٍّ، ثُمَّ كَلَامُ مُحَمَّدٍ فِي الْمُوَطَّأِ مَمْلُوٌّ بِالْأَخْبَارِ وَالْآثَارِ فِي ذٰلِكَ، فَلْيُنْظَرْ ثَمَّ. وَاللهُ أَعْلَمُ.

شیخ ابن الہمام نے فرمایا: اور صاحب **"ہدایہ"** کا یہ کہنا کہ: "لیکن امام محمد سے جو مروی ہے اس کے مطابق احتیاط کے طور پر (امام کے پیچھے قرأت کرنا) مستحب ہے"؛ اس عبارت کا تقاضا یہ ہے کہ یہ (قول) امام محمد سے **ظاہر الروایہ** (یعنی ان کی مشہور اور مستند کتب کی روایت) نہیں ہے، اور یہی وہ بات ہے جو کتاب **"الذخیرہ"** کے قول سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور ہمارے بعض مشائخ نے ذکر کیا ہے کہ امام محمد کے قول کے مطابق (امام کے پیچھے پڑھنا) مکروہ نہیں ہے، جبکہ **شیخین** (امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف) کے قول کے مطابق مکروہ ہے۔ پھر انہوں نے (صاحب ذخیرہ نے) چوتھی فصل میں کہا: "اصح بات یہ ہے کہ یہ مکروہ ہے"۔ اور حقیقت یہ ہے کہ امام محمد کا قول بھی ویسا ہی ہے جیسا صاحبین کا ہے، کیونکہ ان کی اپنی کتب کی عبارتیں اس بارے میں واضح اور صریح ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی کتاب **"الآثار"** میں فرمایا ہے: "اور اسی کو ہم اختیار کرتے ہیں، اور ہم کسی بھی نماز میں امام کے پیچھے قرأت (کرنے) کو درست نہیں سمجھتے، خواہ وہ ایسی نماز ہو جس میں بلند آواز سے قرأت کی جاتی ہو یا وہ جس میں بلند آواز سے نہ کی جاتی ہو"۔ پھر انہوں نے اس پر مزید آثار کی اسناد بیان کیں۔ اسی طرح انہوں نے اپنی **"موطا"** میں قرأت سے منع کرنے کے بارے میں مروی روایات ذکر کرنے کے بعد فرمایا: "امام کے پیچھے قرأت نہیں ہے، نہ ان نمازوں میں جن میں جہری (بلند) قرأت ہوتی ہے اور نہ ان میں جن میں سری (خفیہ) قرأت ہوتی ہے؛

عام طور پر تمام احادیث و اخبار اسی طرح آئی ہیں"۔ اور امام سرخسی نے فرمایا ہے: "**صحابہ کرام کی ایک جماعت کے قول کے مطابق (امام کے پیچھے پڑھنے والے کی) نماز فاسد ہو جاتی ہے**"۔ اور یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ احتیاط اسی میں ہے کہ دو دلیلوں میں سے جو زیادہ قوی ہو اس پر عمل کیا جائے۔ یہ شیخ ابن الہمام کی کلام تھی جس میں تھوڑی سی اختصار سے کام لیا گیا ہے، اور ہمیں امید ہے کہ یہ (اختصار) خلل انداز نہیں ہو گا۔ پھر امام محمد کی کلام ان کی "**موطا**" میں اس بارے میں اخبار اور آثار سے بھری ہوئی ہے، پس وہاں دیکھ لیا جائے۔ واللہ اعلم (اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے)۔

(3) اَلْمَوْضِعُ الثَّالِثُ: اَلْجَهْرُ بِالتَّسْمِيَةِ وَعَدَمُهُ:

قَدْ وَرَدَتِ الْأَحَادِيثُ فِيهِ مُخْتَلِفَةً:

[982] عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا يَفْتَتِحُونَ الصَّلَاةَ **بِالْحَمْدِ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ**. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(3): تیسرا مقام: تسمیہ (بسم اللہ) بلند آواز سے پڑھنا یا نہ پڑھنا

اس بارے میں احادیث مختلف (نوعیت کی) وارد ہوئی ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: "بے شک نبی کریم ﷺ، حضرت ابو بکر اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہم) نماز کا آغاز **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ** سے کیا کرتے تھے۔" (اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے)۔

وَظَاهِرُ الْحَدِيثِ أَنَّهُمْ كَانُوا لَا يَقْرَؤُونَ الْبَسْمَلَةَ وَهُوَ لَيْسَ بِمُرَادٍ فَإِنَّ قِرَاءَتَهَا فِي الصَّلَاةِ مُجْمَعٌ عَلَيْهِ، لَمْ يُخَالِفْ فِيهَا أَحَدٌ، سَوَاءٌ كَانَتْ جُزْءًا مِنَ الْفَاتِحَةِ كَمَا هُوَ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ، أَوْ لَمْ تَكُنْ كَمَا هُوَ عِنْدَنَا لٰكِنْ فِي أَوَّلِ الصَّلَاةِ **فَقَطْ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ** فَهِيَ مِفْتَاحُ الْقِرَاءَةِ كَالتَّعَوُّذِ،

اور حدیث کا ظاہری مفہوم تو یہ ہے کہ وہ حضرات **بسم اللہ** سرے سے پڑھتے ہی نہیں تھے، حالانکہ یہ (ظاہر) مراد نہیں ہے، کیونکہ نماز میں بسم اللہ پڑھنا ایک اجماعی مسئلہ ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ خواہ اسے سورہ فاتحہ کا جز مانا جائے جیسا کہ امام شافعی کے نزدیک ہے، یا اسے جز نہ مانا جائے جیسا کہ ہمارے (احناف کے) نزدیک ہے؛ لیکن امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ صرف نماز کے شروع میں (پڑھی جائے گی) کیونکہ یہ تعوذ (**اعوذ باللہ**) کی طرح قرأت کی کنجی ہے۔

وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ -وَهُوَ مَذْهَبُ صَاحِبَيْهِ- فِي أَوَّلِ كُلِّ رَكْعَةٍ؛ لِأَنَّ التَّسْمِيَةَ مِفْتَاحُ الْقِرَاءَةِ، وَكُلُّ رَكْعَةٍ مُسْتَقِلٌّ فِيهَا لِلِاحْتِيَاطِ لِاخْتِلَافِ الْعُلَمَاءِ فِي كَوْنِهَا جُزْءًا مِنَ الْفَاتِحَةِ لَا بَيْنَ الْفَاتِحَةِ وَالسُّورَةِ إِلَّا عِنْدَ مُحَمَّدٍ فِي الصَّلَاةِ السِّرِّيَّةِ وَهُوَ مَذْهَبُ الْإِمَامِ أَحْمَدَ مُطْلَقًا.

اور امام صاحب سے ایک روایت یہ بھی ہے —اور یہی ان کے **صاحبین** (امام ابو یوسف و امام محمد) کا مذہب ہے— کہ اسے ہر رکعت کے شروع میں پڑھا جائے گا، اس لیے کہ **تسمیہ** (**بسم اللہ**) قرأت کی کنجی ہے اور ہر رکعت (قرأت کے اعتبار سے) مستقل ہے۔ نیز اس میں اس اختلافِ علماء کی وجہ سے احتیاط بھی ہے کہ آیا یہ سورہ فاتحہ کا جز ہے یا نہیں۔ تاہم سورہ فاتحہ اور (بعد میں ملائی جانے والی) سورت کے درمیان بسم اللہ نہیں پڑھی جائے گی، سوائے امام محمد کے نزدیک سری نمازوں میں، اور یہی **امام احمد** کا مطلقاً (ہر نماز میں) مذہب ہے۔

فَأَوَّلَ الشَّافِعِيُّ الْحَدِيثَ بِأَنَّ الْمُرَادَ كَانُوا يَفْتَتِحُونَ بِهٰذِهِ السُّورَةِ، كَمَا يُقَالُ: قَرَأْتُ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ أَيِ: السُّورَةَ الَّتِي أَوَّلُهَا ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾، وَهٰذَا التَّأْوِيلُ غَيْرُ بَعِيدٍ، وَلِلْحَدِيثِ تَأْوِيلٌ آخَرُ وَهُوَ أَنَّهُ لَمْ يُرِدْ نَفْيَ قِرَاءَةِ الْبَسْمَلَةِ بَلْ نَفْيَ الْجَهْرِ بِهَا فَإِنَّهُ قَدْ صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ وَالْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ أَنَّهُمْ كَانُوا لَا يَجْهَرُونَ بِالتَّسْمِيَةِ وَإِنْ كَانَتِ الصَّلَاةُ جَهْرِيَّةً كَمَا هُوَ الْمَذْهَبُ عِنْدَنَا وَعِنْدَ أَحْمَدَ.

امام شافعی نے اس حدیث کی یہ تاویل (توجیہ) بیان کی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ (نماز کا) آغاز اس سورت سے کیا کرتے تھے۔ جیسے کہ کہا جاتا ہے: "میں نے **'قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ'** پڑھی"، یعنی وہ سورت جس کی ابتدا "**الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ**" سے ہوتی ہے (سورہ فاتحہ)۔ اور یہ تاویل حقیقت سے دور نہیں۔ اس حدیث کی ایک دوسری تاویل بھی ہے، اور وہ یہ کہ اس سے بسم اللہ پڑھنے کی نفی مراد نہیں ہے، بلکہ اسے بلند آواز (جہر) سے پڑھنے کی نفی مراد ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ، آپ کے صحابہ اور خلفائے راشدین سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ **بسم اللہ** بلند آواز سے نہیں پڑھتے تھے، اگرچہ نماز جہری (بلند آواز والی) ہی کیوں نہ ہو؛ جیسا کہ ہمارے (احناف) اور **امام احمد بن حنبل** کے نزدیک یہی **مذہب** (موقف) ہے۔

قَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ: قَالَ بَعْضُ الْحُفَّاظِ: لَيْسَ حَدِيثٌ صَرِيحٌ فِي الْجَهْرِ إِلَّا فِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ، وَلِهٰذَا أَعْرَضَ أَهْلُ الْمَسَانِيدِ الْمَشْهُورَةِ وَلَمْ يُخَرِّجُوا مِنْهَا شَيْئاً مَعَ اشْتِمَالِ كُتُبِهِمْ عَلَى أَحَادِيثَ ضَعِيفَةٍ.

شیخ ابن الہمام نے فرمایا: بعض حفاظِ حدیث کا کہنا ہے کہ (**نماز میں تسمیہ یعنی بسم اللہ**) باآواز بلند پڑھنے (**جہر**) کے بارے میں کوئی بھی ایسی واضح حدیث موجود نہیں ہے جس کی سند پر محدثین کے ہاں کلام (جرح) نہ ہو۔ اسی وجہ سے مشہور کتبِ مسانید کے مصنفین نے اس سے اعراض کیا اور اپنی کتابوں میں اس طرح کی کوئی حدیث تخریج نہیں کی، باوجود اس کے کہ ان کی کتابیں ضعیف احادیث پر بھی مشتمل ہیں۔

وَعَنِ الدَّارَقُطْنِيِّ أَنَّهُ قَالَ: لَمْ يَصِحَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَهْرِ حَدِيثٌ، وَعَنْهُ: أَنَّهُ صَنَّفَ بِمِصْرَ كِتَاباً فِي الْجَهْرِ بِالْبَسْمَلَةِ، فَأَقْسَمَ بَعْضُ الْمَالِكِيَّةِ لِيَعْرِفَهُ الصَّحِيحَ، فَقَالَ: لَمْ يَصِحَّ فِي الْجَهْرِ حَدِيثٌ،

امام **دار قطنی** سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: جہر کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بھی حدیث صحیح ثابت نہیں ہے۔ اور ان ہی سے روایت ہے کہ انہوں نے مصر میں "**الْجَهْرِ بِالْبَسْمَلَةِ**" (**بسم اللہ بلند آواز سے پڑھنے**) کے موضوع پر ایک کتاب تصنیف کی، تو بعض مالکی فقہاء نے انہیں قسم دی تاکہ وہ انہیں اس مسئلے میں صحیح بات بتائیں، تو انہوں نے فرمایا: جہر کے بارے میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔

وَقَالَ الْحَازِمِيُّ: أَحَادِيثُ الْجَهْرِ وَإِنْ كَانَتْ مَأْثُورَةً عَنْ نَفَرٍ مِنَ الصَّحَابَةِ غَيْرَ أَنَّ أَكْثَرَهَا لَمْ يَسْلَمْ مِنْ شَوَائِبَ،

الحازمی نے کہا: جہر کی احادیث اگرچہ صحابہ کی ایک جماعت سے منقول ہیں، لیکن ان میں سے اکثر احادیث خامیاں اور کمزوریاں پائے جانے سے محفوظ نہیں رہ سکیں۔

وَقَدْ رَوَى الطَّحَاوِيُّ وَأَبُو عُمَرَ بْنُ عَبْدِ الْبَرِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْجَهْرَ، وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا **أَنَّهُ لَمْ يَجْهَرِ** النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَسْمَلَةِ حَتَّى مَاتَ، فَقَدْ تَعَارَضَ مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَإِنْ صَحَّ فَهُوَ مَحْمُولٌ عَلَى وُقُوعِهِ أَحْيَاناً يَعْنِي: لِتَعْلِيمِهِمْ أَنَّهَا تُقْرَأُ فِيهَا،

امام **طحاوی** اور ابو عمر بن عبد البر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے **جہر** (بلند آواز سے پڑھنا) روایت کیا ہے، جبکہ خود ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات تک **بسم اللہ** بلند آواز سے نہیں پڑھی۔ پس ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جو روایات

منقول ہیں ان میں تعارض (**تضاد**) آگیا ہے، چنانچہ اگر (جہر والی روایت) صحیح مان بھی لی جائے تو اسے کبھی کبھار کے عمل پر محمول کیا جائے گا، یعنی صحابہ کو یہ سکھانے کے لیے کہ نماز میں بسم اللہ پڑھی جاتی ہے۔

وَفِي رِوَايَةِ مُسْلِمٍ: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَداً مِنْهُمْ يَقْرَأُ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، وَلَمْ يُرِدْ نَفْيَ الْقِرَاءَةِ بَلِ السَّمَاعَ لِلْإِخْفَاءِ بِدَلِيلِ مَا صَرَّحَ بِهِ عَنْهُ: فَكَانُوا لَا يَجْهَرُونَ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ بِإِسْنَادٍ عَلَىٰ شَرْطِ الصَّحِيحِ،

اور **مسلم** کی روایت میں انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا: "میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی، تو میں نے ان میں سے کسی کو **بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ** (بلند آواز سے) پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔" اور یہاں انس رضی اللہ عنہ کی مراد پڑھنے کی نفی کرنا نہیں ہے بلکہ آہستہ پڑھنے کی وجہ سے آواز نہ سننے کی نفی ہے، جس کی دلیل ان کا وہ قول ہے جس میں انہوں نے خود وضاحت کی: "پس وہ **بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ** بلند آواز سے نہیں پڑھتے تھے۔ اسے امام احمد اور نسائی نے ایسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے جو صحیح کی شرط پر ہے۔

وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَكُلُّهُمْ يُخْفُونَ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ، وَرَوَى الطَّبَرَانِيُّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسِرُّ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيًّا وَمَنْ تَقَدَّمَ مِنَ التَّابِعِينَ،

اور **انس** رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: "میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی، پس وہ سب **بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ** آہستہ (خفیہ) پڑھتے تھے۔" اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اور طبرانی نے روایت کیا ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم، اور ان سے پہلے گزرے ہوئے تابعین **بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ** آہستہ پڑھا کرتے تھے۔

وَهُوَ مَذْهَبُ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَابْنُ الْمُنْذِرِ: وَهُوَ قَوْلُ **ابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَعَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ وَالْحَكَمِ وَالْحَسَنِ وَالشَّعْبِيِّ وَالنَّخَعِيِّ وَالْأَوْزَاعِيِّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَقَتَادَةَ وَعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَالْأَعْمَشِ وَالزُّهْرِيِّ وَمُجَاهِدٍ وَحَمَّادٍ وَأَبِي عُبَيْدٍ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.**

اور یہی سفیان ثوری اور ابن المبارک کا مذہب ہے۔ ابن عبد البر اور ابن المنذر نے فرمایا: اور یہی قول ابن مسعود، ابن الزبیر، عمار بن یاسر، عبد اللہ بن مغفل، حکم، حسن بصری، شعبی، نخعی، اوزاعی، عبد اللہ بن المبارک، قتادہ، عمر بن عبد العزیز، اعمش، زہری، مجاہد، حماد، ابو عبید، احمد اور اسحاق کا ہے۔

وَرُوِيَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ [عَنْ أَبِيهِ] رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ صَلَّى خَلْفَ إِمَامٍ فَجَهَرَ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ فَنَادَاهُ يَا عَبْدَ اللهِ إِنِّي صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَجْهَرُ بِهَا، وَقَدْ رُوِيَ فِي **صَحِيحِ ابْنِ خُزَيْمَةَ وَابْنِ حِبَّانَ وَالنَّسَائِيِّ** عَنْ نُعَيْمٍ الْمُجْمِرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَرَأَ **بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ** ثُمَّ قَرَأَ **بِأُمِّ الْقُرْآنِ** حَتَّى بَلَغَ ﴿**وَلَا الضَّالِّينَ**﴾ قَالَ: **آمِينَ** ثُمَّ قَالَ: إِذَا سَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

امام ابو حنیفہ سے روایت ہے، وہ یزید بن عبد اللہ بن مغفل سے اور وہ اپنے والد (حضرت عبد اللہ بن مغفل) سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک امام کے پیچھے نماز پڑھی جس نے بلند آواز (جہر) سے "**بسم اللہ الرحمن الرحیم**" پڑھی۔ انہوں نے اسے پکار کر کہا: اے اللہ کے بندے! میں نے رسول اللہ ﷺ، ابو بکر، عمر اور عثمان کے پیچھے نماز پڑھی ہے، میں نے ان میں سے کسی کو بسم اللہ بلند آواز سے پڑھتے نہیں سنا۔ دوسری طرف "**صحیح ابن خزیمہ**"، "**صحیح ابن حبان**" اور "**سنن نسائی**" میں حضرت نعیم مجمر سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابوہریرہ کے پیچھے نماز پڑھی، انہوں نے "**بسم اللہ الرحمن الرحیم**" پڑھی، پھر سورہ فاتحہ پڑھی یہاں تک کہ جب "**وَلَا الضَّالِّيْنَ**" پر پہنچے تو "**آمین**" کہی۔ پھر جب انہوں نے سلام پھیرا تو (لوگوں سے) فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! میں تم سب کے مقابلے میں رسول اللہ ﷺ کی نماز سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتا ہوں

قَالَ ابْنُ خُزَيْمَةَ: لَا ارْتِيَابَ فِي صِحَّتِهِ عِنْدَ أَهْلِ الْمَعْرِفَةِ، وَهٰذَا غَيْرُ مُسْتَلْزِمٍ لِلْجَهْرِ لِجَوَازِ سَمَاعِ نُعَيْمٍ مَعَ إِخْفَاءِ أَبِي هُرَيْرَةَ، فَإِنَّهُ مِمَّا يَتَحَقَّقُ إِذَا لَمْ يُبَالِغْ فِي الْإِخْفَاءِ مَعَ قُرْبِ الْمُقْتَدِي، وَالصَّرِيحُ مَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **يَجْهَرُ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ**، وَفِي رِوَايَةٍ: **جَهَرَ**، قَالَ الْحَاكِمُ: صَحِيحٌ بِلَا عِلَّةٍ، وَصَحَّحَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَهٰذَانِ أَمْثَلُ حَدِيثٍ فِي الْجَهْرِ. انْتَهَى كَلَامُ ابْنِ الْهُمَامِ.

ابن خزیمہ کہتے ہیں کہ اہل علم کے نزدیک اس (حضرت ابوہریرہ کی روایت) کی صحت میں کوئی شک نہیں، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انہوں نے بسم اللہ بلند آواز (جہر) سے ہی پڑھی تھی؛ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ حضرت ابوہریرہ نے آہستہ پڑھی ہو اور قریب ہونے کی وجہ سے نعیم نے سن لی ہو۔ ایسا تب ہوتا ہے جب کوئی شخص بالکل ہی پست آواز میں نہ پڑھے اور مقتدی بالکل قریب ہو۔ اور جہر (بلند آواز) کے بارے میں صریح روایت وہ ہے جو حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ "**بسم اللہ الرحمن الرحیم**" بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ "آپ ﷺ نے **جہر کیا**"۔ امام حاکم کہتے ہیں کہ یہ روایت بغیر کسی علت (خرابی) کے صحیح ہے، اور امام دار قطنی نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اور جہر کے باب میں یہ دونوں حدیثیں سب سے بہتر (مضبوط) ہیں۔ یہاں ابن الہمام کی کلام ختم ہوئی۔

وَقَدْ عَقَدَ التِّرْمِذِيُّ لَهُ بَابَيْنِ (2)

(1): أَحَدُهُمَا: بَابٌ فِي تَرْكِ الْجَهْرِ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

فَرَوَى عَنِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: سَمِعَنِي أَبِي وَأَنَا أَقُولُ: **بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ** قَالَ: أَيْ بُنَيَّ، إِيَّاكَ وَالْحَدَثَ، وَقَالَ: وَلَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **كَانَ أَبْغَضَ إِلَيْهِ الْحَدَثُ فِي الْإِسْلَامِ** يَعْنِي: مِنْهُ، وَقَالَ: وَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَمَعَ عُمَرَ وَمَعَ عُثْمَانَ وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا يَقُولُهَا فَلَا تَقُلْهَا إِذَا أَنْتَ صَلَّيْتَ فَقُلْ: ﴿**الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ**﴾. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ **حَدِيثٌ حَسَنٌ** وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْهُمْ: أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَغَيْرُهُمْ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ لَا يَرَوْنَ أَنْ يُجْهَرَ بِـ**بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ قَالُوا**: وَيَقُولُهَا فِي نَفْسِهِ

امام ترمذی کے دو باب (بسم اللہ کے متعلق)

(1): پہلا باب: "بسم اللہ الرحمن الرحیم" بلند آواز سے نہ پڑھنے (ترکِ جہر) کے بارے میں۔

اس میں انہوں نے عبد اللہ بن مغفل کے بیٹے سے روایت کی، وہ کہتے ہیں: میرے والد نے مجھے (نماز میں) "**بسم اللہ الرحمن الرحیم**" (بلند آواز سے) پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا: "**اے میرے بیٹے! (دین میں) نئی بات پیدا کرنے سے بچو۔**" انہوں نے یہ بھی کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کسی کو ایسا نہیں دیکھا جس کے نزدیک اسلام میں نئی بات پیدا کرنا ان (والد) سے زیادہ ناپسندیدہ ہو۔ پھر انہوں نے فرمایا: "میں نے نبی کریم ﷺ، ابو بکر، عمر اور عثمان کے ساتھ نماز پڑھی ہے، میں نے ان میں سے کسی کو یہ (بسم اللہ بلند آواز سے) کہتے نہیں سنا، لہٰذا جب تم نماز پڑھو تو یہ (بلند آواز سے) نہ کہو، بلکہ (قراءت کا آغاز) **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ** سے کرو۔" امام ابو عیسیٰ (ترمذی) فرماتے ہیں: عبد اللہ بن مغفل کی حدیث "**حسن**" ہے اور نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے، جن میں ابو بکر، عمر، عثمان، علی اور دیگر شامل ہیں۔ ان کے بعد تابعین کا بھی یہی عمل رہا۔ **سفیان ثوری، ابن المبارک، امام احمد اور اسحاق (بن راہویہ)** کا بھی یہی قول ہے کہ بسم اللہ بلند آواز سے نہ پڑھی جائے، بلکہ ان کے نزدیک اسے دل میں (آہستہ) پڑھا جائے

(2): وَثَانِيهِمَا: بَابُ مَنْ رَأَى الْجَهْرَ بِـ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

وَرَوَى عَنِ **ابْنِ عَبَّاسٍ** رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **يَفْتَتِحُ** صَلَاتَهُ **بِـ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ**. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَاكَ، وَقَدْ قَالَ بِهٰذَا عِدَّةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْهُمْ: **أَبُو هُرَيْرَةَ وَابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ** وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ رَأَوُا الْجَهْرَ بِـ **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ** وَبِهِ يَقُولُ **الشَّافِعِيُّ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ حَمَّادٍ وَهُوَ ابْنُ [أَبِي] سُلَيْمَانَ وَأَبُو خَالِدٍ الْوَالِبِيُّ اسْمُهُ هُرْمُزٌ وَهُوَ كُوفِيٌّ**. انْتَهَى كَلَامُ التِّرْمِذِيِّ.

(2) دوسرا باب: بسم اللہ بلند آواز سے پڑھنے (جہر) کے بارے میں۔

اس میں انہوں نے حضرت **ابن عباس** سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نماز کا آغاز "**بسم اللہ الرحمن الرحیم**" سے فرماتے تھے۔ امام ابو عیسیٰ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند اتنی (مضبوط) نہیں ہے۔ البتہ صحابہ کرام میں سے ایک جماعت، جن میں ابو ہریرہ، ابن عمر اور ابن زبیر شامل ہیں، اور ان کے بعد تابعین میں سے بھی کچھ لوگ **بسم اللہ** بلند آواز سے پڑھنے کے قائل رہے ہیں۔ امام شافعی، اسماعیل بن حماد (ابن ابی سلیمان) اور ابو خالد ہرمز الوالبی الکوفی کا بھی یہی قول ہے۔ (امام ترمذی کا کلام ختم ہوا)

وَمِنَ الْمُتَأَخِّرِينَ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ مَنِ اخْتَارَ أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْهَرُ حِيناً وَيُسِرُّ أُخْرَى، وَالْجُمْهُورُ عَلَى أَنَّهُ كَانَ لِلْإِسْمَاعِ لِيَعْلَمُوا أَنَّهُ قَرَأَهَا. وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

اور متاخرین محدثین (بعد میں آنے والے حدیث کے ماہرین) میں سے بعض نے اس بات کو پسند کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کبھی بلند آواز (جہر) سے **بسم اللہ** پڑھتے تھے اور کبھی آہستہ (اسرار)۔ جبکہ جمہور (علماء کی بڑی تعداد) کی رائے یہ ہے کہ آپ ﷺ کا (کبھی کبھار) آواز سے پڑھنا صرف مقتدیوں کو سنانے کے لیے تھا تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ آپ ﷺ نے **بسم اللہ** پڑھی ہے۔ اور اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے

وَلَقَدْ أَطْنَبْنَا الْكَلَامَ لِزَعْمِ بَعْضِ النَّاسِ أَنَّ الْجَهْرَ هُوَ الصَّحِيحُ وَيَزْعُمُ طَائِفَةٌ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَجْهَرُ وَالْأَمْرُ بِخِلَافِهِ فَظَهَرَ أَنَّ مَذْهَبَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ هُوَ الرَّاجِحُ الْأَصَحُّ. وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

اور ہم نے اس کلام کو اس لیے طویل کیا ہے کیونکہ بعض لوگوں کا یہ گمان ہے کہ (بسم اللہ) بلند آواز سے پڑھنا ہی صحیح ہے، اور ایک گروہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ **حضرت علی** رضی اللہ عنہ بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے، حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ چنانچہ یہ بات واضح ہوگئی کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب (موقف) ہی راجح اور سب سے زیادہ صحیح ہے۔ اور اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے۔

(4): الْمَوْضِعُ الرَّابِعُ فِي التَّأْمِينِ وَالْجَهْرِ وَالْإِسْرَارِ بِهِ:

لَا خِلَافَ فِي اسْتِحْبَابِ التَّأْمِينِ بَعْدَ قِرَاءَةِ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ سَوَاءٌ كَانَ مُنْفَرِداً أَوْ مُقْتَدِياً.

(4): چوتھا مقام: آمین کہنے اور اسے بلند آواز یا آہستہ آواز سے کہنے کے بیان میں:

اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کی قراءت کے بعد **"آمین"** کہنا **مستحب** ہے، خواہ نماز اکیلے (منفرد) پڑھی جارہی ہو یا مقتدی بن کر۔

[983] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فَقُولُوا: آمِينَ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَقُولُ: آمِينَ، وَإِنَّ الْإِمَامَ يَقُولُ: آمِينَ، فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابْنُ حِبَّانَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:) جب امام **"غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ"** کہے تو تم **"آمین"** کہو؛ کیونکہ فرشتے بھی **"آمین"** کہتے ہیں اور امام بھی **"آمین"** کہتا ہے۔ پس جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق (ایک ساتھ) ہوگئی، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔ اس حدیث کو امام احمد، عبد الرزاق اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

[984] وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فَقُولُوا: **آمِينَ يُحِبُّكُمُ اللهُ**». رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ.

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہے، تو تم **'آمین'** کہو، **اللہ تم سے محبت کرے گا۔**" اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے

[985] وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ مَا حَسَدَتْكُمْ عَلَى آمِينَ، فَأَكْثِرُوا مِنْ قَوْلِ آمِينَ». رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہود نے تم سے کسی ایسی چیز پر اتنا حسد نہیں کیا جتنا وہ تم سے **'آمین'** کہنے پر حسد کرتے ہیں، لہٰذا تم کثرت سے **'آمین'** کہا کرو۔" اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

[986] وَعَنْ عَطَاءٍ بَلَاغاً: مَا حَسَدَتْكُمْ عَلَى آمِينَ وَالسَّلَامِ يُسَلِّمُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ.

حضرت عطاء سے بلاغاً (ایسی روایت جس کی سند میں راوی نے براہِ راست نام نہ لیا ہو بلکہ "پہنچی ہے" کہا ہو) مروی ہے کہ: "یہود نے تم سے کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کیا جتنا وہ تم سے **'آمین'** کہنے اور تمہارے ایک دوسرے کو **'سلام'** کرنے پر حسد کرتے ہیں۔"

[987] وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تَدْرِينَ عَلَىٰ مَا حَسَدُونَا ـ يَعْنِي: الْيَهُودَ ـ فَإِنَّهُمْ حَسَدُونَا عَلَى الْقِبْلَةِ الَّتِي هَدَيْنَا لَهَا، وَضَلُّوا عَنْهَا، وَعَلَى الْجُمُعَةِ الَّتِي هَدَيْنَا لَهَا وَضَلُّوا عَنْهَا، وَعَلَىٰ قَوْلِنَا خَلْفَ الْإِمَامِ آمِينَ». رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم جانتی ہو کہ انہوں نے (یعنی یہودیوں نے) ہم سے کس چیز پر حسد کیا؟ انہوں نے ہم سے اس **قبلہ** پر حسد کیا جس کی طرف اللہ نے ہماری رہنمائی فرمائی اور وہ اس سے بھٹک گئے، اور **جمعہ** کے دن پر (حسد کیا) جس کی طرف اللہ نے ہماری رہنمائی فرمائی اور وہ اس سے دور رہ گئے، اور امام کے پیچھے ہمارے **آمین** کہنے پر (حسد کیا)۔" اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔

[988] وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَلَا: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ قَالَ: آمِينَ، حَتَّى يَسْمَعَ مَنْ يَلِيهِ مِنَ الصَّفِّ الْأَوَّلِ. أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کی تلاوت فرماتے تو "**آمین**" کہتے، یہاں تک کہ پہلی صف میں آپ ﷺ کے قریب موجود لوگ اسے سن لیتے۔ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

[989] وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فَقَالَ: آمِينَ وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُ، وَفِي رِوَايَةٍ: وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ. أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ.

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، آپ ﷺ نے ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ پڑھا، پھر "**آمین**" کہا اور اس کے ساتھ اپنی آواز کو لمبا (کھینچ کر بلند) کیا، اور ایک دوسری روایت میں ہے: "اور اس کے ساتھ اپنی آواز کو پست (آہستہ) رکھا"۔ اسے امام ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ الْأَئِمَّةُ فِي الْجَهْرِ بِالتَّأْمِينِ، فَمَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ: الْجَهْرُ، وَفِي مَذْهَبِ مَالِكٍ خِلَافٌ، وَمَذْهَبُ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ: الْإِسْرَارُ مُطْلَقًا.

ائمہ کرام کے درمیان آمین بلند آواز سے کہنے (جہر) کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے؛ **امام شافعی** اور **امام احمد** کا مذہب **جہر** (بلند آواز) ہے، امام مالک کے مذہب میں اس بارے میں اختلاف ہے، جبکہ امام ابو حنیفہ کا مذہب مطلقاً **آہستہ (اسرار)** کہنا ہے۔"

وَأَوْرَدَ فِي جَامِعِ التِّرْمِذِيِّ حَدِيثَيِ الرَّفْعِ بِالصَّوْتِ وَالْخَفْضِ بِهَا وَرَجَّحَ حَدِيثَ الْجَهْرِ، وَكَذٰلِكَ نَقَلَ عَنِ الْبُخَارِيِّ وَقَالَ: وَعَلَيْهِ أَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ، وَبَعْضُ الْعُلَمَاءِ صَحَّحُوا حَدِيثَ الْخَفْضِ أَيْضًا.

جامع ترمذی میں آواز بلند کرنے اور پست رکھنے کی دونوں حدیثیں ذکر کی گئی ہیں، اور انہوں نے جہر والی حدیث کو ترجیح دی ہے۔ اسی طرح انہوں نے امام بخاری سے بھی یہی نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ: "**صحابہ اور تابعین میں سے اکثر علماء کا اسی پر عمل ہے**" جبکہ بعض دیگر علماء نے آہستہ آواز والی حدیث کو بھی صحیح قرار دیا ہے۔

وَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ يُخْفِي الْإِمَامُ **أَرْبَعَةَ أَشْيَاءَ: التَّعَوُّذَ وَالْبَسْمَلَةَ وَآمِينَ وَسُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ**. وَفِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ: **اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ** وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ نَحْوُهُ وَرُوِيَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ **عُمَرُ وَعَلِيٌّ** لَا يَجْهَرَانِ **بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ** وَلَا **بِالتَّعَوُّذِ** وَلَا **بِآمِينَ**. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَابْنُ شَاهِينَ فِي **السُّنَّةِ**.

آثارِ صحابہ اور احناف کے دلائل: حضرت عمر بن خطاب: ان سے مروی ہے کہ امام **چار** چیزیں آہستہ کہے:

1۔ **تعوذ** (أعوذ باللہ)

2۔ **تسمیہ** (بسم اللہ)

3۔ **آمین**

4۔ **ثناء** (سبحانك اللهم)

دیگر روایات: بعض روایات میں "**اللهم ربنا لك الحمد**" کا بھی ذکر ہے، اور حضرت ابن مسعود سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ حضرت ابو وائل سے روایت کیا گیا ہے: وہ فرماتے ہیں کہ **حضرت عمر** اور **حضرت علی** **بسم الله**، **تعوذ** اور **آمین** بلند آواز سے نہیں کہتے تھے۔ (اسے امام طحاوی اور ابن شاہین نے روایت کیا ہے)۔

وَأَوْرَدَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ حَدِيثَ الْإِخْفَاءِ عَنْ أَحْمَدَ وَأَبِي يَعْلَى وَالطَّبَرَانِيِّ وَالْحَاكِمِ فِي **الْمُسْتَدْرَكِ** مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ أَبِيهِ وَائِلٍ، وَعَنْ أَبِي دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيِّ وَغَيْرِهِمَا مِنْ حَدِيثِ سُفْيَانَ عَنْ وَائِلٍ فِي الْجَهْرِ وَقَالَ: كِلَا الْحَدِيثَيْنِ **مَعْلُولٌ** وَ**الْمَدَارُ** عَلَى حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ.

شیخ ابن الہمام نے آہستہ آواز (اخفاء) والی حدیث امام احمد، ابو یعلیٰ، طبرانی اور حاکم کی "**المستدرک**" کے حوالے سے ذکر کی ہے، جو شعبہ کی سند سے علقمہ سے اور وہ اپنے والد حضرت وائل بن حجر سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ امام ابو داؤد، ترمذی اور دیگر محدثین نے سفیان (ثوری) کی سند سے حضرت وائل ہی سے بلند آواز (جہر) کی حدیث روایت کی ہے۔ ابن الہمام فرماتے ہیں: یہ دونوں حدیثیں (یعنی جہر اور اخفاء والی روایات) **معلول** (یعنی ان کی سند میں کچھ کلام یا علت) ہیں، اور اس مسئلے میں **اصل دارومدار** (اور مضبوط بنیاد) حضرت **ابن مسعود** رضی اللہ عنہ کی حدیث پر ہے۔

وَاعْلَمْ أَنَّهُ قَدْ جَاءَ فِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ بِمَدِّ صَوْتِهِ وَقِيلَ: هُوَ إِشَارَةٌ إِلَى مَدِّ الْأَلِفِ الَّذِي هُوَ **اللُّغَةُ الْفُصْحَى** فِي لَفْظِ **آمِينَ** فِي **مَدِّ الْأَلِفِ وَخِفَّةِ الْمِيمِ**، وَفِي بَعْضِهَا: يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ. وَهٰذَا صَرِيحٌ فِي الْجَهْرِ، وَفِي بَعْضٍ: **يَرْتَجُّ بِهَا الْمَسْجِدُ**، وَفِي بَعْضِهَا: يَسْمَعُ مَنْ كَانَ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ قَرِيباً **مِنْهُ** صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ يُطَبَّقُ فِي حَدِيثَيِ الْجَهْرِ وَالْخَفْضِ بِأَنَّ الْمُرَادَ بِالْخَفْضِ **عَدَمُ الْقَرْعِ الْعَنِيفِ**، وَبِالْجَهْرِ **دَوِيُّ الصَّوْتِ** وَالظَّاهِرُ الْحَمْلُ عَلَى كِلَا الْفِعْلَيْنِ تَارَةً فَتَارَةً. وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور جان لیجئے کہ بعض روایات میں "**اپنی آواز کو لمبا کرنے**" (مدِّ صوت) کا ذکر آیا ہے، اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد لفظ "**آمین**" کے الف کو کھینچ کر پڑھنا ہے، کیونکہ لغتِ **فصحیٰ** میں "آمین" کا تلفظ **الف کے مد** (کھینچنے) اور **میم کی تخفیف** (بغیر تشدید کے) کے ساتھ ہے۔ بعض روایات میں "**اپنی آواز بلند کرنے**" کا ذکر ہے، جو جہر (بلند آواز سے کہنے) میں صریح (واضح) ہے۔ بعض روایات میں (یہ مبالغہ بھی ہے کہ) "**اس سے مسجد گونج اٹھتی تھی**"، جبکہ بعض میں ہے کہ "**صرف پہلی صف کے وہ لوگ سنتے تھے جو نبی ﷺ کے قریب ہوتے تھے**"۔ **جہر** (بلند آواز) اور **خفض** (آہستہ آواز) کی دونوں حدیثوں میں اس طرح تطبیق (جوڑ) بھی دی جا سکتی ہے کہ **خفض** سے مراد "**بہت زیادہ زور سے نہ پکارنا**" ہو، اور **جہر** سے مراد "**آواز کی گونج**" ہو۔ لیکن ظاہر بات یہی ہے کہ اسے آپ ﷺ کے مختلف اوقات کے الگ الگ افعال پر محمول کیا جائے (یعنی آپ ﷺ کبھی بلند آواز سے کہتے تھے اور کبھی آہستہ)۔ اور اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے۔

(5): الْمَوْضِعُ الْخَامِسُ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ التَّسْبِيعِ وَالتَّحْمِيدِ:

[990] عَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَإِذَا قَالَ -أَيِ: الْإِمَامُ-: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ».

(5): پانچواں مقام: تسمیع (سمع اللہ لمن حمدہ) اور تحمید (ربنا لک الحمد) کو جمع کرنے کے بیان میں:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اور جب وہ (یعنی امام) سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے، تو تم 'رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ' کہو۔"

وَهٰذَا مُتَمَسَّكُ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ فِي قَوْلِهِ: بِإِتْيَانِ الْإِمَامِ التَّسْبِيعَ وَالْمَأْمُومِ التَّحْمِيدَ وَأَنْ لَا يَجْمَعَ الْإِمَامُ بَيْنَ التَّسْبِيعِ وَالتَّحْمِيدِ لِأَنَّ هٰذَا قِسْمَةٌ، وَالْقِسْمَةُ تُنَافِي الشَّرِكَةَ، وَلِهٰذَا لَا يَأْتِي الْمُقْتَدِي التَّسْبِيعَ، وَلِأَنَّهُ يَقَعُ تَحْمِيدُهُ بَعْدَ تَحْمِيدِ الْمُقْتَدِي وَهُوَ خِلَافُ مَوْضُوعِ الْإِمَامَةِ، وَالَّذِي رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ مَحْمُولٌ عَلَىٰ حَالَةِ الِانْفِرَادِ. كَذَا فِي الْهِدَايَةِ.

اور یہی حدیث امام ابوحنیفہ کی دلیل ہے ان کے اس قول پر کہ: "امام **تسمیع (سمع الله لمن حمده)** کہے گا اور مقتدی **تحمید (ربنا لك الحمد)** کہے گا"۔ اور یہ کہ **امام تسمیع اور تحمید** دونوں کو **جمع نہیں** کرے گا، کیونکہ یہ (حدیث میں ذکر کردہ تقسیم) ایک طرح کی بانٹ ہے، اور تقسیم شراکت کی نفی کرتی ہے۔ اسی وجہ سے مقتدی تسمیع نہیں کہے گا، اور اس لیے بھی کہ (اگر امام دونوں کہے تو) اس کی تحمید مقتدی کی تحمید کے بعد واقع ہو گی، جو کہ امامت کے بنیادی تصور (کہ امام ہر کام پہلے کرے) کے خلاف ہے۔ اور جو روایات امام شافعی نے (جمع کرنے کے حق میں) پیش کی ہیں، وہ انفرادی نماز (تنہا پڑھنے والے) کی حالت پر محمول ہیں۔ ایسا ہی کتاب **"الهدایہ"** میں مذکور ہے۔

وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ -كَمَا ذَكَرَهُ الطِّيبِيُّ- يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا الْإِمَامُ [وَالْمَأْمُومُ] وَالْمُنْفَرِدُ؛ لِحَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ **كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ، ثُمَّ يَقُولُ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِينَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، ثُمَّ يَقُولُ -وَهُوَ قَائِمٌ-: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَهْوِي** الْحَدِيثُ. وَقَدْ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «**صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي**». وَهٰذَا الْحَدِيثُ يَدُلُّ عَلَى الْجَمْعِ بَيْنَ الذِّكْرَيْنِ وَأَنَّ التَّسْبِيعَ ذِكْرُ حَالَةِ الِانْتِقَالِ وَالتَّحْمِيدَ حَالَةُ الْقِيَامِ، وَعَلَىٰ فِقْهِهِ ذُكِرَ فِي **جَامِعِ التُّمُرْتَاشِيِّ** مِنْ أَهْلِ مَذْهَبِنَا قَالَ: فَإِنْ لَمْ يَأْتِ بِالتَّسْبِيعِ حَالَةَ الرَّفْعِ لَا يَأْتِي حَالَةَ الِاسْتِوَاءِ وَقِيلَ: يَأْتِي بِهِمَا.

اور امام شافعی کے نزدیک جیسا کہ علامہ طیبی نے ذکر کیا ہے امام، مقتدی اور تنہا نماز پڑھنے والا (منفرد) سب ان دونوں کلمات کو جمع کریں گے۔ ان کی دلیل حضرت ابوہریرہ کی حدیث ہے کہ: "**نبی کریم ﷺ قیام کے وقت تکبیر کہتے، پھر رکوع کرتے وقت تکبیر کہتے، پھر جب رکوع سے اپنی پیٹھ سیدھی فرماتے تو 'سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ' کہتے، پھر کھڑے ہونے کی حالت میں رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہتے، پھر سجدے میں جاتے وقت تکبیر کہتے**" (الحدیث)۔ اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے: "**نماز ویسے ہی پڑھو جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے**"۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ دونوں ذکر (تسمیع اور تحمید) جمع کیے جائیں گے، اور یہ کہ تسمیع رکوع سے اٹھنے کی حالت (انتقال) کا ذکر ہے اور تحمید قیام (سیدھے کھڑے ہونے) کی

حالت کا ذکر ہے۔ اسی فقہی نکتے کی بنیاد پر ہماری (احناف کی) کتاب "**جامع التمرتاشی**" میں ذکر ہے کہ: اگر کسی نے رکوع سے اٹھتے وقت تسمیع (سمع الله لمن حمده) نہ کہی، تو وہ سیدھے کھڑے ہونے کی حالت میں اسے نہیں کہے گا؛ جبکہ ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ ان دونوں کو کہہ لے۔

وَمَذْهَبُ مَالِكٍ أَيْضاً مِثْلُ مَذْهَبِ أَبِي حَنِيفَةَ وَكَذَا مَذْهَبُ أَحْمَدَ فِي الْمَشْهُورِ عَنْهُ تَمَسُّكاً بِالْحَدِيثِ الْمَذْكُورِ وَقَدْ رَوَاهُ أَصْحَابُ السُّنَنِ إِلَّا ابْنَ مَاجَهْ، وَذَهَبَ أَبُو يُوسُفَ وَمُحَمَّدٌ إِلَى أَنَّ الْإِمَامَ يَجْمَعُ وَهُوَ مُخْتَارُ الطَّحَاوِيِّ، وَرِوَايَةٌ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَلٰكِنْ يَأْتِي بِالتَّحْمِيدِ فِي نَفْسِهِ سِرًّا، وَأَمَّا الْمُنْفَرِدُ فَيَجْمَعُ، وَقَدْ يُرْوَى الِاكْتِفَاءُ بِأَحَدِهِمَا، **وَكَذَا عِنْدَ أَحْمَدَ.**

اور امام مالک کا مذہب بھی امام ابو حنیفہ کے مذہب کی طرح ہے **(یعنی امام تسمیع کہے اور مقتدی تحمید)**، اور اسی طرح **امام احمد** کا مشہور موقف بھی یہی ہے، جس میں انہوں نے مذکورہ حدیث سے استدلال کیا ہے جسے ابن ماجہ کے علاوہ تمام "**سنن**" کے مصنفین نے روایت کیا ہے۔ جبکہ **امام ابو یوسف** اور **امام محمد** کی رائے یہ ہے کہ امام **(تسمیع اور تحمید)** دونوں کو **جمع** کرے؛ اور امام طحاوی نے بھی اسی کو پسند کیا ہے، اور یہی امام ابو حنیفہ سے بھی ایک روایت ہے۔ لیکن (اس صورت میں) امام **تحمید** (ربنا لك الحمد) اپنے جی میں آہستہ کہے گا۔ رہا تنہا نماز پڑھنے والا (**منفرد**)، تو وہ (**بالاتفاق**) دونوں کو جمع کرے گا، اگرچہ ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ کسی ایک پر اکتفا کرلے، اور **امام احمد** کے ہاں بھی یہی (اکتفاوالی) ایک روایت ہے۔

(6): الْمَوْضِعُ السَّادِسُ فِي تَطْوِيلِ الرَّكْعَةِ الْأُولَىٰ:

[991] عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **يُطِيلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَىٰ فِي الظُّهْرِ مَا لَا يُطِيلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَهٰكَذَا فِي الْعَصْرِ وَهٰكَذَا فِي الصُّبْحِ.** رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ.

(6): چھٹا مقام: پہلی رکعت کو لمبا کرنے کے بیان میں:

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ **رسول اللہ ﷺ ظہر کی پہلی رکعت کو اتنا لمبا فرماتے تھے جتنا دوسری رکعت کو لمبا نہیں کرتے تھے، اور اسی طرح عصر میں اور اسی طرح صبح (فجر) کی نماز میں بھی کرتے تھے**۔ اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

وَهٰذَا هُوَ مَذْهَبُ الْأَئِمَّةِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا، وَمَذْهَبُ مُحَمَّدٍ مِنْ أَصْحَابِنَا لِهٰذَا الْحَدِيثِ الْمُصَرَّحِ بِهِ فِي **الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْفَجْرِ** وَقِيَاسُ غَيْرِهَا عَلَيْهَا، وَقَدْ رَوَى عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ فِي آخِرِ هٰذَا الْحَدِيثِ **فَظَنَنَّا أَنَّهُ يُرِيدُ بِذٰلِكَ أَنْ يُدْرِكَ النَّاسُ الرَّكْعَةَ الْأُولَىٰ**، وَلِأَبِي دَاوُدَ وَابْنِ خُزَيْمَةَ نَحْوُهُ. كَذَا فِي **شَرْحِ الْمِشْكَاةِ** لِلْأَبْهَرِي

اور یہی تمام نمازوں میں ائمہ کا مذہب ہے، اور ہمارے اصحاب میں سے امام محمد کا مذہب بھی یہی ہے؛ کیونکہ اس حدیث میں **ظہر**، **عصر** اور **فجر** کی صراحت موجود ہے اور دیگر نمازوں کو بھی اسی پر قیاس کیا گیا ہے۔ عبد الرزاق نے معمر سے اس حدیث کے آخر میں روایت کیا ہے کہ (راوی نے کہا): "**ہمارا یہ گمان تھا کہ آپ ﷺ اس (طوالت) سے یہ ارادہ فرماتے تھے کہ لوگ پہلی رکعت پا سکیں**"۔ امام ابو داؤد اور ابن خزیمہ کے ہاں بھی اسی طرح مروی ہے۔ جیسا کہ ابہری کی "**شرح مشکاۃ**" میں مذکور ہے۔

وَعِنْدَهُمَا **مَخْصُوصٌ بِصَلَاةِ الْفَجْرِ** إِعَانَةً لِلنَّاسِ عَلَى إِدْرَاكِ الْجَمَاعَةِ لِأَنَّ الرَّكْعَتَيْنِ اسْتَوَتَا فِي اسْتِحْقَاقِ الْقِرَاءَةِ فَتَسْتَوِيَانِ فِي الْمِقْدَارِ، وَيُسْتَأْنَسُ بِهٰذِهِ الرِّوَايَةِ فِي الْحَدِيثِ الْآخَرِ قَوْلُهُ: **فِي كُلِّ رَكْعَةٍ ثَلَاثِينَ آيَةً بِخِلَافِ الْفَجْرِ فَإِنَّهُ وَقْتُ نَوْمٍ وَغَفْلَةٍ**، وَالْحَدِيثُ مَحْمُولٌ عَلَى الْإِطَالَةِ مِنْ حَيْثُ الثَّنَاءُ وَالتَّعَوُّذُ وَالتَّسْمِيَةِ وَبِمَا دُونَ **ثَلَاثِ آيَاتٍ**، وَقَالَ فِي **الْخُلَاصَةِ: إِنَّ قَوْلَ مُحَمَّدٍ أَحَبُّ**، كَذَا فِي شَرْحِ ابْنِ الْهُمَامِ.

اور **شیخین** (امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف) کے نزدیک یہ عمل **صلاۃِ فجر** کے ساتھ مخصوص ہے تاکہ لوگوں کو جماعت پانے میں مدد مل سکے؛ کیونکہ (اصولی طور پر) دونوں رکعتیں قراءت کے استحقاق میں برابر ہیں، لہٰذا انہیں مقدار میں بھی برابر ہونا چاہیے۔ اس موقف کی تائید دوسری حدیث کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ: "**ہر رکعت میں تیس آیات (پڑھی جائیں)**"؛ **بخلاف فجر کے، کیونکہ وہ نیند اور غفلت کا وقت ہے**۔ اور (ظہر و عصر کی پہلی رکعت میں زیادتی والی) حدیث اس بات پر محمول ہے کہ **ثناء**، **تعوذ اور تسمیہ** کی وجہ سے طوالت ہو جاتی تھی یا پھر ایسی معمولی زیادتی پر جو تین آیات سے کم ہو اور **الخلاصہ** میں ذکر ہے کہ **امام محمد** کا قول (یعنی تمام نمازوں میں پہلی رکعت طویل کرنا) زیادہ پسندیدہ ہے جیسا کہ ابن الہمام کی شرح میں مذکور ہے۔

(7): الْمَوْضِعُ السَّابِعُ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ:

[992] عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: **كُنَّا نَحْزُرُ قِيَامَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ** مِنَ الظُّهْرِ قَدْرَ قِرَاءَةِ **﴿الٓمٓ تَنْزِيلُ السَّجْدَةِ﴾**، وَفِي رِوَايَةٍ: **فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ ثَلَاثِينَ آيَةً**، وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ قَدْرَ النِّصْفِ مِنْ ذٰلِكَ، وَحَزَرْنَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَى قَدْرِ قِيَامِهِ فِي الْأُخْرَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ ذٰلِكَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(7): ساتواں مقام: (فرض نماز کی) آخری دو رکعتوں میں قراءت کے بیان میں:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے **ظہر** اور **عصر** کے قیام کا اندازہ لگایا کرتے تھے۔ ہم نے ظہر کی **پہلی دو رکعتوں** میں آپ ﷺ کے قیام کا اندازہ "**الم تنزیل السجدہ**" (سورہ سجدہ) پڑھنے کی مقدار کے برابر لگایا۔ اور ایک روایت میں ہے: "**ہر رکعت میں تیس آیات کی مقدار کے برابر**"۔ اور ہم نے آخری دو رکعتوں میں آپ ﷺ کے قیام کا اندازہ اس (پہلی دو رکعتوں) کے آدھے کے برابر لگایا۔ اور ہم نے عصر کی پہلی دو رکعتوں کے قیام کا اندازہ ظہر کی آخری دو رکعتوں کے برابر لگایا، اور عصر کی آخری دو رکعتوں کا اندازہ اس کے آدھے کے برابر لگایا۔ اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

وَقَوْلُهُ: قَدْرَ قِرَاءَةِ **﴿الٓمٓ تَنْزِيلُ السَّجْدَةِ﴾** إِمَّا أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ الْقِرَاءَةَ فِي مَجْمُوعِهِمَا هٰذَا الْقَدْرَ أَوْ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ وَيُوَافِقُهُ قَوْلُهُ: وَفِي رِوَايَةٍ: فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ ثَلَاثِينَ آيَةً فَإِنَّ الٓمٓ سَجْدَةَ **تِسْعٌ وَعِشْرُونَ** آيَةً، وَقَوْلُهُ: **وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ** إِلخ، يَدُلُّ عَلَى قِرَاءَةِ السُّورَةِ فِي الْأُخْرَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ بَلْ وَمِنَ الْعَصْرِ أَيْضاً وَلَا يُنَافِي ذٰلِكَ حُكْمَ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ بِجَوَازِ الِاقْتِصَارِ فِي الْأُخْرَيَيْنِ عَلَى الْفَاتِحَةِ، بَلْ عِنْدَنَا لَوْ سَكَتَ أَوْ سَبَّحَ جَازَ.

راوی کا یہ قول کہ "**قَدْرَ قِرَاءَةِ الم تَنْزِيلُ السَّجْدَةِ**" (سورہ سجدہ کی قراءت کی مقدار)، اس سے مراد یا تو دونوں رکعتوں کا مجموعی دورانیہ ہے یا پھر ہر رکعت میں اس قدر قراءت مراد ہے۔ دوسری روایت اس کی تائید کرتی ہے جس میں ہے کہ "**ہر رکعت میں تیس آیات کی مقدار**"، کیونکہ سورہ سجدہ کی کل انتیس (29) آیات ہیں۔ ان کا یہ قول کہ "**ہم نے آپ ﷺ کے قیام کا اندازہ لگایا الخ**"، اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ظہر اور عصر کی

آخری دو رکعتوں میں بھی (فاتحہ کے ساتھ) سورت پڑھی جاتی تھی۔ یہ بات ائمہ اربعہ (چاروں اماموں) کے اس حکم کے منافی نہیں کہ آخری دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پر اکتفا کرنا جائز ہے؛ بلکہ ہمارے (احناف کے) نزدیک تو اگر کوئی خاموش رہے یا تسبیح پڑھے، تب بھی (نماز) جائز ہے۔

وَالْقِرَاءَةُ أَفْضَلُ، وَبِهِ قَالَ النَّخَعِيُّ وَالثَّوْرِيُّ وَسَائِرُ الْكُوفِيِّينَ، وَفِي **الْمُحِيطِ**: لَوْ سَكَتَ عَمْداً يَكُونُ مُسِيئاً لِمُخَالَفَةِ السُّنَّةِ، وَرَوَى الْحَسَنُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّ **الْقِرَاءَةَ فِيمَا بَعْدَ الْأُولَيَيْنِ وَاجِبَةٌ**، وَرَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ شَرِيكٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ السَّبِيعِيِّ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمَا قَالَا: **اقْرَأْ فِي الْأُولَيَيْنِ وَسَبِّحْ فِي الْأُخْرَيَيْنِ**، كَذَا **ذَكَرَ الشُّمُنِّيُّ**، وَقَالَ أَيْضاً: وَ **لَوْ قَرَأَ فِي الْأُخْرَيَيْنِ الْفَاتِحَةَ وَالسُّورَةَ لَا يُسْجَدُ لِلسَّهْوِ وَهُوَ الْأَصَحُّ**؛ لِأَنَّ قِرَاءَةَ الْفَاتِحَةِ وَحْدَهَا فِي الْأُخْرَيَيْنِ سُنَّةٌ لَا وَاجِبَةٌ. وَأَصَحُّ الرِّوَايَتَيْنِ فِي مَذْهَبِ أَحْمَدَ أَنْ لَا يُكْرَهَ قِرَاءَةُ السُّورَةِ فِي الْأُخْرَيَيْنِ؛ لِأَنَّهُ قَدْ جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ زَادَ أَحْيَانًا عَلَى قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فِي الْأُخْرَيَيْنِ لَكِنَّ الْمُسْتَحَبَّ تَرْكُهَا.

اور (آخری دو رکعتوں میں) قراءت کرنا ہی افضل ہے، اور یہی قول امام ابراہیم نخعی، سفیان ثوری اور دیگر تمام کوفی (فقہاء) کا ہے۔ "**المحیط**" میں ذکر ہے کہ: اگر کوئی جان بوجھ کر خاموش رہا تو سنت کی مخالفت کی وجہ سے برا کرنے والا (مسیئ) شمار ہو گا۔ امام حسن بن زیاد نے امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہے کہ **پہلی دو رکعتوں کے بعد والی رکعتوں میں بھی قراءت واجب ہے**۔ ابن ابی شیبہ نے شریک، ابو اسحاق اور پھر حضرت علی و حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ ان دونوں نے فرمایا: "**پہلی دو رکعتوں میں قراءت کرو اور آخری دو میں تسبیح (سبحان اللہ) کہو**"۔ علامہ شُمُنّی نے اسی طرح ذکر کیا ہے، اور یہ بھی فرمایا ہے کہ: **اگر کسی نے آخری دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورت بھی ملالی، تو سجدہ سہو واجب نہیں ہو گا اور یہی صحیح ترین بات ہے**؛ کیونکہ آخری دو رکعتوں میں صرف فاتحہ پڑھنا سنت ہے، واجب نہیں۔ امام احمد کے مذہب کی دو روایتوں میں سے بھی صحیح ترین یہی ہے کہ آخری دو میں سورت ملانا مکروہ نہیں ہے؛ کیونکہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی کبھار آخری دو رکعتوں میں فاتحہ پر زیادتی فرمائی (سورت ملائی)، البتہ مستحب یہی ہے کہ اسے (سورت کو) ترک کر دیا جائے۔

(8): الْمَوْضِعُ الثَّامِنُ فِي الْكَلَامِ فِي تَخْصِيصِ بَعْضِ الصَّلَوَاتِ بِبَعْضِ السُّوَرِ:

الْكَلَامُ فِي تَخْصِيصِ بَعْضِ الصَّلَوَاتِ بِبَعْضِ السُّوَرِ كَفَجْرِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ بِـ﴿**الٓمٓ ۝ تَنْزِيلُ**﴾ السَّجْدَةِ وَ﴿**هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ**﴾، وَكَصَلَاةِ الْجُمُعَةِ **بِسُورَةِ الْجُمُعَةِ** وَ﴿**إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ**﴾، وَسُنَّةِ الْفَجْرِ بِـ﴿**قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ**﴾ وَ﴿**قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ**﴾، وَكَذَا فَرِيضَةِ الْمَغْرِبِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ وَكَذَا صَلَاةِ الْفَجْرِ فِي الْفَجْرِ **بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ** وَصَلَاةِ الْجُمُعَةِ وَالْعِيدِ بِـ﴿**سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى**﴾ وَ﴿**هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ**﴾ وَأَمْثَالِ ذٰلِكَ مِمَّا وَقَعَ فِي الْحَدِيثِ، **فَالْحَنَفِيَّةُ** لَا يُوَقِّتُونَ شَيْئًا مِنَ الصَّلَاةِ بِسُورَةٍ مُعَيَّنَةٍ، وَقَدْ ذُكِرَ فِي كُتُبِنَا أَنْ لَا يُوَقَّتَ بِشَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ مِنَ الصَّلَاةِ لِدَفْعِ إِيهَامِ التَّفْضِيلِ وَهَجْرِ الْبَاقِي، وَمِثْلُهُ بِتَعْيِينِ **سُورَةِ الٓمٓ السَّجْدَةِ** وَ﴿**هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ**﴾ لِفَجْرِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَتَعْيِينِ **سُورَةِ الْجُمُعَةِ وَالْمُنَافِقِينَ [لِصَلَاةِ الْجُمُعَةِ]**،

(8): آٹھواں مقام: بعض نمازوں کے لیے بعض سورتوں کو مخصوص کرنے کے بیان میں:

بعض نمازوں کے لیے خاص سورتوں کی تخصیص کرنا، جیسے جمعہ کے دن **فجر** کی نماز میں "**الم تنزیل السجدہ**" اور "**ھل اتی علی الانسان**" پڑھنا، **نمازِ جمعہ** میں "**سورہ جمعہ**" اور "**سورہ منافقون**" پڑھنا، **فجر کی سنتوں** میں "**قل یا ایھا الکافرون**" اور "**قل ھو اللہ احد**" پڑھنا، اور اسی طرح **شبِ جمعہ کی مغرب** میں، یا سفر میں **فجر** کی نماز میں "**معوذتین**" (سورہ فلق سورہ ناس) پڑھنا، اور **جمعہ و عیدین کی نمازوں** میں "**سبح اسم ربك الاعلى**" اور

"**هل اتاك حديث الغاشيه**" پڑھنا؛ یہ سب اور اس جیسی دیگر مثالیں احادیث میں آئی ہیں۔ چنانچہ **احناف** کسی بھی نماز کے لیے کسی مخصوص سورت کا وقت مقرر (لازم) نہیں کرتے۔ ہماری (احناف کی) کتب میں ذکر کیا گیا ہے کہ کسی بھی نماز کے لیے قرآن کے کسی حصے کو اس طرح متعین نہ کیا جائے کہ (عام لوگوں میں) دیگر سورتوں پر اس کی فضیلت کا وہم پیدا ہو جائے یا باقی قرآن کو چھوڑ دینے کا تصور پیدا ہو۔ اسی طرح جمعہ کی فجر کے لیے "**سورۃ سجدہ**" اور "**سورۃ دھر(الانسان)** کو، یا نمازِ جمعہ کے لیے "**سورۃ جمعہ**" اور "**سورۃ منافقین**" کو متعین کر لینا (احناف کے نزدیک لزوم کے درجے میں نہیں ہے)۔

وَنَقَلَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ مِنَ الطَّحَاوِيِّ وَالْإِسْبِيجَابِيِّ: أَنَّ هٰذَا إِذَا رَآهُ حَتْمًا يُكْرَهُ غَيْرُهُ، أَمَّا لَوْ قَرَأَ لِلتَّيَسُّرِ عَلَيْهِ أَوْ تَبَرُّكًا بِقِرَاءَتِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا كَرَاهَةَ لَكِنْ بِشَرْطِ أَنْ يَقْرَأَ غَيْرَهُمَا أَحْيَانًا لِئَلَّا يَظُنَّ الْجَاهِلُ أَنَّ غَيْرَهُمَا لَا يَجُوزُ، وَلَا تَحْرِيرَ فِي هٰذِهِ الْعِبَارَةِ بَعْدَ الْعِلْمِ بِأَنَّ الْكَلَامَ فِي الْمُدَاوَمَةِ، وَالْحَقُّ أَنَّ الْمُدَاوَمَةَ مُطْلَقًا مَكْرُوهَةٌ سَوَاءٌ رَآهُ حَتْمًا يُكْرَهُ غَيْرُهُ أَوْ لَا، لِأَنَّ دَلِيلَ الْكَرَاهَةِ لَا يَنْفَصِلُ وَهُوَ إِيهَامُ التَّفْضِيلِ وَهَجْرُ الْبَاقِي لَكِنَّ الْهِجْرَانَ إِنَّمَا يَلْزَمُ لَوْ لَمْ يَقْرَأِ الْبَاقِيَ فِي صَلَاةٍ أُخْرَى، فَالْحَقُّ أَنَّهُ إِيهَامُ التَّعْيِينِ، ثُمَّ مُقْتَضَى الدَّلِيلِ عَدَمُ الْمُدَاوَمَةِ لَا مُدَاوَمَةُ الْعَدَمِ كَمَا يَفْعَلُهُ حَنَفِيَّةُ الْعَصْرِ بَلْ يُسْتَحَبُّ أَنْ يَقْرَأَ بِذٰلِكَ أَحْيَانًا تَبَرُّكًا بِالْمَأْثُورِ؛ فَإِنَّ لُزُومَ الْإِيهَامِ يَنْتَفِي بِالتَّرْكِ أَحْيَانًا، وَلِذٰلِكَ قَالُوا: السُّنَّةُ أَنْ يَقْرَأَ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ بِـ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾. وَظَاهِرُ هٰذَا إِفَادَةُ الْمُوَاظَبَةِ عَلَى ذٰلِكَ. وَذٰلِكَ لِأَنَّ الْإِيهَامَ الْمَذْكُورَ مُنْتَفٍ بِالنِّسْبَةِ إِلَى الْمُصَلِّي نَفْسِهِ. انْتَهَى كَلَامُ الشَّيْخِ.

شیخ ابن الہمام نے امام طحاوی اور اسبیجابی سے نقل کیا ہے کہ: (مخصوص سورتوں کی) یہ کراہت تب ہے جب کوئی اسے "**لازم**" (حتمی) سمجھے اور اس کے علاوہ پڑھنے کو برا سمجھے۔ لیکن اگر کوئی اپنی آسانی کے لیے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت سے برکت حاصل کرنے کے لیے پڑھے تو کوئی کراہت نہیں، مگر شرط یہ ہے کہ کبھی کبھار ان کے علاوہ بھی پڑھے تاکہ جاہل (ناواقف) یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ ان کے سوا کچھ اور جائز ہی نہیں۔ اس عبارت میں مزید تحقیق کی ضرورت نہیں جب یہ معلوم ہو جائے کہ بحث "**مداومت**" (ہمیشہ ایک ہی سورت پڑھنے) میں ہے۔ اور حق بات یہ ہے کہ **مداومت** (ہمیشگی) **مطلقاً مکروہ** ہے، چاہے اسے لازم سمجھے یا نہ سمجھے؛ کیونکہ کراہت کی دلیل (یعنی دوسری سورتوں پر برتری کا وہم پیدا ہونا اور باقی قرآن کا ترک ہو جانا) برقرار رہتی ہے۔ البتہ ترک (ہجران) تب لازم آئے گا جب وہ باقی قرآن کسی اور نماز میں بھی نہ پڑھے۔ پس درست بات یہ ہے کہ (ہمیشہ ایک ہی سورت پڑھنا) "**تعین کا وہم**" پیدا کرتا ہے۔ پھر دلیل کا تقاضا تو یہ ہے کہ "**ہمیشہ**" نہ پڑھا جائے، نہ یہ کہ "**ہمیشہ ہی نہ پڑھا جائے**" (یعنی سرے سے ترک کر دیا جائے) جیسا کہ آج کل کے احناف کرتے ہیں۔ بلکہ مستحب یہ ہے کہ منقولہ سورتوں کو کبھی کبھار برکت کے لیے پڑھا جائے؛ کیونکہ (تعین کا) وہم کبھی کبھار چھوڑ دینے سے ختم ہو جاتا ہے۔ اسی لیے علماء نے فرمایا ہے کہ: **فجر کی دو رکعت (سنتوں)** میں "**قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ**" اور "**قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ**" پڑھنا سنت ہے۔ اور اس کا ظاہر اس پر ہمیشگی کا فائدہ دیتا ہے، کیونکہ یہ وہم خود نماز پڑھنے والے کے حق میں ختم ہو چکا ہوتا ہے۔ (شیخ کا کلام ختم ہوا)

قَالَ الْعَبْدُ الضَّعِيفُ أَصْلَحَهُ اللهُ شَأْنَهُ وَصَانَهُ عَمَّا شَانَهُ: لَا شَكَّ أَنَّ الْإِيهَامَ الْمَذْكُورَ مُنْتَفٍ بِالنِّسْبَةِ إِلَى الْمُصَلِّي نَفْسِهِ وَلٰكِنْ بِالنِّسْبَةِ إِلَى الْغَيْرِ بَاقٍ وَلٰكِنَّهُ فِيمَا كَانَ مَأْثُورًا وَصَحَّتْ رِوَايَتُهُ عَنِ الشَّارِعِ غَيْرُ مُعْتَبَرٍ، فَالْكَلَامُ فِي الصِّحَّةِ وَبَعْدَ الصِّحَّةِ لَا مَجَالَ لِلتَّوَقُّفِ، فَالْحَقُّ أَنَّ هٰذَا الْعَمَلَ لَمْ يَثْبُتْ عِنْدَ الْحَنَفِيَّةِ دَوَامُهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَقْرَأَ أَحْيَانًا بَلْ كَانَ أَفْضَلَ. وَاللهُ أَعْلَمُ.

بندہِ ضعیف (مصنف) اللہ تعالیٰ ان کے حال کی اصلاح فرمائے اور انہیں عیوب سے بچائے — کہتے ہیں: اس میں کوئی شک نہیں کہ مذکورہ وہم (کہ یہ سورتیں لازم ہیں) خود نماز پڑھنے والے کے حق میں تو ختم ہو جاتا ہے، لیکن دوسروں کے حق میں یہ وہم باقی رہتا ہے۔ تاہم، جو عمل منقول (ماثور) ہو اور شارع علیہ السلام سے اس کی روایت صحیح ثابت ہو، وہاں (غیروں کے) اس وہم کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ پس اصل بحث روایت کی صحت میں ہے، اور صحتِ روایت کے بعد توقف (رکنے) کی کوئی گنجائش نہیں۔ چنانچہ حق بات یہ ہے کہ **احناف** کے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے ان سورتوں پر ہیشگی (دوام) ثابت نہیں ہے، لہذا کبھی کبھار انہیں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ (سنت کی اتباع میں) ایسا کرنا افضل ہے اور اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے۔

وَحَدِيثُ قِرَاءَةِ ﴿الٓمٓ ۝ تَنْزِيلُ﴾ السَّجْدَةِ وَ﴿هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنْسَانِ﴾ فِي يَوْمِ فَجْرِ الْجُمُعَةِ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَالْتَزَمَهُ الشَّافِعِيَّةُ وَوَاظَبُوا عَلَيْهِ، وَعَلَيْهِ عَمَلُهُمْ فِي الْحَرَمَيْنِ الشَّرِيفَيْنِ وَغَيْرِهِمَا عَلَىٰ سَبِيلِ الدَّوَامِ، وَذَكَرَ صَاحِبُ **سِفْرِ السَّعَادَةِ** سَبَبَ تَخْصِيصِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ بِهَاتَيْنِ السُّورَتَيْنِ أَنَّهُمَا مُشْتَمِلَتَانِ عَلَىٰ ذِكْرِ الْمَبْدَأِ وَالْمَعَادِ، وَدُخُولِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَهٰذِهِ الْمَعَانِي تَكُونُ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ، وَالْقِيَامَةُ تَقُومُ فِيهِ كَمَا كَانَ يَقْرَأُ فِي الْمَحَافِلِ وَالْمَجَامِعِ الْعَظِيمَةِ **سُورَةَ ق وَاقْتَرَبَتْ** وَأَمْثَالَهَا، هٰكَذَا قَالَ.

جمعہ کے دن فجر کی نماز میں "**سورہ سجدہ**" اور "**سورہ دھر**" (**الانسان**) پڑھنے کی حدیث کو امام بخاری اور مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اور امام نسائی، ابوداؤد اور ترمذی نے اسے حضرت ابن عباس رَضِیَ اللهُ عَنهُما سے نقل کیا ہے۔ **شوافع** نے اس عمل کو لازم پکڑا ہے اور وہ اس پر ہیشگی کرتے ہیں، اور حرمین شریفین اور دیگر جگہوں پر ان کا عمل اسی پر دائمی طور پر ہے۔ صاحبِ "**سفر السعادت**" نے جمعہ کے دن ان دو سورتوں کی تخصیص کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ یہ دونوں سورتیں کائنات کے آغاز وانجام (مبدأ ومعاد) اور جنت و دوزخ کے تذکرے پر مشتمل ہیں، اور یہ مضامین یومِ جمعہ (کی اہمیت) کے موافق ہیں، کیونکہ قیامت اسی دن قائم ہو گی۔ جیسا کہ آپ ﷺ بڑے بڑے اجتماعات اور محافل میں سورہ "**ق**" اور "**سورہ قمر**" (اقتربت) وغیرہ کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ انہوں نے اسی طرح بیان کیا ہے۔

وَلَا يَذْهَبُ عَلَيْكَ أَنَّ كَثِيرًا مِنَ السُّوَرِ الْقُرْآنِيَّةِ مُشْتَمِلَةٌ عَلَىٰ هٰذِهِ الْمَعَانِي، وَلَا يَخْتَصُّ بِهَاتَيْنِ السُّورَتَيْنِ اللَّهُمَّ إِلَّا أَنْ يُدَّعَىٰ أَنَّ فِيهِمَا أَكْثَرَ وَأَوْفَرَ، وَيَلُوحُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ أَنَّ قِرَاءَةَ هَاتَيْنِ السُّورَتَيْنِ لَمْ تَكُنْ دَائِمَةً إِلَّا فِي مَقَامِ التَّذْكِيرِ وَالْإِنْذَارِ كَسُورَةِ **ق وَاقْتَرَبَتْ** فِيهِمَا عَلَىٰ أَنَّكَ عَرَفْتَ أَنَّ كَلِمَةَ **كَانَ** فِي أَمْثَالِ هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ **لَيْسَتْ لِلِاسْتِمْرَارِ**. وَاللهُ أَعْلَمُ.

لیکن آپ پر یہ بات مخفی نہ رہے کہ قرآن کریم کی بہت سی سورتیں ان مضامین (جنت، دوزخ اور قیامت) پر مشتمل ہیں، اور یہ صرف ان دو سورتوں کے ساتھ خاص نہیں ہیں۔ ہاں، مگر یہ دعویٰ کیا جائے کہ ان دو سورتوں میں یہ مضامین زیادہ کثرت اور وضاحت کے ساتھ ہیں۔ اس پہلو سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان سورتوں کی قراءت مستقل اور دائمی نہیں تھی، بلکہ تذکیر (نصیحت) اور ڈرانے کے مقام پر تھی جیسے سورہ "**ق**" اور "**سورہ قمر**" کے بارے میں ہے۔ علاوہ ازیں، آپ جان چکے ہیں کہ اس طرح کی احادیث میں لفظ "**کَانَ**" (کرتے تھے) ہمیشہ **ہیشگی** اور **استمرار** کے لیے نہیں ہوتا۔ اور اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے۔

(9): التَّاسِعُ فِي جَوَابِ الْآيَاتِ:

مَثَلًا إِذَا قَرَأَ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ قَالَ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى، وَإِذَا قَرَأَ: ﴿أَلَيْسَ اللهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ﴾ قَالَ: بَلَى وَأَنَا عَلَى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ، وَأَمْثَالُ ذٰلِكَ مِمَّا ذَكَرُوهُ فِي الْأَحَادِيثِ حَمَلَهُ الشَّافِعِيَّةُ عَلَى حَالِ الصَّلَاةِ أَوْ أَعَمَّ مِنْهَا فَجَوَّزُوهُ فِي الصَّلَاةِ وَغَيْرِهَا، وَعِنْدَنَا وَكَذَا عِنْدَ الْمَالِكِيَّةِ هُوَ مَحْمُولٌ عَلَى غَيْرِ الصَّلَاةِ.

(9): نواں مقام: آیات کا جواب دینے کے بیان میں:

مثلاً جب (قاری) ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ پڑھے تو کہے: "**سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى**"، اور جب ﴿**أَلَيْسَ اللهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ**﴾ پڑھے تو کہے: "**بَلَى وَأَنَا عَلَى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ**" (کیوں نہیں، اور میں اس پر گواہوں میں سے ہوں)۔ اس طرح کی دیگر مثالیں جو احادیث میں ذکر کی گئی ہیں، شوافع نے انہیں نماز کی حالت پر یا عام حالات (نماز اور غیر نماز دونوں) پر محمول کیا ہے، چنانچہ وہ نماز کے اندر اور باہر دونوں جگہ اسے جائز قرار دیتے ہیں۔ جبکہ ہمارے **(احناف) اور مالکیہ** کے نزدیک یہ حکم نماز کے علاوہ (غیر نماز) پر محمول ہے۔

قَالَ التُّورِبِشْتِيُّ: يُحْمَلُ عِنْدَنَا أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي غَيْرِ الصَّلَاةِ وَمِنْ جُمْلَةِ الْمَحْظُورِ فِيهِ أَنَّهُ رُبَّمَا يَظُنُّ الْجَاهِلُ أَنَّهُ مِنَ الْقُرْآنِ وَلَوْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعِلًا ذٰلِكَ فِي الصَّلَاةِ لَبَيَّنَهُ الرَّاوِي، وَنَقَلَ غَيْرُهُ مِنَ الصَّحَابَةِ لِشِدَّةِ حِرْصِهِمْ عَلَى الْأَخْذِ مِنْهُ وَالتَّبْلِيغِ عَنْهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَوْ زَعَمَ زَاعِمٌ أَنَّهُ فِي الصَّلَاةِ ذَهَابًا إِلَى ظَاهِرِ الْحَدِيثِ، قُلْنَا: يُحْمَلُ ذٰلِكَ عَلَى غَيْرِ الْفَرَائِضِ عَلَى مَا فِي حَدِيثِ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَمَّا حَدَّثَ صَلَاتَهُ بِاللَّيْلِ، وَمَا أَتَى عَلَى آيَةِ رَحْمَةٍ إِلَّا وَقَفَ وَسَأَلَهُ، وَمَا أَتَى عَلَى آيَةِ عَذَابٍ إِلَّا وَقَفَ وَتَعَوَّذَ، وَلَمْ يَنْقُلْ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ فِيمَا جَهَرَ بِهِ مِنَ الْفَرَائِضِ مَعَ كَثْرَةِ مَنْ حَضَرَهَا وَاللهُ أَعْلَمُ.

علامہ تورپشتی فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک اس (آیات کے جواب) کو نماز کے علاوہ قراءت پر محمول کیا جائے گا۔ اس کے نماز میں ممنوع ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ شاید کوئی جاہل (ناواقف) یہ گمان کر بیٹھے کہ یہ (جوابی کلمات) بھی قرآن ہی کا حصہ ہیں۔ اگر نبی کریم ﷺ نماز کے اندر ایسا کرتے تو راوی اسے ضرور بیان کرتے اور دیگر صحابہ بھی اسے نقل کرتے، کیونکہ وہ آپ ﷺ سے (دین) سیکھنے اور اسے آگے پہنچانے کے بہت حریص تھے۔ اگر کوئی شخص حدیث کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے یہ دعویٰ کرے کہ یہ نماز کے اندر تھا، تو ہم کہیں گے: اسے فرائض کے علاوہ (نوافل) پر محمول کیا جائے گا۔ جیسا کہ حضرت حذیفہ کی حدیث میں ہے جب انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ رات کی نماز (تہجد) کا تذکرہ کیا کہ: "**آپ ﷺ جب بھی کسی رحمت والی آیت پر پہنچتے تو ٹھہر کر سوال فرماتے، اور جب کسی عذاب والی آیت پر پہنچتے تو ٹھہر کر پناہ مانگتے**"۔ لیکن ایسی کوئی بات ان فرائض سے منقول نہیں جن میں آپ ﷺ جہر (بلند آواز سے قراءت) فرماتے تھے، باوجود اس کے کہ ان میں حاضرین کی تعداد بہت زیادہ ہوتی تھی۔ اور اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے۔

اعْلَمْ أَنَّهُ قَدْ ذُكِرَ فِي **الْمِشْكَاةِ** فِي هٰذَا الْبَابِ حَدِيثُ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَذُكِرَ فِيهِ قِصَّةُ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَأْتِي فَيَؤُمُّ قَوْمَهُ وَيَفْتَتِحُ بِسُورَةِ **الْبَقَرَةِ**. الْحَدِيثُ بِمُنَاسَبَةِ الْقِرَاءَةِ، وَهٰذَا الْحَدِيثُ مِمَّا تَمَسَّكَ بِهِ الشَّافِعِيُّ فِي جَوَازِ اقْتِدَاءِ الْمُفْتَرِضِ بِالْمُتَنَفِّلِ، فَكَانَ الْأَنْسَبُ أَنْ يُذْكَرَ فِي أَبْوَابِ الْإِمَامَةِ وَمَا عَلَى الْإِمَامِ مِنْ رِعَايَةِ حَالَةِ الْمَأْمُومِينَ وَضَعْفِهِمْ، وَقَدْ ذُكِرَ فِي بَابِ: مَنْ

صَلَّى صَلَاةً مَرَّتَيْنِ طَرَفًا مِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ مِنْ غَيْرِ ذِكْرِ الْقِصَّةِ الَّتِي ذُكِرَتْ هَاهُنَا، وَنَحْنُ رَأَيْنَا ذِكْرَ هٰذَا الْحَدِيثِ فِي بَابِ الْإِمَامَةِ فِي رِعَايَةِ الْإِمَامِ التَّخْفِيفَ أَنْسَبُ، فَنَذْكُرُهُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ وَمَا تَيَسَّرَ مِنَ الْكَلَامِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ الْمَلِكُ الْعَلَّامُ.

جان لیجئے کہ **"مشکاۃ"** میں اس باب کے تحت حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی گئی ہے، جس میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا قصہ بیان ہوا ہے کہ وہ پہلے نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، پھر اپنی قوم کے پاس آکر انہیں نماز پڑھاتے اور (قراءت میں) **"سورہ بقرہ"** شروع کر دیتے تھے۔ یہ حدیث قراءت کی مناسبت سے یہاں لائی گئی ہے۔ یہ وہ حدیث ہے جس سے امام شافعی نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ فرض پڑھنے والا نفل پڑھنے والے کے پیچھے اقتدا کر سکتا ہے (کیونکہ حضرت معاذ کی اپنی نماز نفل ہوتی تھی)۔ چنانچہ زیادہ مناسب یہ تھا کہ اسے امامت کے ابواب میں ذکر کیا جاتا، جہاں امام کی ذمہ داری ہے کہ وہ مقتدیوں کے حال اور ان کی کمزوری کا خیال رکھے۔ "مشکاۃ" کے ایک اور باب (جس نے دوبار نماز پڑھی) میں بھی اس حدیث کا ایک حصہ بغیر قصے کے ذکر ہوا ہے۔ ہمارے نزدیک اس حدیث کو **"باب الامامت"** میں امام کی طرف سے تخفیف (نماز مختصر کرنے) کی رعایت کے تحت ذکر کرنا زیادہ موزوں ہے، لہٰذا ہم اسے وہیں ان شاء اللہ تعالیٰ ذکر کریں گے اور جتنا ممکن ہوا اس پر کلام بھی کریں گے۔ ان شاء اللہ الملك العلام۔

جامعہ امام غزالی فیصل آباد

چوتھا باب

باب الرکوع و السجود

جامعہ امام غزالی فیصل آباد

4۔اہم موقفات:باب الرکوع والسجود

1. سجدے میں جانے کا طریقہ:

نماز میں سجدے کے لیے جاتے وقت پہلے گھٹنے یا پہلے ہاتھ ؟

1. پہلا قول: پہلے گھٹنے پھر ہاتھ رکھنا

موقف: امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد رحمهم الله کا مشہور قول یہی ہے۔

دلیل: حدیثِ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ

2. دوسرا قول: پہلے ہاتھ پھر گھٹنے رکھنا

موقف: امام مالک، اوزاعی اور امام احمد سے ایک روایت کے مطابق یہی ہے۔

دلیل: حدیثِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

2. پیشانی اور ناک کے بارے میں ائمہ کا موقف:

1. **احناف کا موقف:** پیشانی لگانا فرض ہے۔ ناک لگانا سنت مؤکدہ ہے۔ ناک نہ لگے تو بھی سجدہ ہو جائے گا لیکن مکروہ تحریمی ہے۔
2. **مالکیہ کا موقف:** پیشانی لگانا فرض ہے۔ ناک لگانا سنت مؤکدہ ہے۔ ناک نہ لگے تو بھی سجدہ ہو جائے گا لیکن مکروہ تحریمی ہے۔
3. **شوافع کا موقف:** پیشانی لگانا فرض ہے۔ ناک لگانا بھی فرض ہے۔ اگر ناک نہ لگے تو سجدہ نہیں ہو گا۔
4. **حنابلہ کا موقف:** پیشانی لگانا فرض ہے۔ ناک لگانا بھی فرض ہے۔ اگر ناک نہ لگے تو سجدہ نہیں ہو گا۔

3. پگڑی کی گولائی یا کپڑے پر سجدہ:

1. **احناف کا موقف:** جائز ہے، سجدہ ہو جائے گا
2. **مالکیہ کا موقف:** مکروہ ہے، لیکن سجدہ ہو جائے گا
3. **شوافع کا موقف:** ناجائز ہے، سجدہ نہیں ہو گا
4. **حنابلہ کا موقف:** ناجائز ہے، سجدہ نہیں ہو گا

4. جلسۂ استراحت کا بیان:

جلسۂ استراحت: دوسری رکعت کے سجدے کے بعد کھڑے ہونے سے پہلے تھوڑی دیر سیدھا بیٹھ جانا۔

1. **شوافع کا موقف:** سنت مؤکدہ ہے
2. **حنابلہ کا موقف:** ان سے دو روایات ہیں **1۔ جلسۂ استراحت نہیں ہے۔ 2۔ جلسۂ استراحت ہے**
3. **احناف کا موقف:** جائز نہیں

دلیل: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی عمل نہیں تھا۔ یہ بڑھاپے یا کمزوری کی وجہ سے تھا۔ بلاوجہ کرنا مکروہ ہے۔

4. مالکیہ کا موقف: مکروہ ہے

خلاصہ: شوافع + حنابلہ: کرنا مستحب / سنت ہے

احناف + مالکیہ: نہ کرنا بہتر ہے

بَابُ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

[993] عَنْ سَالِمٍ الْبَرَّادِ أَتَيْنَا أَبَا مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقُلْتُ: حَدِّثْنَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ بَيْنَ أَيْدِينَا فَكَبَّرَ فَلَمَّا رَكَعَ وَضَعَ رَاحَتَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَجَعَلَ أَصَابِعَهُ أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ وَجَافَى بِمِرْفَقَيْهِ حَتَّى اسْتَوَى كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ: **سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ**، فَقَامَ حَتَّى اسْتَوَى كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ. أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

سالم براد سے روایت ہے، ہم ابو مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو میں نے کہا: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں بتایئے۔ تو وہ ہمارے سامنے کھڑے ہو گئے اور تکبیر کہی۔ پھر جب رکوع کیا تو اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھیں اور اپنی انگلیاں اس سے نیچے کر لیں، اور اپنی کہنیوں کو پہلوؤں سے دور رکھا یہاں تک کہ ان کا ہر عضو برابر ہو گیا۔ پھر انہوں نے کہا: "**سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ**" اور کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ ان کا ہر عضو برابر ہو گیا۔ اسے ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

[994] وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نَهَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ وَأَنَا رَاكِعٌ أَوْ سَاجِدٌ وَلَا أَقُولُ: نَهَاكُمْ. أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَمُسْلِمٌ. وَفِي أُخْرَى: نَهَانِي حِبِيبِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقْرَأَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا، وَفِي أُخْرَى: نَهَانِي أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ وَأَنَا رَاكِعٌ وَلَمْ يَذْكُرِ السُّجُودَ.

ترجمہ: ٭ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس بات سے منع فرمایا کہ میں رکوع یا سجدے کی حالت میں قرآن پڑھوں۔ اور میں یہ نہیں کہتا کہ: "**تمہیں منع فرمایا**"۔ اسے ابو داؤد، نسائی اور مسلم نے روایت کیا ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے: میرے محبوب ﷺ نے مجھے رکوع یا سجدے کی حالت میں قرآن پڑھنے سے منع فرمایا۔ اور ایک اور روایت میں ہے: آپ ﷺ نے مجھے رکوع کی حالت میں قرآن پڑھنے سے منع فرمایا، اور سجدے کا ذکر نہیں کیا۔

[995] وَعَنْ حَرْمَلَةَ مَوْلَى أُسَامَةَ أَنَّ الْحَجَّاجَ بْنَ [أَيْمَنَ بْنِ] أُمِّ أَيْمَنَ - وَكَانَ أَخَا أُسَامَةَ لِأُمِّهِ - رَآهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا **لَا يُتِمُّ رُكُوعَهُ**، فَقَالَ: **أَعِدْ**. وَفِي رِوَايَةٍ: فَلَمَّا وَلَّى قَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَنْ هٰذَا قُلْتُ: الْحَجَّاجُ بْنُ [أَيْمَنَ بْنِ] أُمِّ أَيْمَنَ قَالَ: لَوْ رَأَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا لَأَحَبَّهُ. أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت اسامہ کے آزاد کردہ غلام حرملہ سے روایت ہے کہ حجاج بن [ایمن بن] ام ایمن - جو اپنی ماں کی طرف سے اسامہ کے بھائی تھے - کو حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا نے دیکھا کہ وہ **اپنا رکوع پورا نہیں کر رہے تھے**، تو فرمایا: "**دوبارہ کرو**"۔ اور ایک روایت میں ہے: جب وہ چلے گئے تو ابن عمر نے پوچھا: یہ کون تھا؟ میں نے کہا: حجاج بن [ایمن بن] ام ایمن۔ تو فرمایا: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے دیکھتے تو اس سے محبت فرماتے۔ اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

[996] وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنِّي لَا آلُو [أَنْ] أُصَلِّيَ بِكُمْ كَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِنَا، وَقَالَ ثَابِتٌ: وَكَانَ أَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَصْنَعُ شَيْئًا لَا أَرَاكُمْ تَصْنَعُونَهُ، كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ انْتَصَبَ قَائِمًا حَتَّى يَقُولَ الْقَائِلُ: قَدْ نَسِيَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ مَكَثَ حَتَّى يَقُولَ الْقَائِلُ: قَدْ نَسِيَ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میں اس میں کوئی کمی نہیں کرتا کہ تمہیں اس طرح نماز پڑھاؤں جیسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیں نماز پڑھاتے دیکھا۔ ثابت رحمہ اللہ کہتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ ایک ایسا عمل کرتے تھے جو میں تمہیں کرتے نہیں دیکھتا۔ وہ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اتنی دیر سیدھے کھڑے رہتے کہ کہنے والا کہتا: یہ بھول گئے ہیں، اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تو اتنی دیر بیٹھے رہتے کہ کہنے والا کہتا: یہ بھول گئے ہیں۔

وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ: وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ. أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ، وَفِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ: قَالَ: مَا صَلَّيْتُ خَلْفَ رَجُلٍ أَوْجَزَ صَلَاةً مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَمَامٍ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» قَامَ حَتَّى نَقُولَ: أَوْهَمَ، ثُمَّ يُكَبِّرُ وَيَسْجُدُ وَكَانَ يَقْعُدُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتَّى نَقُولَ: قَدْ أَوْهَمَ.

اور ایک روایت میں ہے: فرمایا: اور جب وہ دو سجدوں کے درمیان سر اٹھاتے۔ اسے بخاری، مسلم اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔ اور ابو داؤد کی روایت میں ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مکمل ہونے کے باوجود مختصر نماز کسی شخص کے پیچھے نہیں پڑھی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» کہتے تو اتنی دیر کھڑے رہتے کہ ہم کہتے: آپ بھول گئے ہیں، پھر تکبیر کہتے اور سجدہ کرتے۔ اور آپ دو سجدوں کے درمیان اتنی دیر بیٹھتے کہ ہم کہتے: آپ بھول گئے ہیں۔

[997] وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَقِيمُوا الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ فَوَاللهِ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِي - أَوْ قَالَ: مِنْ بَعْدِ ظَهْرِي - إِذَا رَكَعْتُمْ وَسَجَدْتُمْ». أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَالنَّسَائِيُّ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «رکوع اور سجدے کو پورا کیا کرو، کیونکہ اللہ کی قسم! میں تمہیں اپنے پیچھے سے - یا فرمایا: اپنی پیٹھ کے پیچھے سے - دیکھتا ہوں جب تم رکوع اور سجدہ کرتے ہو»۔ اسے بخاری، مسلم اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

[998] وَعَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَذَاكَ فِي غَيْرِ حِينِ صَلَاةٍ فَقَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَكَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَامَ هُنَيَّةً. ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ هُنَيَّةً. أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں نہ بتاؤں؟ راوی کہتے ہیں: اور یہ نماز کے وقت کے علاوہ تھا۔ تو وہ کھڑے ہوئے، پھر رکوع کیا اور تکبیر کہی، پھر اپنا سر اٹھایا اور تھوڑی دیر کھڑے رہے۔ پھر سجدہ کیا، پھر اپنا سر اٹھایا اور تھوڑی دیر بیٹھے رہے۔ اسے بخاری، ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

[999] وَعَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْبَهَ صَلَاةً بِصَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هٰذَا الْفَتَى - يَعْنِي: عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ - قَالَ: فَحَزَرْنَا رُكُوعَهُ عَشْرَ تَسْبِيحَاتٍ وَسُجُودَهُ عَشْرَ تَسْبِيحَاتٍ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

ابن جبیر سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے اس نوجوان -**یعنی عمر بن عبد العزیز**- کی نماز سے زیادہ مشابہ ہو۔ راوی کہتے ہیں: تو ہم نے اندازہ لگایا کہ ان کا رکوع دس تسبیحات کے برابر تھا اور ان کا سجدہ دس تسبیحات کے برابر تھا۔ اسے ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

[1000] وَعَنِ السَّعْدِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَوْ عَمِّهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَمَقْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاتِهِ، فَكَانَ يَتَمَكَّنُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ قَدْرَ مَا يَقُولُ: **سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ ثَلَاثًا**. أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ.

سعدی اپنے والد یا چچا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی نماز میں غور سے دیکھا، تو آپ اپنے رکوع اور سجدے میں اتنی دیر ٹھہرتے تھے جتنی دیر میں **سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ** تین بار کہا جاسکے۔ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

[1001] وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ رُكُوعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُجُودُهُ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ مَا خَلَا الْقِيَامَ وَالْقُعُودَ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ. كَذَا فِي **الْمِشْكَاةِ**. وَقَالَ فِي **جَامِعِ الْأُصُولِ**: وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: رَمَقْتُ الصَّلَاةَ مَعَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُ قِيَامَهُ فَرَكْعَتَهُ، فَاعْتِدَالَهُ بَعْدَ رُكُوعِهِ فَسَجْدَتَهُ، فَجَلْسَتَهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ فَسَجْدَتَهُ وَجَلْسَتَهُ مَا بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالِانْصِرَافِ قَرِيبًا مِنْ سَوَاءٍ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع، آپ کا سجدہ، دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا، اور جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تو قیام اور قعود کے علاوہ تقریباً برابر ہوتے تھے۔ یہ "**مشکاۃ**" میں اسی طرح ہے۔ اور "**جامع الاصول**" میں ہے کہ ایک روایت میں حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز کو غور سے دیکھا، تو میں نے پایا کہ آپ کا قیام، پھر آپ کا رکوع، پھر رکوع کے بعد آپ کا اعتدال، پھر آپ کا سجدہ، پھر دو سجدوں کے درمیان آپ کا جلسہ، پھر آپ کا سجدہ، اور سلام اور نماز سے فارغ ہونے کے درمیان آپ کا بیٹھنا، تقریباً برابر تھا۔

[1002] وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَىٰ فَقَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيَامُهُ وَرُكُوعُهُ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَسُجُودُهُ وَمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ. هٰذِهِ رِوَايَةُ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ.

عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز، آپ کا قیام، آپ کا رکوع، اور جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے، اور آپ کا سجدہ، اور دو سجدوں کے درمیان، تقریباً برابر ہوتے تھے۔ یہ بخاری اور مسلم کی روایت ہے۔

وَفِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ: رَمَقْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةٍ فَوَجَدْتُ قِيَامَهُ كَرَكْعَتِهِ وَسَجْدَتِهِ وَاعْتِدَالَهُ فِي الرَّكْعَةِ كَسَجْدَتِهِ وَجَلْسَتَهُ مَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَجَلْسَتَهُ مَا بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالِانْصِرَافِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ، وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ وَالنَّسَائِيِّ: قَالَ: كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ وَ[إِذَا] رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَإِذَا سَجَدَ وَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ.

اور ابو داؤد کی روایت میں ہے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں غور سے دیکھا تو میں نے پایا کہ آپ کا قیام آپ کے رکوع اور سجدے کے برابر تھا، اور رکعت میں آپ کا اعتدال آپ کے سجدے کے برابر تھا، اور دو سجدوں کے درمیان آپ کا بیٹھنا اور سلام اور نماز سے فارغ ہونے

کے درمیان آپ کا بیٹھنا تقریباً برابر تھا۔ اور ترمذی اور نسائی کی روایت میں ہے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جب آپ رکوع کرتے، اور جب رکوع سے سر اٹھاتے، اور جب سجدہ کرتے، اور سجدے سے سر اٹھاتے، تو تقریباً برابر ہوتی تھی۔

[1003] وَعَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: رَأَى حُذَيْفَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَجُلًا [يُصَلِّي] فَطَفَّفَ فَقَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ: مُذْ كَمْ تُصَلِّي هٰذِهِ الصَّلَاةَ قَالَ: مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً، قَالَ: مَا صَلَّيْتَ مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً وَلَوْ مُتَّ وَأَنْتَ تُصَلِّي هٰذِهِ الصَّلَاةَ مُتَّ عَلَى غَيْرِ فِطْرَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيُخَفِّفُ وَيُتِمُّ وَيُحْسِنُ. أَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ.

زید بن وہب سے روایت ہے، انہوں نے کہا: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو [نماز پڑھتے] دیکھا تو اس نے نماز میں کمی کی۔ تو حذیفہ نے اس سے کہا: تم کب سے یہ نماز پڑھ رہے ہو؟ اس نے کہا: چالیس سال سے۔ فرمایا: تم نے چالیس سال سے نماز نہیں پڑھی، اور اگر تم مر جاتے اور اسی طرح نماز پڑھتے ہوتے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت کے علاوہ پر مرتے۔ پھر فرمایا: آدمی نماز کو ہلکی بھی کرتا ہے اور پوری بھی کرتا ہے اور اچھی بھی کرتا ہے۔ اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

وَفِي رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ: [وَلَوْ مُتَّ] مُتَّ عَلَى غَيْرِ سُنَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِي رِوَايَةٍ: وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلَى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِي فَطَرَ اللهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [عَلَيْهَا].

اور بخاری کی روایت میں ہے: [اور اگر تم مر جاتے] تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے علاوہ پر مرتے۔ اور ایک روایت میں ہے: اور اگر تم مر جاتے... تو اس فطرت کے علاوہ پر مرتے جس پر اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا۔

[1004] وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، فَلَمَّا رَكَعَ طَبَّقَ يَدَيْهِ بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ، قَالَ: فَبَلَغَ ذٰلِكَ سَعْدًا فَقَالَ: صَدَقَ أَخِي كُنَّا نَفْعَلُ هٰذَا، ثُمَّ أُمِرْنَا بِهٰذَا يَعْنِي: الْإِمْسَاكَ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ. أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز سکھائی تو آپ نے تکبیر کہی اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، پھر جب رکوع کیا تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں کے درمیان ملا لیا۔ راوی کہتے ہیں: یہ بات سعد رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو انہوں نے کہا: میرے بھائی نے سچ کہا، ہم یہی کرتے تھے، پھر ہمیں اس کا حکم دیا گیا یعنی: گھٹنوں کو پکڑنے کا۔ اسے ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

[1005] وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «سُنَّتْ لَكُمُ الرُّكَبُ فَأَمْسِكُوا بِالرُّكَبِ». وَفِي رِوَايَةٍ: «إِنَّمَا السُّنَّةُ الْأَخْذُ بِالرُّكَبِ». هٰذِهِ رِوَايَةُ النَّسَائِيِّ، وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ: قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيُّ: قَالَ لَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّ الرُّكَبَ سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ فَخُذُوا بِالرُّكَبِ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «تمہارے لیے گھٹنے سنت مقرر کیے گئے ہیں پس گھٹنوں کو پکڑو»۔ اور ایک روایت میں ہے: «سنت صرف گھٹنوں کو پکڑنا ہے»۔ یہ نسائی کی روایت ہے۔ اور ترمذی کی روایت میں ہے: ابو عبد الرحمن سلمی نے کہا: ہمیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک گھٹنے تمہارے نبی کی سنت ہیں پس گھٹنوں کو پکڑو۔

[1006] وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ سجدہ کرتے تو اپنے گھٹنے اپنے ہاتھوں سے پہلے رکھتے، اور جب اٹھتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے۔ اسے ابو داود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ہے۔

وَفِي رِوَايَةٍ لِأَبِي دَاوُدَ: قَالَ: فَلَمَّا سَجَدَ وَقَعَتْ رُكْبَتَاهُ إِلَى الْأَرْضِ قَبْلَ أَنْ تَقَعَ كَفَّاهُ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَ جَبْهَتَهُ بَيْنَ كَفَّيْهِ وَجَافَى عَنْ إِبْطَيْهِ.

اور ابو داود کی ایک روایت میں ہے، فرمایا: پھر جب آپ نے سجدہ کیا تو آپ کے دونوں گھٹنے آپ کی ہتھیلیوں سے پہلے زمین پر لگے، پھر جب سجدہ کیا تو اپنی پیشانی اپنی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان رکھی اور اپنی بغلوں کو کشادہ رکھا۔

[1007] وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيرُ وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھے اور اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں سے پہلے رکھے»۔ اسے ابو داود، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

[1008] وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ». أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ. وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ: قَالَ: قُلْتُ لِلْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَيْنَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ وَجْهَهُ إِذَا سَجَدَ؟ فَقَالَ: بَيْنَ كَفَّيْهِ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «جب تم سجدہ کرو تو اپنی دونوں ہتھیلیاں رکھو اور اپنی کہنیاں اٹھاؤ»۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور ترمذی کی روایت میں ہے، راوی کہتے ہیں: میں نے براء رضی اللہ عنہ سے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے وقت اپنا چہرہ کہاں رکھتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: اپنی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان۔

[1009] وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَلْفِهِ فَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ وَهُوَ مُجَخٍّ قَدْ فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ. أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ.

حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سے آیا تو میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی اور آپ اس حال میں تھے کہ آپ نے اپنے ہاتھوں کے درمیان کشادگی کی ہوئی تھی۔ اسے ابو داود نے روایت کیا ہے۔

[1010] وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ: كَانَ إِذَا سَجَدَ يُجَخِّي فِي سُجُودِهِ حَتَّى يُرَى وَضَحُ إِبْطَيْهِ. أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَأَخْرَجَ النَّسَائِيُّ الْأُولَى.

حضرت عبد اللہ بن بُحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان کشادگی کرتے یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہو جاتی۔ اور ایک روایت میں ہے: آپ جب سجدہ کرتے تو اپنے سجدے میں اپنے بازو کشادہ رکھتے یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی جاتی۔ اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے اور نسائی نے پہلی روایت کو روایت کیا ہے۔

[1011] وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَىٰ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَجْلِسَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ وَهُوَ يَعْتَمِدُ عَلَىٰ يَدَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ: نَهَىٰ أَنْ يَعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلَىٰ يَدِهِ فِي الصَّلَاةِ، وَفِي أُخْرَىٰ: نَهَىٰ أَنْ يَعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلَىٰ يَدَيْهِ إِذَا نَهَضَ مِنَ الصَّلَاةِ. أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ.

حضرت ابن عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی نماز میں اس حال میں بیٹھے کہ وہ اپنے ہاتھوں پر سہارا لیے ہوئے ہو۔ اور ایک روایت میں ہے: آپ نے منع فرمایا کہ آدمی نماز میں اپنے ہاتھ پر سہارا لے۔ اور ایک اور روایت میں ہے: آپ نے منع فرمایا کہ آدمی جب نماز سے اٹھے تو اپنے دونوں ہاتھوں پر سہارا لے۔ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

[1012] وَعَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ فِي وِتْرٍ مِنْ صَلَاتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتَّىٰ يَسْتَوِيَ قَاعِدًا. أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ اپنی نماز کے وتر میں ہوتے تو اس وقت تک نہ اٹھتے جب تک بیٹھ کر سیدھے نہ ہو جاتے۔ اسے بخاری، ابو داؤد، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

[1013] وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى الَّذِي وَضَعَ عَلَيْهِ وَجْهَهُ وَلَا يَبْسُطُ، قَالَ نَافِعٌ: وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي يَوْمٍ شَدِيدِ الْبَرْدِ وَإِنَّهُ لَيُخْرِجُ كَفَّيْهِ مِنْ تَحْتِ بُرْنُسٍ لَهُ حَتَّىٰ يَضَعَهُمَا عَلَى الْحَصْبَاءِ. أَخْرَجَهُ الْمُوَطَّأُ.

نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا جب سجدہ کرتے تو اپنی دونوں ہتھیلیاں اسی جگہ رکھتے جس پر اپنا چہرہ رکھتے اور انہیں پھیلاتے نہیں تھے۔ نافع نے کہا: اور میں نے انہیں سخت سردی کے دن میں دیکھا کہ وہ اپنی چادر کے نیچے سے اپنی دونوں ہتھیلیاں نکالتے یہاں تک کہ انہیں کنکریوں پر رکھ دیتے۔ اسے موطأ نے روایت کیا ہے۔

[1014] وَعَنْ مَجزأَةَ بْنِ زَاهِرٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ اسْمُهُ: أُهْبَانُ بْنُ أَوْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ يَشْتَكِي رُكْبَتَيْهِ وَكَانَ إِذَا سَجَدَ جَعَلَ تَحْتَ رُكْبَتَيْهِ وِسَادَةً. أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ.

مَجزأہ بن زاہر سے روایت ہے، انہوں نے اصحابِ شجرہ میں سے ایک شخص سے جن کا نام اُہبان بن اوس رضی اللہ عنہ تھا، روایت کی کہ وہ اپنے گھٹنوں کی تکلیف کی شکایت کرتے تھے اور جب سجدہ کرتے تو اپنے گھٹنوں کے نیچے تکیہ رکھ لیتے تھے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

[1015] وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ: إِذَا لَمْ يَسْتَطِعِ الْمَرِيضُ السُّجُودَ أَوْمَأَ بِرَأْسِهِ إِيمَاءً وَلَمْ يَرْفَعْ إِلَىٰ جَبْهَتِهِ شَيْئًا. أَخْرَجَهُ الْمُوَطَّأُ.

نافع سے ابن عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا کے متعلق روایت ہے کہ وہ کہتے تھے: جب مریض سجدہ نہ کر سکے تو اپنے سر سے اشارہ کرے اور اپنی پیشانی کی طرف کوئی چیز نہ اٹھائے۔ اسے موطأ نے روایت کیا ہے۔

[1016] وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ وَلَا يَبْسُطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ». رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «سجدے میں اعتدال کرو اور تم میں سے کوئی اپنی کہنیاں کتے کی طرح نہ بچھائے»۔ اسے بخاری، مسلم، ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

[1017] وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا أَحْسَنَ الرَّجُلُ الصَّلَاةَ فَأَتَمَّ رُكُوعَهَا وَسُجُودَهَا، قَالَتِ الصَّلَاةُ: حَفِظَكَ اللهُ كَمَا حَفِظْتَنِي، فَتُرْفَعُ وَإِذَا أَسَاءَ الصَّلَاةَ فَلَمْ يُتِمَّ رُكُوعَهَا وَسُجُودَهَا، قَالَتِ الصَّلَاةُ: ضَيَّعَكَ اللهُ كَمَا ضَيَّعْتَنِي، فَتُلَفُّ كَمَا يُلَفُّ الثَّوْبُ الْخَلَقُ فَيُضْرَبُ بِهَا وَجْهُهُ». رَوَاهُ الطَّيَالِسِيُّ.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «جب آدمی نماز اچھی طرح پڑھے، اس کا رکوع اور سجود پورا کرے، تو نماز کہتی ہے: اللہ تمہاری حفاظت کرے جیسے تم نے میری حفاظت کی، پس وہ اٹھائی جاتی ہے۔ اور جب نماز بری طرح پڑھے، اس کا رکوع اور سجود پورا نہ کرے، تو نماز کہتی ہے: اللہ تمہیں ضائع کرے جیسے تم نے مجھے ضائع کیا، پس وہ اس طرح لپیٹی جاتی ہے جیسے پرانا کپڑا لپیٹا جاتا ہے، پھر اس کے چہرے پر ماردی جاتی ہے»۔ اسے طیالسی نے روایت کیا ہے۔

[1018] وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ، لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا يُقِيمُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ». رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ.

حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «اے مسلمانوں کی جماعت! اس شخص کی نماز نہیں جس نے رکوع اور سجود میں اپنی پیٹھ سیدھی نہ رکھی»۔ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

پگڑی کی گولائی یا کپڑے پر سجدہ کرنا

[1019] وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ عَلَى كَوْرِ عِمَامَتِهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پگڑی کے بل پر سجدہ کرتے تھے۔

[1020] وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّقِيًا وَجْهَهُ بِشَيْءٍ. تَعْنِي: فِي السُّجُودِ. رَوَاهُمَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ سجدے میں اپنے چہرے کو کسی چیز سے بچاتے ہوں۔ ان دونوں کو عبد الرزاق نے روایت کیا ہے۔

[1021] وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلْيَحْسِرِ الْعِمَامَةَ عَنْ جَبْهَتِهِ». رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنی پیشانی سے پگڑی ہٹالے»۔ اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔

[1022] وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ، فَإِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَحَدُنَا أَنْ يُمَكِّنَ وَجْهَهُ مِنَ الْأَرْضِ بَسَطَ ثَوْبَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سخت گرمی میں نماز پڑھتے تھے، تو جب ہم میں سے کوئی اپنا چہرہ زمین پر نہ رکھ سکتا تو اپنا کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کر لیتا۔ اسے ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔

[1023] وَعَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ: كَانَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ يَأْتِينَا فَيَقُولُ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﷺ فَصَلَّى فِي غَيْرِ وَقْتِ صَلَاةٍ، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ فِي أَوَّلِ رَكْعَةٍ اسْتَوَى قَاعِدًا ثُمَّ قَامَ وَاعْتَمَدَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ابو قلابہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: مالک بن حویرث ہمارے پاس آتے اور کہتے: کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں نہ بتاؤں؟ تو وہ نماز کے وقت کے علاوہ نماز پڑھتے، جب پہلی رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے تو بیٹھ کر سیدھے ہو جاتے پھر کھڑے ہوتے اور سہارا لیتے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

[1024] وَعَنْ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهُ سَبْعَةُ آرَابٍ: وَجْهُهُ، وَكَفَّاهُ، وَرُكْبَتَاهُ، وَقَدَمَاهُ». أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت عباس بن عبد المطلب رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: «جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ سات اعضاء سجدہ کرتے ہیں: اس کا چہرہ، اس کی دونوں ہتھیلیاں، اس کے دونوں گھٹنے، اور اس کے دونوں قدم»۔ اسے مسلم، ابو داود، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

سجدے میں ناک لگانا

[1025] وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْضَاءٍ: الْجَبْهَةِ، وَالْيَدَيْنِ، وَالرُّكْبَتَيْنِ، وَالرِّجْلَيْنِ.

حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم سات اعضاء پر سجدہ کریں: پیشانی، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے، اور دونوں پاؤں.

وَفِي رِوَايَةٍ: أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ [عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ] عَلَى الْجَبْهَةِ -وَأَشَارَ بِيَدِهِ عَلَى أَنْفِهِ- وَالْيَدَيْنِ، وَالرُّكْبَتَيْنِ، وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ، وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَلَا الشَّعْرَ. أَخْرَجَهُ السِّتَّةُ إِلَّا الْمُوَطَّأَ.

اور ایک روایت میں ہے: مجھے حکم دیا گیا کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں: پیشانی پر– اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اپنی ناک کی طرف اشارہ کیا– دونوں ہاتھوں، دونوں گھٹنوں، اور دونوں قدموں کے کناروں پر، اور یہ کہ ہم کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹیں۔ اسے موطأ کے سوا صحاح ستہ نے روایت کیا ہے۔

[1026] وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اضَعْ أَنْفَكَ لِيَسْجُدَ مَعَكَ». رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ.

حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «اپنی ناک لگاؤ تاکہ وہ تمہارے ساتھ سجدہ کرے»۔ اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔

[1027] وَعَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: «إِنَّ اللهَ لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ مَنْ لَا يُصِيبُ أَنْفُهُ الْأَرْضَ». رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ.

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: «بے شک اللہ اس شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جس کی ناک زمین کو نہ لگے»۔ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

[1028] وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا يَمَسُّ أَنْفُهُ الْأَرْضَ مَا يَمَسُّهُ الْجَبِينُ». رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ.

حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «اس شخص کی نماز نہیں جس کی ناک زمین کو اس طرح نہ لگے جیسے پیشانی لگتی ہے»۔ اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔

[1029] وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَلَا تُغْمِضُوا أَعْيُنَكُمْ فِي السُّجُودِ، فَإِنَّهُ مِنْ فِعْلِ الْيَهُودِ». رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «اور سجدے میں اپنی آنکھیں بند نہ کرو، کیونکہ یہ یہودیوں کا فعل ہے»۔ اسے دیلمی نے روایت کیا ہے۔

[1030] وَعَنْ عَبْدِ اللهِ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الَّذِي لَا يُتِمُّ رُكُوعَهُ وَسُجُودَهُ فَإِنَّمَا مَثَلُ ذَلِكَ كَمَثَلِ الْجَائِعِ يَأْكُلُ التَّمْرَةَ وَالتَّمْرَتَيْنِ فَمَا يُغْنِيَانِ عَنْهُ». رَوَاهُ التَّمَّامُ وَابْنُ عَسَاكِرَ.

حضرت عبد اللہ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «جو شخص اپنے رکوع اور سجود کو پورا نہیں کرتا تو اس کی مثال اس بھوکے کی سی ہے جو ایک دو کھجوریں کھاتا ہے تو وہ اسے کیا فائدہ دیں گی»۔ اسے تمام اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

تَنْبِيهٌ:

الْكَلَامُ فِي هَذَا الْبَابِ فِي أَرْبَعَةِ مَوَاضِعَ: (4)

(1): أَحَدُهَا فِي وَضْعِ الرُّكْبَتَيْنِ قَبْلَ الْيَدَيْنِ أَوْ وَضْعِ الْيَدَيْنِ قَبْلَ الرُّكْبَتَيْنِ لِلسُّجُودِ:

اخْتَلَفَتِ الْأَئِمَّةُ فِي ذَلِكَ، فَذَهَبَ جُمْهُورُهُمْ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ إِلَى الْأَوَّلِ عَمَلًا بِحَدِيثِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ، وَعَلَى هَذَا يَكُونُ وَضْعُ الْأَعْضَاءِ عَلَى نِسْبَةِ قُرْبِهَا مِنَ الْأَرْضِ فَيَضَعُ الرُّكْبَتَيْنِ أَوَّلًا ثُمَّ يَضَعُ الْيَدَيْنِ ثُمَّ الْجَبْهَةَ وَالْأَنْفَ وَلَا تَرْتِيبَ بَيْنَهُمَا لِأَنَّهُمَا فِي حُكْمِ عُضْوٍ وَاحِدٍ دَاخِلَانِ فِي وَضْعِ الْوَجْهِ. قَالَ الشُّمُنِّيُّ: وَإِنْ عَسُرَ عَلَيْهِ وَضْعُ الرُّكْبَتَيْنِ أَوَّلًا لِأَجْلِ خُفٍّ أَوْ غَيْرِهِ وَضَعَ الْيَدَيْنِ قَبْلَ الرُّكْبَتَيْنِ. وَذَهَبَ مَالِكٌ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَأَحْمَدُ فِي رِوَايَةٍ عَنْهُ، وَطَائِفَةٌ مِنْ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ إِلَى الثَّانِي عَمَلًا بِحَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيرُ وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ» وَقَالَ: حَدِيثُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَثْبَتُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَإِذَا اخْتَلَفَ الْحَدِيثَانِ اخْتِلَافَ التَّضَادِّ فَالسَّبِيلُ أَنْ يُؤْخَذَ بِالْأَقْوَى مِنْهُمَا.

تنبیہ:

اس باب میں کلام چار جگہوں میں ہے (4)

(1): پہلی جگہ: سجدے کے لیے گھٹنے پہلے رکھے جائیں یا ہاتھ پہلے رکھے جائیں۔

اس مسئلے میں ائمہ کا اختلاف ہوا ہے۔ پس جمہور ائمہ، ابو حنیفہ، شافعی اور احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم سب کا رجحان پہلی صورت کی طرف ہے، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل کرتے ہوئے۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ سجدہ کرتے تو گھٹنے ہاتھوں سے پہلے رکھتے۔ اور اس پر اعضاء کی ترتیب اس لحاظ سے ہوگی کہ جو زمین کے قریب ہو اسے پہلے رکھا جائے۔ پس پہلے گھٹنے رکھے جائیں، پھر ہاتھ، پھر پیشانی اور ناک۔ اور ان دونوں یعنی پیشانی اور ناک کے درمیان ترتیب ضروری نہیں، کیونکہ وہ ایک عضو کے حکم میں ہیں اور چہرہ رکھنے میں داخل ہیں۔ شمنی نے کہا: اگر گھٹنے پہلے رکھنا موزے یا کسی اور چیز کی وجہ سے مشکل ہو تو ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھے جائیں۔

اور امام مالک، اوزاعی، احمد سے ایک روایت میں، اور محدثین کی ایک جماعت کا رجحان دوسری صورت کی طرف ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل کرتے ہوئے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھے، بلکہ ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھے۔" اور کہا گیا: وائل بن حجر کی حدیث ابو ہریرہ کی حدیث سے زیادہ ثابت ہے۔ اور جب دو حدیثیں باہم متضاد ہوں تو طریقہ یہ ہے کہ زیادہ قوی حدیث کو لیا جائے۔

وَفِي شَرْحِ **الْمِشْكَاةِ** لِلشَّيْخِ ابْنِ حَجَرٍ نَقْلًا عَنِ النَّوَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ: لَمْ يَظْهَرْ لِي تَرْجِيحُ أَحَدِ الْمَذْهَبَيْنِ مِنْ حَيْثُ السُّنَّةُ. انْتَهَى. وَجَاءَ فِي سُورَةِ صَحِيحِ ابْنِ خُزَيْمَةَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ بَدَأَ بِرُكْبَتَيْهِ، وَجَاءَ فِي رِوَايَةِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَمَا رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ، وَفِي بَعْضِ الشُّرُوحِ فِي رِوَايَةِ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: كُنَّا نَضَعُ الْيَدَيْنِ قَبْلَ الرُّكْبَتَيْنِ فَأُمِرْنَا بِالرُّكْبَتَيْنِ قَبْلَ الْيَدَيْنِ فَعَلَى هَذَا يَكُونُ حَدِيثُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ نَاسِخًا لِحَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ كَمَا قَالَ صَاحِبُ الْمِشْكَاةِ.

اور "**مشکوٰۃ**" کی شرح میں شیخ ابن حجر نے نووی سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا: مجھ پر سنت کے اعتبار سے دونوں مذہبوں میں سے کسی ایک کو ترجیح دینا واضح نہیں ہوا۔ ختم شد۔ اور "**صحیح ابن خزیمہ**" میں آیا ہے: رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو گھٹنوں سے شروع کرتے۔ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت میں آیا ہے جیسا کہ ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے "**السنن**" میں روایت کیا ہے۔ اور بعض شروح میں ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: ہم ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھتے تھے، پھر ہمیں گھٹنے ہاتھوں سے پہلے رکھنے کا حکم دیا گیا۔ پس اس پر وائل بن حجر کی حدیث ابو ہریرہ کی حدیث کو منسوخ کرنے والی ہوگی، جیسا کہ صاحب مشکوٰۃ نے کہا ہے۔

وَبَعْضُ شُرَّاحِ **الْمَصَابِيحِ** مَنَعُوا دَلَالَةَ هَذِهِ الْعِبَارَةِ أَعْنِي: كُنَّا نَفْعَلُ كَذَلِكَ فَأُمِرْنَا بِكَذَا عَلَى النَّسْخِ لِاحْتِمَالِ أَنْ يَكُونَ الْأَوَّلُ بِحُكْمِ الْعَادَةِ مِنْ غَيْرِ أَمْرٍ، نَعَمْ لَوْ قَالُوا: كُنَّا مَأْمُورِينَ بِكَذَلِكَ فَنُهِينَا عَنْ ذَلِكَ أَوْ أُمِرْنَا بِخِلَافِ ذَلِكَ يُفْهَمُ النَّسْخُ صَرِيحاً. هَذَا، وَقَدْ قِيلَ: إِنَّ فِي **حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ** رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكْ بُرُوكَ الْبَعِيرِ وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ تَنَاقُضاً فِي نَفْسِهِ، فَكَأَنَّهُ وَهْمُ بَعْضِ الرُّوَاةِ وَحَرَّفَ، **وَلَا يَضَعْ** بِقَوْلِهِ: **وَلْيَضَعْ**؛ لِأَنَّهُ إِذَا وَضَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ فَقَدْ بَرَكَ بُرُوكَ الْبَعِيرِ، لِأَنَّ الْبَعِيرَ يَضَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ عِنْدَ الْبُرُوكِ، فَيُوَافِقُ حَدِيثَ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَلَى أَنَّهُ قَدْ

جَاءَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَيْضاً أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «**إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِرُكْبَتَيْهِ وَلَا يَبْرُكْ بُرُوكَ الْجَمَلِ**». ذَكَرَهُ الطُّورْبِشْتِيُّ وَصَاحِبُ سِفْرِ السَّعَادَةِ.

اور "**المصابیح**" کے بعض شارحین نے اس عبارت "ہم ایسے ہی کرتے تھے پھر ہمیں ایسے کرنے کا حکم دیا گیا" کی نسخ پر دلالت سے منع کیا، اس احتمال کی وجہ سے کہ پہلا عمل محض عادت کے طور پر تھا، حکم کے طور پر نہیں۔ ہاں اگر وہ کہتے: "ہم ایسے کرنے کے مأمور تھے پھر ہمیں اس سے منع کیا گیا" یا "اس کے خلاف حکم دیا گیا" تو نسخ صریحاً سمجھا جاتا۔ یہ ہے، اور کہا گیا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث "جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھے اور ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھے" میں خود اپنے اندر تناقض ہے۔ گویا یہ بعض رواۃ کا وہم ہے اور انہوں نے "**لایضع**" کو "**ولیضع**" سے بدل دیا۔ کیونکہ اگر ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھے تو وہ اونٹ کی طرح بیٹھ گیا، کیونکہ اونٹ بیٹھتے وقت ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھتا ہے۔ پس یہ وائل بن حجر کی حدیث کے موافق ہو گئی۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو گھٹنوں سے شروع کرے اور اونٹ کی طرح نہ بیٹھے**۔" اسے **توربشتی** اور صاحب "**سفر السعادہ**" نے ذکر کیا ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: الرُّكْبَةُ مِنَ الْإِنْسَانِ فِي الرِّجْلَيْنِ وَمِنْ ذَوَاتِ الْأَرْبَعِ فِي الْيَدَيْنِ، فَالْإِنْسَانُ إِذَا وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ كَانَ كَالْبَعِيرِ الَّذِي يَبْرُكُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، فَيَجْتَمِعُ النَّهْيُ عَنِ الْبُرُوكِ وَوَضْعِ الْيَدَيْنِ قَبْلَ الرُّكْبَتَيْنِ، فَالْبُرُوكُ هُوَ وَضْعُ الرُّكْبَةِ فَمِنَ الْإِنْسَانِ بِوَضْعِ الرِّجْلَيْنِ وَمِنَ الْبَعِيرِ بِوَضْعِ الْيَدَيْنِ. فَافْهَمْ. وَقَالَ صَاحِبُ سِفْرِ السَّعَادَةِ: هَذَا وَهْمٌ وَغَلَطٌ وَمُخَالِفٌ لِقَوْلِ أَئِمَّةِ اللُّغَةِ.

اور بعض لوگوں نے کہا: انسان کی گھٹنے پاؤں میں ہوتی ہے اور چوپایوں کی ہاتھوں میں۔ پس انسان اگر گھٹنے ہاتھوں سے پہلے رکھے تو وہ اونٹ کی طرح ہو گیا جو گھٹنوں پر بیٹھتا ہے۔ پس اونٹ کی طرح بیٹھنے کی ممانعت اور ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھنے کی ممانعت دونوں جمع ہو گئیں۔ پس بروک یعنی گھٹنے رکھنا ہے، انسان کی طرف سے پاؤں رکھنا اور اونٹ کی طرف سے ہاتھ رکھنا۔ سمجھ لو۔ اور صاحب "سفر السعادہ" نے کہا: یہ وہم اور غلطی ہے اور ائمہ لغت کے قول کے خلاف ہے۔

وَقَالَ فِي الْقَامُوسِ: الرُّكْبَةُ بِالضَّمِّ مَوْصِلُ مَا بَيْنَ أَسَافِلِ أَطْرَافِ الْفَخِذِ وَأَعَالِي السَّاقِ. وَلَا شَكَّ أَنَّ الْفَخِذَ وَالسَّاقَ إِنَّمَا يَكُونَانِ فِي الرِّجْلِ دُونَ الْيَدِ. فَلْيَتَدَبَّرْ.

اور "**القاموس**" میں کہا گیا ہے: رُکبہ ضمہ کے ساتھ ران کے نچلے سرے اور پنڈلی کے اوپری حصے کے جوڑ کو کہتے ہیں۔ اور بلا شک ران اور پنڈلی صرف پاؤں میں ہوتی ہیں، ہاتھ میں نہیں۔ پس غور کرو۔

(2): وَثَانِيهَا فِي السُّجُودِ بِسَبْعَةِ أَعْضَاءٍ:

اعْلَمْ أَنَّهُ قَدْ جَاءَ فِي رِوَايَةِ مُسْلِمٍ وَأَبِي دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيِّ وَالنَّسَائِيِّ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهُ **سَبْعَةُ** آرَابٍ: **وَجْهُهُ وَكَفَّاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ**»، وَبِرِوَايَةِ الْكُتُبِ السِّتَّةِ إِلَّا الْمُوَطَّأَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ عَلَى الْجَبْهَةِ وَالْيَدَيْنِ.

(2) دوسری جگہ: سات اعضاء پر سجدہ کرنا۔

جان لو کہ مسلم، ابو داؤد، ترمذی اور نسائی کی روایت میں عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ سات اعضاء سجدہ کرتے ہیں: **اس کا چہرہ، دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں**۔" اور کتب ستہ میں موطا کے سوا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: "**مجھے حکم دیا گیا کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں: پیشانی، دونوں ہاتھ**۔"

وَفِي رِوَايَةٍ: أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَسْجُدَ عَلَى **سَبْعَةِ** أَعْضَاءٍ، وَفِي رِوَايَةٍ: عَلَى **الْجَبْهَةِ -وَأَشَارَ بِيَدِهِ عَلَى أَنْفِهِ- وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ**، وَقَدْ جَاءَ فِي حَدِيثِ أَبِي دَاوُدَ وَالنَّسَائِيِّ وَالتِّرْمِذِيِّ: أَنَّهُ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ جَبْهَتَهُ وَأَنْفَهُ، وَفِي رِوَايَةِ أَبِي يَعْلَى وَالطَّبَرَانِيِّ: وَضَعَ أَنْفَهُ عَلَى الْأَرْضِ.

اور ایک روایت میں ہے: نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم سات اعضاء پر سجدہ کریں۔ اور ایک روایت میں ہے: پیشانی پر اور آپ نے ہاتھ سے اپنی ناک کی طرف اشارہ کیا اور دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں۔ اور ابو داؤد، نسائی اور ترمذی کی حدیث میں آیا ہے: رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو پیشانی اور ناک رکھتے۔ اور ابو یعلی اور طبرانی کی روایت میں ہے: آپ ناک زمین پر رکھتے۔

فَعُلِمَ أَنَّ السَّجْدَةَ كَانَتْ بِالْجَبْهَةِ وَالْأَنْفِ مَعاً وَأَنَّ أَحَدَ الْأَعْضَاءِ السَّبْعَةِ هُوَ الْوَجْهُ وَهَذَيْنِ الْعُضْوَيْنِ جُزْءَانِ مِنْهُ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَإِنْ سَجَدَ عَلَى الْجَبْهَةِ وَحْدَهَا بِدُونِ الْأَنْفِ قَالَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَا يَكْفِي، وَالْأَكْثَرُ عَلَى أَنَّهُ يَكْفِي.

پس معلوم ہوا کہ سجدہ پیشانی اور ناک دونوں کے ساتھ تھا، اور سات اعضاء میں سے ایک عضو چہرہ ہے اور یہ دونوں عضو اس کے جز ہیں۔ ترمذی نے کہا: اور اہل علم کا عمل اسی پر ہے۔ اور اگر کوئی صرف پیشانی پر سجدہ کرے بغیر ناک کے، تو بعض اہل علم کہتے ہیں کافی نہیں، اور اکثر کا قول ہے کہ کافی ہے۔

وَقَدْ جَاءَ فِي بَعْضِ الْأَحَادِيثِ الْوَعِيدُ عَلَى الِاكْتِفَاءِ بِالْجَبْهَةِ وَمَذْهَبُ الْحَنَفِيَّةِ السَّجْدَةُ بِالْجَبْهَةِ وَالْأَنْفِ هُوَ الْأَفْضَلُ وَالِاقْتِصَارُ عَلَى أَحَدِهِمَا جَائِزٌ أَيْضاً، فَإِنْ كَانَ بِالْجَبْهَةِ وَحْدَهَا جَازَ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَصَاحِبَيْهِ جَمِيعاً فِي رِوَايَةٍ بِلَا كَرَاهَةٍ، وَفِي أُخْرَى: بِكَرَاهَةٍ، وَإِنْ كَانَ بِالْأَنْفِ وَحْدَهُ لَمْ يَجُزْ عِنْدَ صَاحِبَيْهِ، وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ أَيْضاً، وَفِي الْأُخْرَى عَنْهُ: جَازَ، وَلَكِنْ مَعَ كَرَاهَةٍ.

بعض احادیث میں صرف پیشانی پر اکتفا کرنے پر وعید آئی ہے۔ اور حنفیہ کا مذہب ہے کہ پیشانی اور ناک کے ساتھ سجدہ کرنا افضل ہے، اور صرف ایک پر اکتفا کرنا بھی جائز ہے۔ پس اگر صرف پیشانی سے ہو تو ابو حنیفہ اور ان کے دونوں شاگردوں کے نزدیک ایک روایت میں بلا کراہت جائز ہے، اور دوسری روایت میں مکروہ ہے۔ اور اگر صرف ناک سے ہو تو ان کے دونوں شاگردوں کے نزدیک جائز نہیں، اور ان سے ایک روایت میں ایسا ہی ہے، اور دوسری روایت میں جائز ہے لیکن مکروہ کے ساتھ۔

وَدَلِيلُهُ: أَنَّ السُّجُودَ عِبَارَةٌ عَنْ وَضْعِ الْوَجْهِ وَهُوَ الْمَذْكُورُ فِي الْمَشْهُورِ، وَلَا يُمْكِنُ وَضْعُ جَمِيعِ الْوَجْهِ لِأَنَّ الْأَنْفَ وَالْجَبْهَةَ عَظْمَانِ نَاتِئَانِ يَمْنَعَانِ عَنْ وَضْعِ الْبَعْضِ، وَإِذَا تَعَذَّرَ وَضْعُ الْكُلِّ، فَالْمَأْمُورُ بِهِ وَضْعُ الْبَعْضِ وَلِلْوَجْهِ أَجْزَاءٌ مُتَعَدِّدَةٌ: الْجَبْهَةُ وَالْأَنْفُ وَالْخَدَّانِ وَالذَّقَنُ وَلَمْ يَجُزْ وَضْعُ الْخَدَّيْنِ وَالذَّقَنِ لِتَعْيِينِ الشَّارِعِ الْجَبْهَةَ وَالْأَنْفَ وَأَيْضاً فِي وَضْعِ الْخَدَّيْنِ لَا يَحْصُلُ إِلَّا مَعَ انْحِرَافٍ عَنِ الْقِبْلَةِ، وَلَيْسَ فِي وَضْعِ الذَّقَنِ فِي الْعُرْفِ تَعْظِيمٌ، فَتَعَيَّنَ الْجَبْهَةُ وَالْأَنْفُ فَإِنْ كَانَ بِهِمَا كَانَ أَفْضَلَ بِلَا شُبْهَةٍ، وَإِنْ كَانَ بِالْجَبْهَةِ جَازَ أَيْضاً؛ لِذِكْرِهَا فِي بَعْضِ الْأَحَادِيثِ اسْتِقْلَالاً وَإِنْ كَانَ

بِالْأَنْفِ وَحْدَهُ، فَلَهُ صُورَةُ جَوَازٍ؛ لِكَوْنِهِ بَعْضَ الْوَجْهِ، وَوَضْعُهُ يَتَضَمَّنُ التَّعْظِيمَ، وَجَوَازُ السُّجُودِ بِالْجَبْهَةِ وَحْدَهَا مِمَّا اتُّفِقَ عَلَيْهِ الْجُمْهُورُ إِلَّا عِنْدَ مَالِكٍ وَالْأَوْزَاعِيِّ وَالثَّوْرِيِّ.

اس کی دلیل یہ ہے کہ سجدہ چہرہ رکھنے کو کہتے ہیں جیسا کہ مشہور ہے، اور پورے چہرے کو رکھنا ممکن نہیں، کیونکہ ناک اور پیشانی دو ابھرے ہوئے اعضاء ہیں جو باقی چہرے کو رکھنے سے روکتے ہیں۔ اور جب کل رکھنا متعذر ہو جائے تو حکم ہے کہ بعض رکھا جائے۔ اور چہرے کے کئی حصے ہیں: پیشانی، ناک، دونوں رخسار اور ٹھوڑی۔ اور رخساروں اور ٹھوڑی کو رکھنا جائز نہیں، کیونکہ شارع نے پیشانی اور ناک کو متعین کر دیا ہے۔ اور رخسار رکھنے سے قبلہ سے انحراف کے بغیر نہیں ہو سکتا، اور ٹھوڑی رکھنے میں عرفاً تعظیم نہیں۔ پس پیشانی اور ناک متعین ہو گئیں۔ پس اگر دونوں سے ہو تو بلاشبہ افضل ہے، اور اگر صرف پیشانی سے ہو تو بھی جائز ہے، کیونکہ بعض احادیث میں اس کا ذکر استقلالاً آیا ہے۔ اور اگر صرف ناک سے ہو تو اس کی جواز کی ایک صورت ہے، کیونکہ یہ بھی چہرے کا حصہ ہے اور اس میں تعظیم پائی جاتی ہے۔ اور صرف پیشانی پر سجدے کا جواز جمہور کے نزدیک متفق علیہ ہے، سوائے مالک، اوزاعی اور ثوری کے۔

وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ: إِنَّ ثُبُوتَ رِوَايَةِ الْوَجْهِ وَالْآرَابِ لَا يَقْدَحُ فِي صِحَّةِ رِوَايَةِ الْجَبْهَةِ، لِأَنَّهَا لَا تُعَارِضُ الْوَجْهَ، بَلْ حَاصِلُهَا بَيَانُ مَا هُوَ الْمُرَادُ بِالْوَجْهِ لِلْقَطْعِ بِأَنَّ مَجْمُوعَهُ غَيْرُ مُرَادٍ لِعَدَمِ إِرَادَةِ الْخَدِّ وَالذَّقْنِ، فَكَانَتْ مُبَيِّنَةً لِلْمُرَادِ، وَقَدْ رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ نَفْسُهُ هَذَا الْحَدِيثَ بِسَنَدِهِ إِلَى أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «**الْإِنْسَانُ يَسْجُدُ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ: جَبْهَتِهِ وَيَدَيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَصُدُورِ قَدَمَيْهِ**».

شیخ ابن الہمام نے کہا: چہرہ اور اعضاء کی روایت کا ثابت ہونا پیشانی کی روایت کی صحت میں قدح نہیں کرتا، کیونکہ اس کا چہرے سے تعارض نہیں، بلکہ اس کا حاصل یہ ہے کہ چہرے سے مراد کیا ہے، تاکہ یقین ہو جائے کہ اس کا مجموعہ مراد نہیں، کیونکہ رخسار اور ٹھوڑی مراد نہیں۔ پس یہ مراد کو بیان کرنے والی ہے۔ اور ابو حنیفہ نے خود اس حدیث کو اپنی سند سے ابو سعید سے روایت کیا ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**انسان سات ہڈیوں پر سجدہ کرتا ہے: پیشانی، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے اگلے حصے۔**"

فَيَصِحُّ **بِالْجَبْهَةِ** وَحْدَهَا، وَالْمَأْمُورُ بِهِ فِي كِتَابِ اللهِ السُّجُودُ وَهُوَ وَضْعُ بَعْضِ الْوَجْهِ. أَيْ: مِمَّا لَا سُخْرِيَةَ فِيهِ وَهُوَ يَتَحَقَّقُ بِالْأَنْفِ فَتَوْقِيفُ أَجْزَائِهِ عَلَى وَضْعِ جُزْءٍ آخَرَ مَعَهُ زِيَادَةٌ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ فَالِاقْتِصَارُ عَلَى الْجَبْهَةِ يَتَأَدَّى الْفَرْضُ بِهِ بِإِجْمَاعِ الثَّلَاثَةِ مِنْ مَشَائِخِنَا وَهُوَ الظَّاهِرُ مِنَ **الْهِدَايَةِ** حَيْثُ قَالَ بَعْدَ قَوْلِهِ: فَإِنِ اقْتَصَرَ عَلَى أَحَدِهِمَا جَازَ عِنْدَهُ، وَقَالَا: لَا يَجُوزُ الِاقْتِصَارُ عَلَى الْأَنْفِ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ.

پس صرف پیشانی سے سجدہ صحیح ہو گا۔ اور اللہ کی کتاب میں جس کا حکم ہے وہ سجدہ ہے اور وہ چہرے کے بعض کا رکھنا ہے، یعنی جس میں حقارت نہ ہو، اور یہ ناک سے حاصل ہو جاتا ہے۔ پس اس کے اجزاء کو کسی دوسرے جز کے ساتھ مشروط کرنا خبر واحد سے زیادتی ہے۔ پس صرف پیشانی پر اکتفا کرنے سے فرض ادا ہو جائے گا، ہمارے تینوں مشائخ کے اجماع سے، اور یہی "**ہدایہ**" کا ظاہر ہے جہاں انہوں نے کہا: پس اگر صرف ایک پر اکتفا کرے تو ان کے نزدیک جائز ہے، اور ان دونوں نے کہا: صرف ناک پر اکتفا کرنا عذر کے بغیر جائز نہیں۔

وَذَكَرَ فِي **شَرْحِ كِتَابِ الْخِرَقِيِّ**: أَنَّ مَذْهَبَ أَحْمَدَ فِي الْمَشْهُورِ عَنْهُ يَجِبُ السُّجُودُ عَلَى جَبْهَتِهِ وَأَنْفِهِ، وَقِيلَ عَنْهُ: لَا يَجُوزُ السُّجُودُ عَلَى غَيْرِ الْجَبْهَةِ لِأَنَّهُ يُسَمَّى سَاجِداً بِوَضْعِهَا وَإِنْ أَخَلَّ بِغَيْرِهَا، أَمَّا الْأَنْفُ فَفِيهِ **رِوَايَتَانِ مَشْهُورَتَانِ، أَحَدُهُمَا: فَرْضِيَّةٌ كَالْجَبْهَةِ**، قَالَ الْقَاضِي: اخْتَارَهُ أَبُو بَكْرٍ

وَجَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «**لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَضَعْ أَنْفَهُ عَلَى الْأَرْضِ**». رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ. **وَالثَّانِيَةُ: لَيْسَ بِفَرْضٍ** اخْتَارَهَا الْقَاضِي، لِأَنَّهُ صَحَّ عَنْهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «**أَنَّ أَعْضَاءَ السُّجُودِ سَبْعَةٌ**» وَعَدَّهَا فِي الصَّحِيحِ بِدُونِهِ.

اور "**شرح کتاب الخرقی**" میں ذکر ہے کہ احمد کا مشہور مذہب یہ ہے کہ پیشانی اور ناک دونوں پر سجدہ کرنا واجب ہے۔ اور ان سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ پیشانی کے سوا کسی اور چیز پر سجدہ جائز نہیں، کیونکہ پیشانی رکھنے سے سجدہ کرنے والا کہلاتا ہے، اگرچہ باقی اعضاء چھوڑ دے۔ باقی ناک، تو اس میں دو مشہور روایتیں ہیں:

پہلی: یہ پیشانی کی طرح فرض ہے۔ قاضی نے کہا: ابو بکر اور ہمارے اصحاب کی ایک جماعت نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نبی ﷺ سے روایت ہے: "اس شخص کی نماز نہیں جس نے ناک زمین پر نہ رکھی۔" اسے دار قطنی نے روایت کیا ہے۔

دوسری: یہ فرض نہیں۔ قاضی نے اسی کو اختیار کیا ہے، کیونکہ آپ ﷺ سے صحیح ثابت ہے کہ سجدے کے اعضاء سات ہیں، اور صحیح میں ناک کے بغیر انہیں گنا ہے۔

أَمَّا وَضْعُ الْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ فَهُوَ سُنَّةٌ عِنْدَ **الْحَنَفِيَّةِ وَالشَّافِعِيَّةِ** لِتَحَقُّقِ السُّجُودِ بِدُونِهِ، وَالْمُرَادُ بِالْأَمْرِ الْمَعْنَى الشَّامِلُ لِلْوُجُوبِ وَالنَّدْبِ وَهُوَ طَلَبُ الْفِعْلِ وَالْمُخْتَارُ عِنْدَ **الْفَقِيهِ أَبِي اللَّيْثِ** أَنَّهُ إِذَا لَمْ يَضَعِ الْمُصَلِّي رُكْبَتَيْهِ عَلَى الْأَرْضِ لَمْ يَكْفِ. كَذَا فِي شَرْحِ ابْنِ الْهُمَامِ.

رہا ہاتھ اور گھٹنے رکھنا، تو حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک سنت ہے، کیونکہ ان کے بغیر بھی سجدہ متحقق ہو جاتا ہے۔ اور امر سے مراد وہ معنی ہے جو وجوب اور ندب دونوں کو شامل ہے، یعنی فعل کا طلب کرنا۔ اور **فقیہ ابو اللیث** کے نزدیک مختار یہ ہے کہ اگر نمازی گھٹنے زمین پر نہ رکھے تو کافی نہیں۔ ایسا ہی "**شرح ابن الہمام**" میں ہے۔

وَأَمَّا وَضْعُ الْقَدَمَيْنِ فَقَالَ الْقُدُورِيُّ: فَرْضٌ كَذَا فِي الْهِدَايَةِ؛ لِأَنَّ السُّجُودَ مَعَ رَفْعِ الْقَدَمَيْنِ أَشْبَهُ بِالتَّلَاعُبِ دُونَ التَّعْظِيمِ وَيَكْفِي فِي الْجَوَازِ وَضْعُ إِصْبَعٍ وَاحِدَةٍ وَإِنْ رَفَعَ إِحْدَى قَدَمَيْهِ جَازَ مَعَ كَرَاهَةٍ. كَذَا فِي شَرْحِ ابْنِ الْهُمَامِ. وَعُدَّ فِي **الْحَاوِي** فِي مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ وَضْعُ الْقَدَمِ وَالرُّكْبَةِ مِنَ السُّنَنِ، وَظَاهِرُ مَذْهَبِ مَالِكٍ وَأَحْمَدَ وُجُوبُ الْوَضْعِ وَهُوَ يَقْتَضِي ظَاهِرَ حَدِيثِ السُّجُودِ عَلَى سَبْعَةِ أَعْضَاءٍ. وَاللهُ أَعْلَمُ.

بہر حال پاؤں رکھنا، تو **قدوری** نے کہا: **فرض ہے**، ایسا ہی "**ہدایہ**" میں ہے، کیونکہ پاؤں اٹھا کر سجدہ کرنا تعظیم کے بجائے کھیل سے زیادہ مشابہ ہے۔ اور جواز کے لیے ایک انگلی رکھنا بھی کافی ہے، اور اگر ایک پاؤں اٹھا لیا تو کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ ایسا ہی "**شرح ابن الہمام**" میں ہے۔ اور "**الحاوی**" میں شافعی کے مذہب میں پاؤں اور گھٹنے رکھنا سنن میں شمار کیا گیا ہے۔ اور مالک اور احمد کا ظاہر مذہب یہ ہے کہ رکھنا واجب ہے، اور یہ سات اعضاء پر سجدے کی حدیث کے ظاہر کا تقاضا کرتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(3)؛ وَثَالِثُهَا: الْكَلَامُ فِي السُّجُودِ عَلَى كَوْرِ الْعِمَامَةِ أَوْ فَاضِلِ ثَوْبِهِ:

وَهُوَ مُفْسِدٌ لِلصَّلَاةِ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ، قَالَ فِي الْهِدَايَةِ: فَإِنْ سَجَدَ عَلَى كَوْرِ عِمَامَتِهِ أَوْ فَاضِلِ ثَوْبِهِ جَازَ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ عَلَى كَوْرِ عِمَامَتِهِ، وَرُوِيَ أَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ يَتَّقِي بِفُضُولِهِ حَرَّ الْأَرْضِ وَبَرْدَهَا.

(3): تیسری جگہ: پگڑی کی گولائی پر یا کپڑے کے زائد حصے پر سجدہ کرنا۔

یہ شافعی کے نزدیک نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ "**ہدایہ**" میں کہا گیا ہے: پس اگر پگڑی کی گولائی پر یا کپڑے کے زائد حصے پر سجدہ کرے تو جائز ہے، کیونکہ نبی ﷺ نے پگڑی کی گولائی پر سجدہ کیا ہے۔ اور روایت ہے کہ آپ ایک کپڑے میں نماز پڑھتے تھے اور اس کے زائد حصے سے زمین کی گرمی اور سردی سے بچتے تھے۔

قَالَ فِي **الْحَاوِي** فِي مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ: وَمِنْ أَرْكَانِ الصَّلَاةِ السُّجُودُ بِوَضْعِ الْجَبْهَةِ مَكْشُوفَةً، وَقَالَ فِي شَرْحِهِ: وَإِنَّمَا يَحْصُلُ الْكَشْفُ إِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَوْضِعِ السُّجُودِ حَائِلٌ مُتَّصِلٌ بِهِ يَرْتَفِعُ بِارْتِفَاعِهِ فَلَوْ سَجَدَ عَلَى طَرَفِهِ أَوْ كَوْرِ عِمَامَتِهِ لَمْ يَجْزِ لِأَنَّهُ لَمْ يُبَاشِرْ بِجَبْهَتِهِ مَوْضِعَ السُّجُودِ وَقَدْ رُوِيَ أَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَلْزِقْ جَبْهَتَكَ الْأَرْضَ»، وَقَالَ النَّوَوِيُّ: لَوْ كَانَ عَلَى جَبْهَتِهِ جِرَاحَةٌ فَعَصَبَهَا وَسَجَدَ عَلَى الْعِصَابَةِ أَجْزَأَهُ وَلَا إِعَادَةَ عَلَيْهِ عَلَى الْمَذْهَبِ، لِأَنَّهُ إِذَا سَقَطَتِ الْإِعَادَةُ مَعَ الْإِيمَاءِ لِلْعُذْرِ فَهَهُنَا أَوْلَى.

"**الحاوی**" میں شافعی کے مذہب میں کہا گیا ہے: نماز کے ارکان میں سے پیشانی کا کھلا رکھ کر سجدہ کرنا ہے۔ اور اس کی شرح میں کہا گیا: اور کشف اس وقت حاصل ہو گا جب اس کے اور سجدے کی جگہ کے درمیان کوئی حائل نہ ہو جو اس کے ساتھ متصل ہو اور اس کے اٹھنے سے اٹھے۔ پس اگر پگڑی کے کنارے یا گولائی پر سجدہ کیا تو جائز نہیں، کیونکہ اس نے پیشانی سے سجدے کی جگہ کو براہ راست نہیں لگایا۔ اور روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "**اپنی پیشانی زمین سے لگاؤ۔**" اور نووی نے کہا: اگر پیشانی پر زخم ہو اور اس پر پٹی باندھ کر اس پر سجدہ کیا تو کافی ہے اور اعادہ لازم نہیں، مذہب کے مطابق، کیونکہ جب عذر کی وجہ سے اشارے سے سجدہ کرنے پر اعادہ ساقط ہو جاتا ہے تو یہاں اولیٰ ہے۔

وَقَالَ: وَلَا يَجُوزُ السُّجُودُ عَلَى مَحْمُولِهِ إِنْ تَحَرَّكَ بِحَرَكَتِهِ، وَقَالَ فِي شَرْحِهِ: أَيْ: إِذَا سَجَدَ عَلَى مَحْمُولِهِ كَطَرَفِ كُمِّهِ أَوْ ذَيْلِهِ فَإِنْ كَانَ يَتَحَرَّكُ بِحَرَكَتِهِ قِيَاماً وَقُعُوداً لَمْ يَجْزِ أَيْضاً قِيَاساً عَلَى كَوْرِ الْعِمَامَةِ، وَإِنْ طَالَ وَلَمْ يَتَحَرَّكْ بِحَرَكَتِهِ فَلَا بَأْسَ لِأَنَّهُ فِي حُكْمِ الْمُنْفَصِلِ عَنْهُ فَأَشْبَهَ بِمَا لَوْ سَجَدَ عَلَى ذَيْلِ غَيْرِهِ، وَيُفْهَمُ مِنْ قَوْلِهِ: مَحْمُولِهِ جَوَازُ السُّجُودِ عَلَى نَحْوِ سَرِيرٍ يَتَحَرَّكُ بِحَرَكَتِهِ. انْتَهَى.

اور کہا: اپنے محمول پر سجدہ کرنا جائز نہیں اگر وہ اس کی حرکت سے حرکت کرے۔ اور اس کی شرح میں کہا: یعنی اگر اپنے محمول پر سجدہ کرے جیسے آستین کا کنارہ یا کپڑے کا دامن، پس اگر وہ قیام اور قعود میں اس کی حرکت سے حرکت کرتا ہو تو بھی جائز نہیں، پگڑی کی گولائی پر قیاس کرتے ہوئے۔ اور اگر لمبا ہو اور اس کی حرکت سے نہ ہلے تو کوئی حرج نہیں، کیونکہ یہ اس سے منفصل کے حکم میں ہے، پس ایسا ہی ہے جیسے کسی دوسرے کے دامن پر سجدہ کرے۔ اور "**محمول**" کے قول سے سمجھا جاتا ہے کہ اس تخت پر سجدہ کرنا جائز ہے جو اس کی حرکت سے حرکت کرتا ہو۔ ختم شد۔

وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْقُرَشِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلاً يَسْجُدُ عَلَى كَوْرِ عِمَامَتِهِ فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ أَنِ ارْفَعْ عِمَامَتَكَ فَأَوْمَأَ إِلَى جَبْهَتِهِ،

عیاض بن عبد اللہ القرشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو پگڑی کی گولائی پر سجدہ کر رہا تھا، تو آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ پگڑی ہٹاؤ، پھر اپنی پیشانی کی طرف اشارہ کیا۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِي أَعْلَى جَبْهَتِهِ عَلَى قَصَاصِ الشَّعْرِ. رَوَاهُمَا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ.

اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: میں نے نبی صَلَّیٰ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کو دیکھا کہ آپ پیشانی کے اوپری حصے پر بالوں کے اگلے حصے پر سجدہ کرتے تھے۔ ان دونوں کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔

ثُمَّ إِنَّ صَاحِبَ الْهِدَايَةِ أَطْلَقَ جَوَازَ السُّجُودِ عَلَى كَوْرِ الْعِمَامَةِ وَلَمْ يَذْكُرْ كَرَاهَتَهُ وَلَمْ يَعُدَّهُ فِي الْمَكْرُوهَاتِ، وَلَكِنَّ **الشُّمُنِّيَّ** وَبَعْضَ آخَرَ مِنْ شُرَّاحِ **النُّقَايَةِ** ذَكَرُوا فِي الْمَكْرُوهَاتِ.

پھر صاحب ہدایہ نے پگڑی کی گولائی پر سجدے کے جواز کو مطلقاً ذکر کیا ہے اور اس کی کراہت ذکر نہیں کی، اور اسے مکروہات میں شمار نہیں کیا۔ لیکن **شمنی** اور "**نقایہ**" کے بعض دیگر شارحین نے اسے مکروہات میں ذکر کیا ہے۔

وَقَالَ الشُّمُنِّيُّ: وَلَكِنْ لَا يَمْنَعُ صِحَّةَ الصَّلَاةِ لِأَنَّ مَا انْفَصَلَ مِنَ الْعِمَامَةِ وَانْحَلَّ مِنْهَا لَوْ سَجَدَ عَلَيْهِ جَازَ بِالِاتِّفَاقِ فَيُقَاسُ عَلَيْهِ مَا اتَّصَلَ بِهَا، وَقَالَ: رَوَى **الْحَافِظُ أَبُو الْقَاسِمِ** فِي كِتَابِهِ **الْفَوَائِدُ** عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ عَلَى كَوْرِ عِمَامَتِهِ، وَقَالَ: إِنْ صَحَّ هَذَا الْحَدِيثُ كَانَ وُقُوعُهُ مِنْهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلضَّرُورَةِ لِأَنَّهُ لَا يَجُوزُ صُدُورُ فِعْلٍ مَكْرُوهٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَكَذَا قَالَ.

شمنی نے کہا: لیکن یہ نماز کی صحت کو مانع نہیں، کیونکہ پگڑی کا جو حصہ جدا ہو کر کھل گیا ہو اگر اس پر سجدہ کرے تو اتفاقاً جائز ہے، پس اس پر اس چیز کو قیاس کیا جائے گا جو اس سے متصل ہے۔ اور کہا: **حافظ ابو القاسم** نے اپنی کتاب "**الفوائد**" میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صَلَّیٰ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ پگڑی کی گولائی پر سجدہ کرتے تھے۔ اور کہا: اگر یہ حدیث صحیح ہو تو آپ صَلَّیٰ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ سے اس کا وقوع ضرورت کی وجہ سے ہو گا، کیونکہ نبی صَلَّیٰ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ سے مکروہ **فعل** کا صدور جائز نہیں۔ ایسا ہی انہوں نے کہا ہے۔

وَأَقُولُ: قَالَ بَعْضُ النَّاسِ: يَجُوزُ صُدُورُ فِعْلٍ مَكْرُوهٍ عَنِ الشَّارِعِ لِبَيَانِ أَصْلِ الْجَوَازِ كَمَا قِيلَ فِي شُرْبِ الْمَاءِ قَائِمًا، وَالشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ سَاقَ فِي جَوَازِ السُّجُودِ عَلَى كَوْرِ الْعِمَامَةِ وَفَضْلِ الثَّوْبِ أَحَادِيثَ وَآثَارًا فَقَالَ: رَوَى أَبُو نُعَيْمٍ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْحِلْيَةِ فِي تَرْجَمَةِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو يَعْلَى الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّبَيْرِيُّ ثَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى الْحَافِظُ الصُّوفِيُّ الْبَغْدَادِيُّ ثَنَا لَاحِقٌ ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الدِّمَشْقِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَيْرُوزَ الْمِصْرِيُّ ثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَدْهَمَ عَنْ أَبِيهِ أَدْهَمَ بْنِ مَنْصُورٍ الْعِجْلِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْجُدُ عَلَى كَوْرِ عِمَامَتِهِ، وَرَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ بِسَنَدِهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ عَلَى [كَوْرِ] عِمَامَتِهِ،

اور میں کہتا ہوں: بعض لوگوں نے کہا ہے کہ شارع سے مکروہ **فعل** کا صدور جائز ہے تاکہ اصل جواز بیان ہو، جیسا کہ کھڑے ہو کر پانی پینے کے بارے میں کہا گیا ہے۔ اور شیخ ابن الہمام نے پگڑی کی گولائی اور کپڑے کے زائد حصے پر سجدے کے جواز میں احادیث اور آثار ذکر کیے ہیں۔ پس کہا: ابو نعیم نے "**الحلیہ**" میں ابراہیم بن ادہم کے ترجمے میں ابن عباس کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ہمیں ابو یعلی حسین بن محمد الزبیری نے حدیث سنائی، انہیں ابو الحسن عبد اللہ بن موسی الحافظ الصوفی البغدادی نے حدیث سنائی، انہیں لاحق نے، انہیں حسن بن علی الدمشقی نے، انہیں محمد بن فیروز المصری نے، انہیں بقیہ بن ولید نے، انہیں ابراہیم بن ادہم نے، انہیں ان کے والد ادہم بن منصور العجلی نے، انہیں سعید بن جبیر نے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی صَلَّیٰ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ پگڑی کی گولائی پر سجدہ کرتے تھے۔ اور طبرانی نے "الاوسط" میں اپنی سند کے ساتھ عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صَلَّیٰ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کو دیکھا کہ آپ پگڑی کی گولائی پر سجدہ کرتے تھے۔

وَرَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ فِي الْكَامِلِ مِنْ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ عَنْ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَابِطٍ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ عَلَى كَوْرِ الْعِمَامَةِ، وَقَدْ ضَعَّفَ عَمْرَو بْنَ شِمْرٍ وَجَابِرٌ الْجُعْفِيُّ كَذَّابٌ، وَرَوَاهُ الْحَافِظُ أَبُو الْقَاسِمِ تَمَامُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّازِيُّ فِي فَوَائِدِهِ بِسَنَدِهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْجُدُ عَلَى كَوْرِ الْعِمَامَةِ، وَأَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ فِي سُنَنِهِ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُونَ وَأَيْدِيهِمْ فِي ثِيَابِهِمْ وَيَسْجُدُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ عَلَى عِمَامَتِهِ، وَذَكَرَهُ الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيحِهِ تَعْلِيقاً قَالَ: وَقَالَ الْحَسَنُ: كَانَ الْقَوْمُ يَسْجُدُونَ عَلَى الْعِمَامَةِ وَالْقَلَنْسُوَةِ ـ وَكَانَ الرَّجُلُ مِنْهُمْ يَسْجُدُ ـ وَيَدَاهُ فِي كُمِّهِ،

اور ابن عدی نے "**الکامل**" میں عمرو بن شمر کی حدیث سے، وہ جابر جعفی سے، وہ عبد الرحمن بن سابط سے، وہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ پگڑی کی گولائی پر سجدہ کرتے تھے۔ اور عمرو بن شمر کو ضعیف قرار دیا گیا ہے اور جابر جعفی کذاب ہے۔ اور حافظ ابو القاسم تمام بن محمد الرازی نے اپنی "فوائد" میں اپنی سند کے ساتھ نافع سے، وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ پگڑی کی گولائی پر سجدہ کرتے تھے۔ اور بیہقی نے اپنی "سنن" میں ہشام سے، وہ حسن سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سجدہ کرتے تھے اور ان کے ہاتھ ان کے کپڑوں میں ہوتے تھے، اور ان میں سے ایک آدمی اپنی پگڑی پر سجدہ کرتا تھا۔ اور بخاری نے اسے اپنی "**صحیح**" میں تعلیقاً ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا: اور حسن نے کہا: لوگ پگڑی اور ٹوپی پر سجدہ کرتے تھے، اور ان میں سے ایک آدمی سجدہ کرتا تھا اور اس کے ہاتھ اس کی آستین میں ہوتے تھے۔

وَرَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثَنَا شَرِيكٌ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ يَتَّقِي بِفُضُولِهِ حَرَّ الْأَرْضِ وَبَرْدَهَا. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ وَأَبُو يَعْلَى وَالطَّبَرَانِيُّ وَابْنُ عَدِيٍّ فِي الْكَامِلِ، وَأَعَلَّهُ بِحُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَضَعَّفَهُ ابْنُ مَعِينٍ وَالنَّسَائِيُّ وَالْمَدِينِيُّ قَالَ: وَهُوَ عِنْدِي مِمَّنْ يُكْتَبُ حَدِيثُهُ، فَإِنِّي لَمْ أَجِدْ لَهُ حَدِيثاً مُنْكَراً وَبِمَعْنَاهُ مَا أَخْرَجَهُ السِّتَّةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ، فَإِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَحَدُنَا أَنْ يُمَكِّنَ وَجْهَهُ مِنَ الْأَرْضِ، بَسَطَ ثَوْبَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ، وَالِاتِّفَاقُ عَلَى أَنَّ الْحَائِلَ لَيْسَ بِمَانِعٍ مِنَ السُّجُودِ وَلَمْ يَزِدْ مَا نَحْنُ فِيهِ إِلَّا بِكَوْنِهِ مُتَّصِلاً بِهِ، وَنَمْنَعُ تَأْثِيرَ ذَلِكَ فِي الْفَسَادِ لَوْ تَجَرَّدَ عَنِ الْمَنْقُولَاتِ فَكَيْفَ وَمَا فِيهِ مَا سَمِعْتَ وَإِنْ تُكُلِّمَ فِي بَعْضِهَا، كَفَى الْبَعْضُ الْآخَرُ، ثُمَّ أَنْ يُضَعَّفَ كُلُّهَا كَانَتْ حَسَنَةً لِتَعَدُّدِ الطُّرُقِ وَكَثْرَتِهَا،

اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا: ہمیں شریک نے حدیث سنائی، وہ حسین بن عبد اللہ سے، وہ عکرمہ سے، وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی، آپ اس کے زائد حصے سے زمین کی گرمی اور سردی سے بچتے تھے۔ اسے احمد، اسحاق بن راہویہ، ابو یعلی، طبرانی اور ابن عدی نے "الکامل" میں روایت کیا ہے۔ اور اسے حسین بن عبد اللہ کی وجہ سے معلول قرار دیا ہے، اور ابن معین، نسائی اور مدینی نے اسے ضعیف کہا ہے۔ انہوں نے کہا: اور میرے نزدیک یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کی حدیث لکھی جاتی ہے، کیونکہ میں نے اس کی کوئی منکر حدیث نہیں پائی۔ اور اسی کے معنی میں وہ حدیث ہے جسے ستہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: ہم نبی ﷺ کے ساتھ سخت گرمی میں نماز پڑھتے تھے، پس جب ہم میں سے کوئی اپنا چہرہ زمین پر اچھی طرح نہ رکھ سکتا تو اپنا کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کر لیتا۔ اور اس بات پر اتفاق ہے کہ حائل سجدے سے مانع نہیں ہے، اور ہمارے زیر بحث مسئلے میں اس پر صرف اتنی زیادتی ہے کہ وہ حائل اس کے ساتھ متصل ہے۔ اور ہم کہتے ہیں کہ صرف اس اتصال کی وجہ سے فساد کا حکم لگانا صحیح نہیں، اگر منقولات کو ایک طرف رکھ دیا جائے تو کیسے؟ اور اس مسئلے میں وہ روایات

موجود ہیں جو تم نے سنیں، اگرچہ ان میں سے بعض پر کلام کیا گیا ہے، تو دوسری بعض کافی ہیں۔ پھر اگر تمام روایات کو ضعیف قرار دے دیا جائے تب بھی یہ روایات کثرت طرق کی وجہ سے حسن کے درجے کو پہنچ جاتی ہیں۔

وَقَدْ رُوِیَ عَنْ غَیْرِ الْوُجُوْهِ الَّتِی ذَکَرْنَا أَیْضاً وَیَکْفِی مَا ذَکَرَهُ الْحَسَنُ الْبَصْرِیُّ عَنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَبِهٖ یَقْوٰی ظَنُّ صِحَّةِ الْمَرْفُوْعَاتِ إِذْ لَیْسَ مَعْنَی الضَّعِیْفِ الْبَاطِلَ فِی نَفْسِ الْأَمْرِ بَلْ مَا لَمْ یَثْبُتْ بِالشُّرُوْطِ الْمُعْتَبَرَةِ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِیْثِ مَعَ تَجْوِیْزِ کَوْنِهٖ صَحِیْحاً فِی نَفْسِ الْأَمْرِ، فَیَجُوْزُ أَنْ تَقْتَرِنَ قَرِیْنَةٌ تَحَقَّقَ ذٰلِكَ، وَإِنَّ الرَّاوِیَ الضَّعِیْفَ أَجَادَ فِی هٰذَا الْمَتْنِ فَیَحْکُمُ بِهٖ مَعَ أَنَّ اعْتِبَارَ التَّبَعِیَّةِ فِی الْحَائِلِ یَقْتَضِی عَدَمَ اعْتِبَارِهٖ حَائِلاً فَیَصِیْرُ کَأَنَّهٗ سَجَدَ بِلَا حَائِلٍ، وَلَا یَجُوْزُ مَسُّ الْمُصْحَفِ بِکُمِّهٖ کَمَا لَا یَجُوْزُ بِکَفِّهٖ، وَمَا ذُکِرَ فِی **التَّجْنِیْسِ** مِنْ عَلَامَةِ الْمِیْمِ: أَنَّهٗ یُکْرَهُ السُّجُوْدُ عَلٰی کَوْرِ الْعِمَامَةِ لِمَا فِیْهِ مِنْ تَرْكِ التَّعْظِیْمِ لَا یُرَادُ بِهٖ أَصْلُ التَّعْظِیْمِ وَإِلَّا لَمْ یَصِحَّ بَلْ نِهَایَتُهٗ، وَهٰذَا لِأَنَّ الرُّکْنَ فِعْلٌ وُضِعَ لِلتَّعْظِیْمِ،

اور جن وجوہ کے علاوہ بھی یہ روایت آئی ہے، اور حسن بصری کا رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سے جو ذکر کیا ہے وہی کافی ہے۔ اور اس سے مرفوع روایات کی صحت کا گمان قوی ہو جاتا ہے، کیونکہ ضعیف کا معنی اپنے نفس میں باطل ہونا نہیں، بلکہ وہ حدیث ہے جو اہل حدیث کے نزدیک معتبر شرائط پر پوری نہ اترے، حالانکہ اپنے نفس میں اس کا صحیح ہونا جائز ہے۔ پس جائز ہے کہ کوئی قرینہ مل جائے جس سے اس کی صحت متحقق ہو جائے، اور یہ کہ ضعیف راوی نے اس متن میں درستی کی ہو، پس اس کے ساتھ حکم لگایا جائے۔ اس کے علاوہ حائل میں تبعیت کا اعتبار یہ تقاضا کرتا ہے کہ اسے حائل نہ سمجھا جائے، پس گویا اس نے بغیر حائل کے سجدہ کیا۔ اور مصحف کو اپنی آستین سے چھونا جائز نہیں، جیسے ہتھیلی سے چھونا جائز نہیں۔ اور **التجنیس** میں علامتِ میم کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ پگڑی کی گولائی پر سجدہ کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں تعظیم ترک کرنا پایا جاتا ہے اس سے اصل تعظیم مراد نہیں ورنہ سجدہ صحیح ہی نہ ہو، بلکہ اس سے انتہائی تعظیم مراد ہے اور یہ اس لیے کہ رکن ایک ایسا فعل ہے جو تعظیم کے لیے وضع کیا گیا ہے.

وَلِأَنَّ الْمُشَاهَدَةَ مِنْ وَضْعِ الرَّجُلِ الْجَبْهَةَ فِی الْعِمَامَةِ [عَلَی الْأَرْضِ] نَاکِساً لِغَیْرِهٖ یُعَدُّ تَعْظِیماً أَیْ: تَعْظِیْمَ هٰذَا فِی الْحَائِلِ التَّابِعِ، أَمَّا الْحَائِلُ الَّذِی هُوَ بَعْضُه فَقَدِ اخْتَلَفُوا فِیْهِ، فَلَوْ سَجَدَ عَلٰی کَفِّهٖ وَهِیَ عَلَی الْأَرْضِ قِیْلَ: لَا یَجُوْزُ، وَصُحِّحَ الْجَوَازُ، وَعَلٰی فَخِذِهٖ قِیْلَ: لَا یَجُوْزُ وَلَوْ بِعُذْرٍ، وَقِیْلَ: یَجُوْزُ بِلَا عُذْرٍ، وَلَیْسَ بِشَیْءٍ یُلْتَفَتُ إِلَیْهِ بَلْ لَا یَحِلُّ عِنْدِی نَقْلُه کَیْ لَا یَشْتَهِرَ، وَصُحِّحَ الْجَوَازُ بِعُذْرٍ لَا بِدُوْنِهٖ، وَعَلٰی رُکْبَتَیْهِ لَا یَجُوْزُ فِی الْوَجْهَیْنِ، وَلَمْ نَعْلَمْ فِیْهِ خِلَافاً لٰکِنْ إِنْ کَانَ بِعُذْرٍ بِهٖ کَفَاهُ بِاعْتِبَارِ مَا فِی ضِمْنِه مِنَ الْإِیْمَاءِ وَکَانَ عَدَمُ الْخِلَافِ فِیْهِ لِکَوْنِ السُّجُوْدِ یَقَعُ عَلٰی حَرْفِ الرُّکْبَةِ وَهُوَ لَا یَأْخُذُ فِیْهِ قَدْرَ الْوَاجِبِ مِنَ الْجَبْهَةِ، وَفِی التَّجْنِیْسِ: لَوْ سَجَدَ عَلٰی حَجَرٍ صَغِیْرٍ إِنْ کَانَ أَکْثَرُ الْجَبْهَةِ عَلَی الْأَرْضِ یَجُوْزُ وَإِلَّا فَلَا. انْتَهٰی کَلَامُ الشَّیْخِ ابْنِ الْهُمَامِ.

اور مشاہدہ یہ ہے کہ آدمی کا اپنی پیشانی کو پگڑی پر رکھ کر زمین پر جھکانا دوسرے کے لیے تعظیم شمار ہوتا ہے، یعنی اس حائل تابع میں اس کی تعظیم ہے۔ رہا وہ حائل جو اس کے بعض کے حکم میں ہو، تو اس میں اختلاف ہے: پس اگر اپنی ہتھیلی پر سجدہ کرے اور وہ زمین پر ہو تو کہا گیا ہے: جائز نہیں، اور جواز کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔ اور اگر اپنی ران پر سجدہ کرے تو کہا گیا ہے: جائز نہیں، اگرچہ عذر ہو۔ اور کہا گیا ہے: بغیر عذر کے جائز ہے، اور یہ کوئی ایسی بات نہیں جس پر التفات کیا جائے، بلکہ میرے نزدیک اس کا نقل کرنا بھی حلال نہیں تاکہ یہ مشہور نہ ہو جائے۔ اور عذر کے ساتھ جواز کو صحیح قرار دیا گیا ہے، بغیر عذر کے نہیں۔ اور اپنے گھٹنوں پر سجدہ کرنا دونوں صورتوں میں جائز نہیں، اور ہم اس میں اختلاف نہیں جانتے۔ لیکن اگر عذر ہو تو اس کے لیے اشارے کا حکم ہو گا اور یہ کافی ہو گا، اور اس میں اختلاف نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ سجدہ گھٹنے کے کنارے پر واقع ہوتا ہے اور

اس میں پیشانی کا واجب مقدار حاصل نہیں ہوتا۔ اور "**التجنيس**" میں ہے: اگر چھوٹے پتھر پر سجدہ کرے، پس اگر پیشانی کا اکثر حصہ زمین پر ہو تو جائز ہے، ورنہ نہیں۔ ختم شد کلامِ شیخ ابن الہمام۔

وَفِي **شَرْحِ كِتَابِ الخرقي** -فِي مَذْهَبِ الإِمَامِ أَحْمَدَ- : إِنَّهُ لَا يَجِبُ مُبَاشَرَةُ الْمُصَلِّي بِشَيْئٍ من أَعْضَاء سُجُودِهِ، وَهُوَ إِجْمَاعٌ فِي الْقَدَمَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ، وَقَوْلُ الجُمْهُورِ فِي الْيَدَيْنِ، وَيَدُلُّ عَلَيْهِ مَا رُوِيَ: أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجه عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِنَا فِي مَسْجِدِ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، فَرَأَيْتُهُ وَاضِعاً يَدَيْهِ فِي ثَوْبِهِ إِذَا سَجَدَ، أَمَّا الْجَبْهَةُ فَفِي الْمُبَاشَرَةِ بِهَا قَوْلَانِ مَشْهُوْرَانِ، هُمَا رِوَايَتَانِ عَنْ أَحْمَدَ أَصَحُّهُمَا عِنْدَ أَبِي الْبَرَكَاتِ وَاخْتَارَهَا أَبُوْبَكْرٍ وَالْقَاضِي.

اور "**کتاب الخرقی**" کی شرح میں –امام احمد کے مذہب میں– ہے: نمازی کے لیے اپنے سجدے کے اعضاء میں سے کسی عضو کا زمین کو براہِ راست لگانا واجب نہیں۔ اور یہ قدموں اور گھٹنوں کے بارے میں اجماع ہے، اور ہاتھوں کے بارے میں جمہور کا قول ہے۔ اور اس پر وہ حدیث دلالت کرتی ہے جسے احمد اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا: نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمیں بنی عبد الاشہل کی مسجد میں نماز پڑھائی۔ پس میں نے دیکھا کہ جب آپ سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھ کپڑے میں رکھے ہوتے تھے۔ رہی پیشانی، تو اس کے براہِ راست لگانے میں دو مشہور قول ہیں، جو احمد سے دو روایتیں ہیں۔ ان میں سے اصح قول ابو البرکات کے نزدیک یہی ہے، اور ابو بکر اور قاضی نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے

لَا يَجِبُ لِمَا رَوَى أَنَسٌ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ فَيَضَعُ أَحَدُنَا طَرَفَ الثَّوْبِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ فِي مَكَانِ السُّجُوْدِ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، وَالثَّانِيَةُ تَجِبُ الْمُبَاشَرَةُ إِنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ عُذْرٍ لِمَا رَوَى خَبَّابُ بْنُ الْأَرَتِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: شَكَوْنَا إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّ الرَّمْضَاءِ فِي جِبَاهِنَا وَأَكُفِّنَا فَلَمْ يُشْكِنَا، وَمَحَلُّ الرِّوَايَتَيْنِ فِيْمَا إِذَا سَجَدَ عَلَى كَوْرِ عِمَامَتِهِ أَوْ ذَيْلِهِ مِمَّا هُوَ حَائِلٌ لَه وَهُوَ مُنْفَصِلٌ عَنْهُ.

واجب نہیں ہے، اس حدیث کی وجہ سے جو انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سخت گرمی میں نماز پڑھتے تھے، تو ہم میں سے کوئی گرمی کی شدت کی وجہ سے کپڑے کا کنارہ سجدے کی جگہ پر رکھ لیتا تھا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ براہِ راست لگانا واجب ہے، اگر عذر نہ ہو، اس حدیث کی وجہ سے جو خباب بن الارت سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی پیشانیوں اور ہتھیلیوں کی تکلیف کی شکایت کی سخت گرمی کی وجہ سے تو آپ نے ہماری شکایت دور نہ فرمائی۔ اور دونوں روایات کا محل اس صورت میں ہے جب آدمی اپنی پگڑی کی گولائی پر یا کپڑے کے دامن پر سجدہ کرے، جو اس کے اور زمین کے درمیان حائل ہو، اور وہ اس سے جدا ہو۔

هٰذَا الْكَلَامُ فِي مَذْهَبِ أَحْمَدَ، وَلَمْ نَجِدْ مِنَ الْكَلَامِ فِي مَذْهَبِ مَالِكٍ فِي ذٰلِكَ، وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ إِذَا نَهَضَ الرَّجُلُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ أَنْ لَا يَعْتَمِدَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ شَيْخاً كَبِيْراً لَا يَسْتَطِيْعُ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَالظَّاهِرُ الْإِطْلَاقُ، وَاللهُ أَعْلَمُ. وَقَدْ وَقَعَ فِي هٰذَا الْمَقَامِ مِنَ التَّطْوِيْلِ وَالْإِطْنَابِ وَلَا بَأْسَ، وَقَدْ وَقَعَ مِثْلُ ذٰلِكَ فِي هٰذَا الْكِتَابِ، وَاللهُ مُفِيْضُ الْحَقِّ وَمُلْهِمُ الصَّوَابِ.

ترجمہ: یہ کلام امام احمد کے مذہب میں ہے، اور ہمیں امام مالک کے مذہب میں اس مسئلے کے بارے میں کوئی کلام نہیں ملا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "فرض نماز میں سنت یہ ہے کہ جب آدمی پہلی دو رکعتوں کے بعد اٹھے تو زمین پر سہارا

نہ لے، مگر یہ کہ وہ بوڑھا ہو جسے طاقت نہ ہو۔" اسے ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ یہ اطلاق پر ہے، واللہ اعلم۔ اور اس مقام پر طوالت اور تفصیل واقع ہوئی ہے، اور اس میں کوئی حرج نہیں، اور اس کتاب میں اس جیسی چیزیں واقع ہوئی ہیں۔" اور اللہ ہی حق عطا کرنے والا اور صحیح بات کی توفیق دینے والا ہے۔"

(4): رَابِعُهَا: الْكَلَامُ فِي جَلْسَةِ الِاسْتِرَاحَةِ:

وَقَدِ اخْتُلِفَ فِيهَا، فَعِنْدَنَا إِذَا كَانَ الْمُصَلِّي فِي وِتْرٍ مِنْ صَلَاتِهِ بِأَنْ رَفَعَ رَأْسَهُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى وَالثَّالِثَةِ اعْتَمَدَ عَلَى فَخِذَيْهِ وَاسْتَوَى قَائِماً عَلَى صُدُورِ قَدَمَيْهِ وَلَا يَقْعُدُ وَلَا يَعْتَمِدُ بِيَدَيْهِ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا أَنْ يَشُقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ فَيَعْتَمِدُ بِالْأَرْضِ وَيَقُومُ، وَكَذٰلِكَ قَالَ فِي **رِسَالَةِ ابْنِ أَبِي زَيْدٍ** فِي مَذْهَبِ مَالِكٍ: ثُمَّ تَقُومُ مِنَ الْأَرْضِ مُعْتَمِداً عَلَى يَدَيْكَ لَا تَرْجِعُ جَالِساً لِتَقُومَ مِنَ الْجُلُوسِ.

(4): چوتھی جگہ: جلسۂ استراحت کا بیان

جلسۂ استراحت میں اختلاف ہے۔ ہمارے نزدیک جب نمازی اپنی نماز کی طاق رکعت میں ہو، یعنی پہلی اور تیسری رکعت میں سر اٹھائے تو وہ اپنی رانوں پر سہارا لے کر اپنے پاؤں کے پنجوں پر سیدھا کھڑا ہو جائے۔ وہ نہ بیٹھے اور نہ اپنے ہاتھوں سے زمین پر سہارا لے، الا یہ کہ یہ اس پر شاق گزرے تو زمین پر سہارا لے کر کھڑا ہو جائے۔ اسی طرح **"رسالہ ابن ابی زید"** میں مالکی مذہب میں کہا گیا ہے: پھر تم زمین سے کھڑے ہو، اپنے ہاتھوں پر سہارا لیتے ہوئے، بیٹھنے کے لیے دوبارہ نہ بیٹھو تاکہ بیٹھ کر کھڑے ہو سکو۔

وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ يَجْلِسُ جَلْسَةً خَفِيفَةً ثُمَّ يَنْهَضُ مُعْتَمِداً عَلَى الْأَرْضِ كَالْعَاجِنِ وَيَقُومُ، وَمُتَمَسَّكُهُ حَدِيثُ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رضی اللہ عنہ فِي صِفَةِ صَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ إِذَا كَانَ فِي وِتْرٍ مِنْ صَلَاتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَاعِداً، وَفِي رِوَايَةٍ: لَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ جَلَسَ، ثُمَّ اعْتَمَدَ عَلَى الْأَرْضِ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

شافعی کے نزدیک ایک ہلکی سی بیٹھک لیتا ہے، پھر زمین پر سہارا لے کر کھڑا ہوتا ہے جیسے گوندھنے والا کھڑا ہوتا ہے۔ ان کی دلیل مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے نبی ﷺ کی نماز کی صفت میں کہ آپ جب اپنی نماز کی طاق رکعت میں ہوتے تو اس وقت تک نہ اٹھتے جب تک سیدھے بیٹھ نہ جاتے۔ اور ایک روایت میں ہے: جب آپ دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے تو بیٹھ جاتے، پھر زمین پر سہارا لے کر کھڑے ہوتے۔ اسے بخاری، ابو داؤد، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

قَالَ فِي الْحَاوِي: وَسُنَّ جَلْسَةُ الِاسْتِرَاحَةِ وَوَضْعُ الْيَدِ يَعْنِي: عَلَى الْأَرْضِ كَالْعَاجِنِ لِلْقِيَامِ. وَقَالَ فِي شَرْحِهِ: لِمَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى الْأَرْضِ كَمَا يَضَعُ الْعَاجِنُ.

الحاوی میں کہا گیا ہے: جلسۂ استراحت اور ہاتھ زمین پر رکھنا سنت ہے، یعنی کھڑے ہونے کے لیے گوندھنے والے کی طرح۔ اور اس کی شرح میں کہا گیا: اس لیے کہ ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھ زمین پر رکھتے جیسے گوندھنے والا رکھتا ہے۔

وَعَنْ أَحْمَدَ رِوَايَتَانِ، أَحَدُهُمَا: أَنَّهُ لَا يَجْلِسُ جَلْسَةَ الِاسْتِرَاحَةِ، وَهُوَ الْمُخْتَارُ مِنَ الرِّوَايَتَيْنِ وَهُوَ قَوْلُ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ حَكَاهُ أَحْمَدُ عَنْهُمْ، وَذَكَرَهُ ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، وَقَالَ أَحْمَدُ: وَأَكْثَرُ الْأَحَادِيثِ عَلَى هٰذَا وَقَالَ أَبُو الزِّنَادِ: تِلْكَ السُّنَّةُ وَالرِّوَايَةُ الثَّانِيَةُ: أَنْ يَجْلِسَ لِلِاسْتِرَاحَةِ، اخْتَارَهَا أَبُو بَكْرٍ عَبْدُ الْعَزِيزِ وَشَيْخُه، وَالْخَلَّالُ زَعَمَ أَنَّ أَحْمَدَ رَجَعَ عَنِ الْأَوَّلِ لِحَدِيثِ أَبِي حُمَيْدٍ وَمَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا.

احمد سے دو روایتیں ہیں: پہلی روایت: وہ جلسۂ استراحت نہیں کرتا، اور یہی دونوں روایتوں میں مختار ہے۔ اور یہ عمر، علی اور ابن مسعود کا قول ہے، احمد نے ان سے یہی نقل کیا ہے۔ اور ابن المنذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسے ذکر کیا ہے۔ احمد نے کہا: اور اکثر احادیث اسی پر ہیں۔ اور ابو الزناد نے کہا: یہی سنت ہے۔ **دوسری روایت:** استراحت کے لیے بیٹھے۔ اسے ابو بکر عبد العزیز اور ان کے شیخ نے اختیار کیا ہے۔ اور خلّال نے گمان کیا ہے کہ احمد نے ابو حمید اور مالک بن حویرث رضی اللہ عنہما کی حدیث کی وجہ سے پہلی رائے سے رجوع کر لیا تھا۔

وَعَلَى هٰذِهِ الرِّوَايَةِ يَجْلِسُ عَلَى قَدَمَيْهِ وَأَلْيَتَيْهِ وَيَمَسُّ بِهِمَا الْأَرْضَ، وَنَصَّ عَلَيْهِ فِي رِوَايَةِ الْمَرْوَزِيِّ لِتُفَارِقَ الْجَلْسَةَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، وَعَلَيْهِ يُحْمَلُ قَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي الْإِقْعَاءِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ: هُوَ سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ الْآمِدِيُّ: يَجْلِسُ عَلَى قَدَمَيْهِ وَلَا يُلْصِقُ أَلْيَتَيْهِ بِالْأَرْضِ، وَزَعَمَ أَنَّ الْأَصْحَابَ لَا تَخْتَلِفُ فِي ذٰلِكَ، قَالَ الْقَاضِي: وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَجْلِسَ مُفْتَرِشًا لِحَدِيثِ أَبِي حُمَيْدٍ. وَاللهُ أَعْلَمُ. انْتَهَى.

اور اس روایت پر وہ اپنے دونوں پاؤں اور کولہوں پر بیٹھتا ہے اور انہیں زمین سے لگاتا ہے۔ مروزی کی روایت میں اس کی تصریح ہے تاکہ یہ دونوں سجدوں کے درمیان کے جلسے سے مختلف ہو جائے۔ اور اسی پر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اقعاء علی القدمین کے بارے میں قول کو محمول کیا جائے گا: "یہ تمہارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنت ہے"۔ اور آمدی نے کہا: وہ اپنے پاؤں پر بیٹھے اور اپنے کولہوں کو زمین سے نہ لگائے، اور گمان کیا کہ اصحاب اس میں اختلاف نہیں کرتے۔ قاضی نے کہا: اور اس کا احتمال ہے کہ ابو حمید کی حدیث کی وجہ سے افتراش کر کے بیٹھے۔ واللہ اعلم۔ ختم شد۔

قَالَ فِي **الْهِدَايَةِ**: وَلَنَا حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْهَضُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى صُدُورِ قَدَمَيْهِ، وَمَا رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ مَحْمُولٌ عَلَى حَالَةِ الْكِبَرِ وَلِأَنَّ هٰذِهِ جَلْسَةُ اسْتِرَاحَةٍ، وَالصَّلَاةُ مَا وُضِعَتْ لَهَا.

"**الہدایہ**" میں کہا گیا ہے: اور ہماری دلیل ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نماز میں اپنے پاؤں کے پنجوں پر اٹھتے تھے۔ اور شافعی نے جو روایت کی ہے وہ بڑھاپے کی حالت پر محمول ہے۔ اور اس لیے کہ یہ جلسۂ استراحت ہے، اور نماز اس کے لیے وضع نہیں کی گئی۔

وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ خَالِدِ بْنِ إِيَاسٍ عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ [عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَضُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى صُدُورِ قَدَمَيْهِ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ عَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَخَالِدُ بْنُ إِيَاسٍ وَيُقَالُ: ابْنُ إِلْيَاسٍ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَكَذَا أَعَلَّهُ ابْنُ عَدِيٍّ، قَالَ: وَهُوَ مَعَ ضَعْفِهِ يُكْتَبُ حَدِيثُه، قَالَ ابْنُ الْقَطَّانِ: وَالَّذِي أُعِلَّ بِهِ خَالِدٌ مَوْجُودٌ فِي صَالِحٍ وَهُوَ الِاخْتِلَاطُ فَلَا مَعْنَى لِلتَّخْصِيصِ. انْتَهٰى بِالْمَعْنٰى.

شیخ ابن الہمام نے کہا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ترمذی نے خالد بن ایاس سے، وہ صالح مولی التوأمہ سے، وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نماز میں اپنے پاؤں کے پنجوں پر اٹھتے تھے۔ اور ترمذی نے کہا: ابو ہریرہ کی حدیث پر اہل علم کا عمل ہے۔ اور خالد بن ایاس، جسے ابن الیاس بھی کہا جاتا ہے، اہل علم کے نزدیک ضعیف ہے۔ اسی طرح ابن عدی نے اسے معلول قرار دیا ہے۔ کہا: اور ضعف کے باوجود اس کی حدیث

لکھی جاتی ہے۔ ابن القطان نے کہا: اور جس چیز کی وجہ سے خالد پر جرح کی گئی ہے وہ صالح میں بھی موجود ہے، اور وہ اختلاط ہے، پس تخصیص کا کوئی معنی نہیں۔ ختم بالمعنی۔

وَقَوْلُ التِّرْمِذِيّ: اَلْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقْتَضِي قُوَّةَ أَصْلِه وَإِنْ ضَعُفَ خُصُوْصُ هٰذَا الطَّرِيْقِ، وَكَذٰلِكَ أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّه كَانَ يَنْهَضُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ وَلَمْ يَجْلِسْ، وَأَخْرَجَ نَحْوَه عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَكَذٰلِكَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَكَذَا عَنْ عُمَرَ، وَأَخْرَجَ عَنِ الشَّعْبِيّ قَالَ: كَانَ عُمَرُ وَعَلِيٌّ وَأَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَضُوْنَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى صُدُوْرِ أَقْدَامِهِمْ، وَأَخْرَجَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ أَدْرَكْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ إِذَا رَفَعَ أَحَدُهُمْ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلَى وَالثَّالِثَةِ يَنْهَضُ كَمَا هُوَ، وَلَمْ يَجْلِسْ، وَأَخْرَجَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، وَأَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّه رَأَى ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

اور ترمذی کا قول: "اہل علم کا عمل اسی پر ہے" اس کی اصل کی قوت کا تقاضا کرتا ہے، اگرچہ اس خاص طریق میں ضعف ہو۔ اسی طرح ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ نماز میں اپنے پاؤں کے پنجوں پر اٹھتے تھے اور نہیں بیٹھتے تھے۔ اور اسی طرح علی رضی اللہ عنہ سے، اور اسی طرح ابن عمر اور ابن زبیر سے، اور اسی طرح عمر سے روایت کیا ہے۔ اور شعبی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: عمر، علی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نماز میں اپنے پاؤں کے پنجوں پر اٹھتے تھے۔ اور نعمان بن ابی عیاش سے روایت کیا ہے: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی صحابہ کو پایا، پس جب ان میں سے کوئی پہلی اور تیسری رکعت میں دوسرے سجدے سے سر اٹھاتا تو وہ ایسے ہی اٹھ کھڑا ہوتا اور نہیں بیٹھتا تھا۔ اور عبد الرزاق نے ابن عباس، ابن مسعود اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے اسے روایت کیا ہے۔ اور بیہقی نے عبد الرحمن بن یزید سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ابن مسعود کو دیکھا، پھر اس کے ہم معنی ذکر کیا۔

فَقَدِ اتَّفَقَ أَكَابِرُ الصَّحَابَةِ الَّذِيْنَ كَانُوْا أَقْرَبَ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشَدَّ اقْتِفَاءً لِأَثَرِه وَأَلْزَمَ لِصُحْبَتِه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى خِلَافِ مَا قَالَ فَوَجَبَ تَقْدِيْمُه وَلِذَا كَانَ الْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ كَمَا سَمِعْتَه مِنْ قَوْلِ (التِّرْمِذِيّ)۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّه نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلَى يَدَيْهِ إِذَا نَهَضَ فِي الصَّلَاةِ. رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ، وَفِي حَدِيْثِ وَائِلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَهَضَ اعْتَمَدَ عَلَى فَخِذَيْهِ، فَالتَّوْفِيْقُ أَوْلٰى، فَيُحْمَلُ مَا رَوَاهُ عَلَى حَالَةِ الْكِبَرِ هٰذَا وَيُكْرَهُ تَقْدِيْمُ إِحْدَى الرِّجْلَيْنِ عِنْدَ النُّهُوْضِ وَيُسْتَحَبُّ الْهُبُوْطُ بِالْيُمْنٰى وَالنُّهُوْضُ بِالشِّمَالِ.

پس بڑے صحابہ، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ قریب تھے، آپ کے اثر کے سب سے زیادہ پیروکار تھے، اور آپ کی صحبت سے سب سے زیادہ چمٹے ہوئے تھے، وہ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کے خلاف ہیں۔ پس ان کے قول کو مقدم کرنا واجب ہے۔ اور اسی لیے اہل علم کا عمل اسی پر ہے جیسا کہ تم نے ترمذی کے قول سے سنا۔ اور ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ آدمی نماز میں کھڑے ہوتے وقت اپنے ہاتھوں پر سہارا لے۔ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔ اور وائل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تو اپنی رانوں پر سہارا لیتے۔ پس تطبیق دینا بہتر ہے، پس جو روایت اس نے کی ہے اسے بڑھاپے کی حالت پر محمول کیا جائے گا یہ ہے۔ اور کھڑے ہوتے وقت ایک پاؤں کو آگے بڑھانا مکروہ ہے، اور دائیں پاؤں سے جھکنا اور بائیں پاؤں سے اٹھنا مستحب ہے۔

پانچواں باب

باب التشہد

جامعہ ام عزالدین فیصل آباد

5۔اہم موقفات: باب التشھد

1. تشھد پڑھنا:

نماز میں ابن مسعود والی تشھد یا ابن عباس والی تشھد پڑھنا افضل اس میں ائمہ کا اختلاف ہے۔

دونوں صحابہ سے تشھد مروی ہے۔ الفاظ میں تھوڑا فرق ہے۔

1. ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی تشھد

الفاظ: التحیات للہ والصلوات والطیبات، السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین، اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ

2. ابن عباس رضی اللہ عنہ والی تشھد

الفاظ: التحیات المبارکات الصلوات الطیبات للہ، السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین، اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ

افضل تشھد:

احناف کا موقف: ابن مسعود والی

مالکیہ کا موقف: ابن عباس والی

شوافع کا موقف: ابن مسعود والی

حنابلہ کا موقف: ابن مسعود والی

نوٹ: دونوں صحیح ہیں۔ جسے بھی پڑھ لیں نماز ہو جائے گی۔ اختلاف صرف "**افضلیت**" میں ہے۔

2. اشارہ وعقدہ:

احناف کا موقف: چنگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی کو بند کرنا درمیان والی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنانا اور سبابہ سے اشارہ کرنا اور یہ انگلی نفی پر اٹھانی ہے اور اثبات کر رکھ دینی ہے۔

شوافع کے نزدیک: 53 کا عقد یا 90 کا عقد ہے

جامعہ امام غزالی فیصل آباد

(5): بَابُ التَّشَهُّدِ

[1031] عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: عَلَّمَنِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [التَّشَهُّدَ] – كَفِّي بَيْنَ كَفَّيْهِ – كَمَا يُعَلِّمُنِي السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ: **التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُه، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ.**

(5): تشہد کا باب

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے تشہد سکھایا– اور میری ہتھیلی آپ کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھی– جس طرح آپ مجھے قرآن کی سورت سکھاتے تھے: **التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ** (تمام قولی، فعلی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ **السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُه** (اے نبی! آپ پر سلام ہو، اور اللہ کی رحمت وبرکتیں ہوں) **السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ** (سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر)۔ **أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ** (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔)

وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «**إِذَا قَعَدَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَقُلْ: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ**» - وَذَكَرَهُ وَزَادَ عِنْدَ ذِكْرِ (**عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ**): - «**فَإِنَّكُمْ إِذَا فَعَلْتُمْ ذٰلِكَ فَقَدْ سَلَّمْتُمْ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ**» [وَفِي آخِرِهِ:] «**ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الْمَسْأَلَةِ مَا شَاءَ**»، وَفِي رِوَايَةٍ: «**ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ**». أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ، وَأَخْرَجَ النَّسَائِيُّ الرِّوَايَةَ الْأُوْلٰى إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: وَقَعَدْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ عِوَضَ وَكَفِّي بَيْنَ كَفَّيْهِ.

اور ایک روایت میں ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: "**جب تم میں سے کوئی نماز میں بیٹھے تو کہے: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ**" – اور اسے ذکر کیا، اور "**عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ**" کے ذکر پر یہ اضافہ کیا: "**کیونکہ جب تم ایسا کروگے تو تم نے آسمان وزمین کے ہر نیک بندے کو سلام کہہ دیا**"۔ اور آخر میں ہے: "**پھر دعا میں سے جو چاہے اختیار کر لے**"۔ اور ایک روایت میں ہے: "**پھر دعا میں سے جو اسے پسند ہو اختیار کرے**"۔ اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔ نسائی نے پہلی روایت نکالی ہے، مگر انہوں نے "**وَكَفِّي بَيْنَ كَفَّيْهِ**" کی جگہ "**وَقَعَدْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ**" کہا ہے۔

وَلَهُ وَلِلتِّرْمِذِيِّ قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدْنَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ أَنْ نَقُوْلَ: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ. وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ. وَفِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ: كُنَّا إِذَا جَلَسْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ قُلْنَا: **السَّلَامُ عَلَى اللهِ قَبْلَ عِبَادِهِ، السَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ وَفُلَانٍ**. الْحَدِيْثَ، كَمَا ذُكِرَ فِي **الْمِشْكَاةِ** وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ: «**إِذَا قُلْتَ هٰذَا أَوْ قَضَيْتَ هٰذَا فَقَدْ قَضَيْتَ صَلَاتَكَ إِنْ شِئْتَ أَنْ تَقُوْمَ فَقُمْ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَقْعُدَ فَاقْعُدْ**»، وَفِيهِ: قَالَ عَلْقَمَةُ: إِنَّ عَبْدَ اللهِ (رَضِيَ اللهُ عَنهُ) - **بْنَ مَسْعُوْدٍ** رَضِيَ اللهُ عَنهُ أَخَذَ بِيَدِهِ وَأَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِ عَبْدِ اللهِ فَعَلَّمَهُ التَّشَهُّدَ فِي الصَّلَاةِ. وَذُكِرَ فِي **جَامِعِ الْأُصُوْلِ** رِوَايَاتٌ أُخَرُ.

اور ان کے لیے اور ترمذی کے لیے ہے: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سکھایا کہ جب ہم دو رکعتوں میں بیٹھیں تو کہیں: **التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ**. اور حدیث ذکر کی۔ اور ابو داؤد کی روایت میں ہے: جب ہم نبی ﷺ کے ساتھ نماز میں بیٹھتے تو کہتے: **السَّلَامُ عَلَى اللهِ قَبْلَ عِبَادِهِ، السَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ وَفُلَانٍ**... حدیث، جیسا کہ مشکوۃ میں ذکر ہے۔ اور ایک روایت میں ہے: آپ نے فرمایا: "جب تم یہ کہہ لو یا یہ پورا کر لو تو تم نے اپنی نماز پوری کر لی۔ اگر چاہو تو

کھڑے ہو جاؤ، اور اگر چاہو تو بیٹھے رہو"۔ اور اس میں ہے: علقمہ نے کہا: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا، اور رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے عبد اللہ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں نماز میں تشہد سکھایا۔ اور "جامع الاصول" میں اور روایات ذکر کی گئی ہیں۔

[1032] وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ وَكَانَ يَقُوْلُ: «التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُه، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ». أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ إِلَّا أَنَّ التِّرْمِذِيَّ قَالَ: «سَلَامٌ عَلَيْكَ» بِغَيْرِ أَلِفٍ وَلَامٍ، وَقَالَ هُوَ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ: «كَمَا يُعَلِّمُنَا الْقُرْآنَ» وَقَالَ النَّسَائِيُّ مِثْلَ التِّرْمِذِيِّ.

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہمیں تشہد سکھاتے تھے جس طرح قرآن کی سورت سکھاتے تھے، اور فرماتے تھے: **التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ** تمام برکت والی قولی، فعلی اور پاکیزہ عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ **السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُه** * اے نبی! آپ پر سلام ہو، اور اللہ کی رحمت و برکتیں ہوں۔ * **السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ** * سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ * **أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ** * میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللہ کے رسول ہیں۔ اسے مسلم، ابو داؤد، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے، مگر ترمذی نے "**سَلَامٌ عَلَيْكَ**" بغیر الف لام کے کہا ہے۔ اور انہوں نے اور ابو داؤد و نسائی نے کہا: "**كَمَا يُعَلِّمُنَا الْقُرْآنَ**"۔ اور نسائی نے ترمذی کی طرح کہا ہے۔

[1033] وَعَنْ أَبِي مُوْسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ صَلَّوْا مَعَه فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ مِنْ أَوَّلِ قَوْلِ أَحَدِكُمْ: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ». الْحَدِيْثَ. وَفِي آخِرِه: «أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَه لَا شَرِيْكَ لَه وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُه وَرَسُوْلُه». أَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ وَمُسْلِمٌ وَأَبُوْ دَاوُدَ.

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور کہا: رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "جب قعدہ کا وقت ہو تو تم میں سے ہر ایک کی پہلی بات یہ ہو: **التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ** حدیث۔ تمام تعظیمی کلمات اللہ کے لیے ہیں، اور تمام پاکیزہ باتیں اللہ کے لیے ہیں، اور تمام عبادتیں اللہ کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر سلام ہو۔ اور آخر میں ہے: "**أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَه لَا شَرِيْكَ لَه وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُه وَرَسُوْلُه**"۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اسے نسائی، مسلم اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے

[1034] وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ: **بِسْمِ اللهِ وَبِاللهِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُه**. الْحَدِيْثَ، وَفِي آخِرِه: **أَسْأَلُ اللهَ الْجَنَّةَ وَأَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ النَّارِ**. أَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہمیں تشہد سکھاتے تھے جس طرح قرآن کی سورت سکھاتے تھے: "**بِسْمِ اللهِ وَبِاللهِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُه**" حدیث۔ اور آخر میں ہے: "**أَسْأَلُ اللهَ الْجَنَّةَ وَأَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ النَّارِ**: میں اللہ سے جنت کا سوال کرتا ہوں، اور آگ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔"۔ اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

[1035] وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّشَهُّدِ: «التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ» - [قَالَ ابْنُ عُمَرَ: زِدْتُ فِيْهَا وَبَرَكَاتُه - «السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ»] - قَالَ ابْنُ عُمَرَ: زِدْتُ فِيْهَا: وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَه - «وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُه». أَخْرَجَهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ سے تشہد میں: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ"۔ ابن عمر نے کہا: میں نے اس میں "وَبَرَكَاتُه" کا اضافہ کیا۔ "السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ"۔ ابن عمر نے کہا: میں نے اس میں "وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَه" کا اضافہ کیا۔ "وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُه" اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

[1036] وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ عَلَى الْمِنْبَرِ كَمَا يُعَلِّمُ الْمُعَلِّمُ الْغِلْمَانَ فِي الْمَكْتَبِ. رَوَاهُ مُسَدَّدٌ وَالطَّحَاوِيُّ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ابو بکر رضی اللہ عنہ ہمیں منبر پر تشہد سکھاتے تھے جس طرح استاد مکتب میں بچوں کو سکھاتا ہے۔ اسے مسدد اور طحاوی نے روایت کیا ہے۔

[1037] وَعَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ: سَمِعَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا رَجُلًا حِيْنَ جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ يَقُوْلُ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ قَبْلَ التَّشَهُّدِ فَانْتَهَرَهُ يَقُوْلُ: ابْتَدِأْ بِالتَّشَهُّدِ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ.

ابو العالیہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی کو سنا جو نماز میں بیٹھتے وقت تشہد سے پہلے "الْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہہ رہا تھا، تو انہوں نے اسے ڈانٹا اور کہا: تشہد سے شروع کرو۔ اسے عبد الرزاق نے روایت کیا ہے۔

[1038] وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا فَوَاتِحَ الْكَلِمِ أَوْ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَفَوَاتِحَه. وَفِي رِوَايَةٍ: فَوَاتِحَ الْخَيْرِ وَجَوَامِعَه أَوْ جَوَامِعَ الْخَيْرِ وَخَوَاتِمَه وَإِنَّا كُنَّا لَا نَدْرِي مَا نَقُوْلُ فِي صَلَاتِنَا حَتّٰى عَلَّمَنَا قَالَ: «قُوْلُوْا: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ إِلَخْ». رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ.

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمیں کلام کے فواتح یا جوامع الکلم اور اس کے فواتح سکھاتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے: خیر کے فواتح اور جوامع، یا خیر کے جوامع اور خاتمے۔ اور ہم اپنی نماز میں نہیں جانتے تھے کہ کیا کہیں، یہاں تک کہ آپ نے ہمیں سکھایا۔ آپ نے فرمایا: "کہو: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ. الخ۔ اسے عبد الرزاق نے روایت کیا ہے۔

[1039] وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَا كُنَّا نَكْتُبُ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَحَادِيْثِ إِلَّا الِاسْتِخَارَةَ وَالتَّشَهُّدَ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ.

انہی سے روایت ہے: ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں احادیث میں سے صرف استخارہ اور تشہد لکھتے تھے۔ اسے ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔

[1040] وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَخَذَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِيَدِي فَعَلَّمَنِي التَّشَهُّدَ وَزَعَمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِه فَعَلَّمَهُ التَّشَهُّدَ: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ الْمُبَارَكَاتُ لِلّٰهِ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ - وَقَالَ: هٰذَا الْإِسْنَادُ حَسَنٌ - وَالْحَاكِمُ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: عمر بن الخطاب نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے تشہد سکھایا، اور گمان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں تشہد سکھایا: **التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ الْمُبَارَكَاتُ لِلّٰهِ**۔ اسے دار قطنی نے روایت کیا ہے اور کہا: یہ اسناد **حسن** ہے اور حاکم نے بھی۔

[1041] وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ قَالَ: شَهِدْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يُعَلِّمُ النَّاسَ التَّشَهُّدَ **بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْأَسْمَاءِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ**. رَوَاهُ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ.

عبد الرحمن بن عبد القاری سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے عمر بن الخطاب کو دیکھا جب وہ منبر پر تھے اور لوگوں کو تشہد سکھا رہے تھے: **بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْأَسْمَاءِ، التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ**۔ اسے مالک اور شافعی نے روایت کیا ہے۔

[1042] وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «**لَا تَجْزِي صَلَاةٌ إِلَّا بِالتَّشَهُّدِ**». وَقَالَ: «**مَنْ لَمْ يَتَشَهَّدْ فَلَا صَلَاةَ لَه**». رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُسَدَّدٌ وَالْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ.

عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**تشہد کے بغیر نماز جائز نہیں**"۔ اور فرمایا: "**جس نے تشہد نہ پڑھا اس کی نماز نہیں**"۔ اسے عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، مسدد، حاکم اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

[1043] وَعَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ قَالَ: سَأَلْنَا أَبَا سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ التَّشَهُّدِ فَقَالَ: التَّحِيَّاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ. الْحَدِيثَ. فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: كُنَّا لَا نَكْتُبُ شَيْئًا إِلَّا الْقُرْآنَ وَالتَّشَهُّدَ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ.

ابو المتوکل سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ہم نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے تشہد کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: "**التَّحِيَّاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ**" حدیث پھر ابو سعید نے کہا: ہم قرآن اور تشہد کے سوا کچھ نہیں لکھتے تھے۔ اسے ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔

[1044] وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّه كَانَ إِذَا تَشَهَّدَ قَالَ: **بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ**. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ.

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: جب وہ تشہد پڑھتے تو کہتے: **بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ**۔ اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔

[1045] وَعَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا يُسَلِّمُونَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه، فَلَمَّا مَاتَ قَالُوا: السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه. وَقَالَ عَطَاءٌ: وَبَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُ التَّشَهُّدَ فَقَالَ رَجُلٌ: وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُه وَعَبْدُه فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «قَدْ كُنْتُ عَبْدًا قَبْلَ أَنْ أَكُونَ رَسُولًا قُلْ: وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُه وَرَسُولُه». رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ.

ابن جریج سے روایت ہے، انہوں نے کہا: عطاء نے مجھے خبر دی کہ نبی ﷺ کے صحابہ نبی ﷺ کی حیات میں سلام کہتے تھے: "**السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه**"، پھر جب آپ وفات پا گئے تو کہنے لگے: "**السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه**"۔ اور عطاء نے کہا: جب نبی ﷺ تشہد سکھا رہے تھے تو ایک آدمی نے کہا: "**وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُه وَعَبْدُه**"، تو نبی ﷺ نے فرمایا: "تو تو اس سے پہلے بندہ تھا کہ میں رسول بنوں۔ کہو: **وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُه وَرَسُولُه**"۔ اسے عبد الرزاق نے روایت کیا ہے۔

[1046] وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُعَاوِيِّ قَالَ: كُنْتُ صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَقَلَّبْتُ الْحَصَى - أَوِ الْحَصْبَاءَ - فَقَالَ لِي ابْنُ عُمَرَ: لَا تُقَلِّبِ الْحَصَى؛ فَإِنَّ تَقْلِيبَ الْحَصَى مِنَ الشَّيْطَانِ، فَافْعَلْ كَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ، قُلْتُ: وَكَيْفَ رَأَيْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ قَالَ: هٰكَذَا، وَنَصَبَ الرِّجْلَ الْيُمْنٰى وَأَضْجَعَ الْيُسْرٰى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ.

علی بن المعاوی سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے ابن عمر کے پہلو میں نماز پڑھی تو میں نے کنکریاں ہلائیں - یا پتھر - تو ابن عمر نے مجھ سے کہا: کنکریاں نہ ہلاؤ، کیونکہ کنکریاں ہلانا شیطان کا کام ہے۔ ایسا کرو جیسا میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا ہے۔ میں نے کہا: آپ نے رسول اللہ ﷺ کو کیسے کرتے دیکھا؟ انہوں نے کہا: اس طرح، اور دائیں پاؤں کو کھڑا کیا اور بائیں کو لٹایا، اور اپنا دایاں ہاتھ دائیں ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھا، اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا۔

وَفِي رِوَايَةٍ: بِإِصْبَعِهِ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ فِي الْقِبْلَةِ وَرَمٰى بِبَصَرِهِ إِلَيْهَا [أَوْ نَحْوَهَا]، ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [يَصْنَعُ] وَلِهٰذَا الْحَدِيثِ رِوَايَاتٌ مُتَعَدِّدَةٌ ذُكِرَتْ فِي **جَامِعِ الْأُصُولِ** وَفِي رِوَايَةٍ: عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُمْنٰى وَعَقَدَ **ثَلَاثًا وَخَمْسِينَ** وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ. أَخْرَجَهُ السِّتَّةُ إِلَّا الْبُخَارِيَّ.

اور ایک روایت میں ہے: اس انگلی سے جو انگوٹھے کے ساتھ ہے، قبلہ کی طرف، اور اپنی نظر اس کی طرف جمادی [یا اس کے قریب]۔ پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے۔ اور اس حدیث کی کئی روایات ہیں جو "**جامع الاصول**" میں ذکر کی گئی ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے: * نافع سے، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ نبی ﷺ جب تشہد میں بیٹھتے تو اپنا بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر اور دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر رکھتے، اور ترپن کی گرہ بناتے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے۔ اسے ستہ نے روایت کیا ہے سوائے بخاری کے۔

[1047] وَعَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ فِي الصَّلَاةِ جَعَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ. قَالَ: وَأَرَانَا عَبْدُ الْوَاحِدِ وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ.

ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو اپنا بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے، اور دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھتے اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتے۔ کہا: اور عبد الواحد نے ہمیں دکھایا اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا۔

وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُشِيرُ بِإِصْبَعِهِ إِذَا دَعَا وَلَا يُحَرِّكُهَا، وَزَادَ فِي رِوَايَةٍ: لَا يُجَاوِزُ بَصَرُهُ إِشَارَتَهُ. أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ

اور ایک روایت میں ہے: نبی ﷺ جب دعا کرتے تو اپنی انگلی سے اشارہ کرتے اور اسے نہیں ہلاتے تھے، اور ایک روایت میں اضافہ ہے: آپ کی نظر آپ کے اشارے سے آگے نہ جاتی تھی۔ اسے ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

[1048] وَعَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ الْجَرْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي، وَقَدْ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، فَقَبَضَ أَصَابِعَهُ وَبَسَطَ السَّبَّابَةَ وَهُوَ يَقُولُ: «**يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ**». أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ.

عاصم بن کلیب الجرمی سے، ان کے والد سے، ان کے دادا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جب آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے اپنا بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھا تھا، اور دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھا تھا۔ آپ نے اپنی انگلیاں بند کیں اور شہادت کی انگلی کھول رکھی تھی، اور فرمارہے تھے: "**يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ**"۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

[1049] وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَهِيَ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْحَدِيدِ» يَعْنِي: السَّبَّابَةَ فِي الصَّلَاةِ. رَوَاهُ ابْنُ النَّجَّارِ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ نماز میں شہادت کی انگلی شیطان پر لوہے سے زیادہ سخت ہے"۔ اسے ابن النجار نے روایت کیا ہے۔

[1050] وَعَنِ التَّيْمِيِّ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ تَحْرِيكِ الرَّجُلِ إِصْبَعَهُ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: ذٰلِكَ الْإِخْلَاصُ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ.

تیمی سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نماز میں آدمی کے اپنی انگلی ہلانے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: یہ اخلاص ہے۔ اسے عبد الرزاق نے روایت کیا ہے۔

[1051] وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ التَّرَبُّعَ فِي الصَّلَاةِ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: * رسول اللہ ﷺ نماز میں چوکڑی مار کر بیٹھنا ناپسند فرماتے تھے۔ اسے عبد الرزاق نے روایت کیا ہے۔

[1052] وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ تَرَبَّعَ فِي التَّشَهُّدِ فَقِيلَ لَهُ: فِي ذٰلِكَ، وَفِي رِوَايَةٍ: فَعَابَ رَجُلٌ صَلَّى إِلَى جَنْبِهِ فَقَالَ: إِنَّ رِجْلَيَّ لَا تَحْمِلَانِي، وَفِي رِوَايَةٍ: إِنِّي أَشْتَكِي، وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى لِلْمُوَطَّأِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ حَكِيمٍ أَنَّهُ رَأَى ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا تَرَبَّعَ فِي السَّجْدَتَيْنِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى صُدُورِ قَدَمَيْهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ ذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: إِنَّهَا لَيْسَتْ بِسُنَّةِ [الصَّلَاةِ] وَإِنَّمَا أَفْعَلُ هٰذَا مِنْ أَجْلِ أَنِّي أَشْتَكِي.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: انہوں نے تشہد میں چوکڑی مار کر بیٹھے، تو ان سے اس کے بارے میں کہا گیا۔ اور ایک روایت میں ہے: ان کے پہلو میں نماز پڑھنے والے ایک آدمی نے اس پر عیب لگایا، تو انہوں نے کہا: میرے پاؤں مجھے نہیں سنبھالتے۔ اور ایک روایت میں ہے میں بیمار ہوں۔ اور "**موطا**" کی ایک اور روایت میں ہے مغیرہ بن حکیم سے، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ نماز میں دونوں سجدوں کے درمیان اپنے پاؤں کے پنجوں پر چوکڑی مار کر بیٹھے تھے، پھر جب وہ فارغ ہوئے تو ان سے اس کا ذکر کیا گیا، تو انہوں نے کہا: یہ نماز کی سنت نہیں ہے، میں یہ صرف اس لیے کرتا ہوں کہ میں بیمار ہوں۔

تَنْبِيهٌ:

اَلْكَلَامُ فِي هٰذَا الْبَابِ فِي مَوْضِعَيْنِ:(2)

(1) اَلْأَوَّلُ فِي تَرْجِيحِ الْعَمَلِ بِتَشَهُّدِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَلَى الْعَمَلِ بِتَشَهُّدِ ابْنِ عَبَّاسٍ:

قَالَ فِي الْهِدَايَةِ: «اَلْأَخْذُ بِهٰذَا أَوْلَى، لِأَنَّ فِيهِ الْأَمْرَ وَأَقَلُّهُ الِاسْتِحْبَابُ، وَأَرَادَ بِالْأَمْرِ قَوْلُ فَإِنَّهُ» قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي وَعَلَّمَنِي التَّشَهُّدَ كَمَا كَانَ يُعَلِّمُنِي سُورَةً مِنَ الْقُرْآنِ وَقَالَ: «**قُلِ: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ**» إِلَى آخِرِهِ.

تنبیہ:

اس باب میں کلام دو جگہوں پر ہے:(2)

(1) پہلا: ابن مسعود کے تشہد پر عمل کو ابن عباس کے تشہد پر عمل پر ترجیح دینا:

"**ہدایہ**" میں کہا گیا ہے: "اس کو اختیار کرنا اولیٰ ہے، کیونکہ اس میں حکم ہے اور کم از کم حکم استحباب کا فائدہ دیتا ہے۔" اور **حکم** سے مراد "**قُلْ**" یعنی "کہو" کا لفظ ہے، کیونکہ ابن مسعود نے کہا: "رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے تشہد سکھایا، جس طرح آپ مجھے قرآن کی ایک سورت سکھاتے تھے، اور فرمایا: کہو: **التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ**"... آخر تک۔

وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ: وَرَوَى السِّتَّةُ وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّشَهُّدَ وَكَفِّي بَيْنَ كَفَّيْهِ كَمَا يُعَلِّمُنِي السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ فَقَالَ: «**إِذَا قَعَدَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَقُلِ: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ... إلخ**»، وَفِي لَفْظِ النَّسَائِيِّ: «**إِذَا قَعَدْتُمْ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ فَقُولُوا**» قَالَ: فَهٰذَا هُوَ الْأَمْرُ الْمَعْرُوفُ رِوَايَةً. انْتَهَى.

شیخ ابن الہمام نے کہا: ستہ نے روایت کیا ہے، اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں، ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے تشہد سکھایا، اس حال میں کہ میری ہتھیلی آپ کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھی، جس طرح آپ مجھے قرآن کی ایک سورت سکھاتے تھے۔ آپ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی نماز میں بیٹھے تو کہے: **التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ**..." الخ۔ اور نسائی کے الفاظ میں ہے: "جب تم دو رکعتوں پر بیٹھو تو کہو"۔ ابن الہمام نے کہا: پس یہ وہ **معروف حکم** ہے جو روایتاً ثابت ہے۔ ختم ہوا۔

(وَالْأَلِفُ وَاللَّامُ فِي السَّلَامُ، وَهُمَا **لِلِاسْتِغْرَاقِ**) وَسَلَامٌ نَكِرَةٌ يَتَنَاوَلُ الْوَاحِدَ، (وَزِيَادَةُ الْوَاوِ) يَعْنِي: وَاوُ الْعَطْفِ فِي: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، (وَهِيَ لِتَجْدِيدِ الْكَلَامِ كَمَا فِي الْقَسَمِ) لِأَنَّ الْمَعْطُوفَ غَيْرُ مَعْطُوفٍ عَلَيْهِ فَيَصِيرُ كُلُّ ثَنَاءٍ عَلَى حِدَةٍ وَبِغَيْرِ وَاوٍ يَصِيرُ كُلُّ ثَنَاءٍ وَاحِدًا كَمَا فِي الْقَسَمِ، فَإِنَّ مَنْ قَالَ: وَاللهِ وَالرَّحْمٰنِ وَالرَّحِيمِ لَأَفْعَلَنَّ كَذَا فَفَعَلَ لَزِمَهُ ثَلَاثُ كَفَّارَاتٍ، وَلَوْ قَالَ: وَاللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ لَأَفْعَلَنَّ كَذَا، فَفَعَلَ لَزِمَهُ كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ.

"**السَّلَامُ**" میں "الف" اور "لام" استغراق کے لیے ہے،* جبکہ "**سَلَامٌ**" نکرہ ہے جو واحد پر بھی دلالت کرتا ہے۔ اور "واو" کا اضافہ یعنی عطف کی واو "**التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ**" میں، یہ کلام کو دوبارہ شروع کرنے کے لیے ہے، جیسا کہ قسم میں ہوتا ہے۔ کیونکہ معطوف، معطوف علیہ

سے الگ ہوتا ہے، اس لیے ہر ثنا الگ الگ ہو جاتی ہے۔ اور اگر "واو" نہ ہو تو تمام ثنائیں ایک ہی شمار ہوں گی، جیسا کہ قسم میں ہے۔ چنانچہ جس نے کہا: "و **اللهِ وَالرَّحْمٰنِ وَالرَّحِيمِ لَأَفْعَلَنَّ كَذَا**" پھر اس نے وہ کام کر دیا، تو اس پر تین کفارے لازم ہوں گے۔ اور اگر کہا: "**وَاللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ لَأَفْعَلَنَّ كَذَا**" پھر اس نے وہ کام کر دیا، تو اس پر صرف ایک کفارہ لازم ہو گا۔

وَقَالَ الشَّيْخُ: (وَالْأَلِفُ وَاللَّامُ) هِيَ فِي رِوَايَةِ مُسْلِمٍ وَأَبِي دَاوُدَ وَابْنِ مَاجَه عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَرِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ وَالنَّسَائِيِّ عَنْهُ بِالتَّنْكِيرِ وَأَصْحَابُ الشَّافِعِيِّ فِي الْعَمَلِ عَلَى هٰذِهِ الرِّوَايَةِ فَصَحَّ التَّرْجِيحُ عَلَى مَا ذَهَبُوا إِلَيْهِ، وَأَمَّا زِيَادَةُ الْوَاوِ فَلَيْسَتْ فِي تَشَهُّدِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي جَمِيعِ الرِّوَايَاتِ، (وَتَأْكِيدُ التَّعْلِيمِ) يَعْنِي: بِهِ أَخْذُهُ بِيَدَيْهِ لِزِيَادَةِ التَّوْكِيدِ لَيْسَ فِي تَشَهُّدِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَمَّا نَفْسُ التَّعْلِيمِ فَفِي تَشَهُّدِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَيْضاً، فَإِنَّ لَفْظَةَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ وَكَانَ يَقُولُ: التَّحِيَّاتُ...إلخ، فَقَوْلُ الزَّيْلَعِيِّ: وَأَمَّا التَّعْلِيمُ أَيْضاً [فَهُوَ] فِي تَشَهُّدِ ابْنِ عَبَّاسٍ دَفْعاً لِهٰذَا الْوَجْهِ مِنَ التَّرْجِيحِ لَيْسَ بِوَارِدٍ.

شیخ نے کہا: "**الف ولام**" والی روایت **مسلم**، ابو داؤد اور ابن ماجہ کی ہے، ابن عباس سے۔ اور ترمذی و نسائی کی روایت میں یہ لفظ نکرہ "سلام" آیا ہے۔ شافعی کے اصحاب نے اسی روایت پر عمل کیا ہے، پس ان کے مذہب کے مطابق ترجیح درست ثابت ہوئی۔ اور "**واو**" کا اضافہ ابن عباس کے تشہد میں کسی بھی روایت میں نہیں ہے۔ "**تعلیم کی تاکید**" سے مراد ہے آپ کا ابن مسعود کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر سکھانا، تاکہ تاکید زیادہ ہو جائے۔ یہ چیز ابن عباس کے تشہد میں نہیں ہے۔ رہا خود تعلیم دینا، تو وہ ابن عباس کے تشہد میں بھی ہے۔ کیونکہ اس میں الفاظ ہیں: "رسول اللہ ﷺ ہمیں تشہد اس طرح سکھاتے تھے جیسے قرآن کی سورت سکھاتے تھے، اور آپ فرماتے تھے: التَّحِيَّاتُ..." الخ۔ پس زیلعی کا یہ کہنا کہ "تعلیم بھی ابن عباس کے تشہد میں ہے" اس ترجیح کے اس پہلو کو رد کرنے کے لیے ہے، لیکن یہ وارد نہیں ہے۔

قَالَ الشَّيْخُ: وَمِنْ وُجُوهِ التَّرْجِيحِ أَيْضاً أَنَّ الْأَئِمَّةَ السِّتَّةَ اتَّفَقُوا عَلَيْهِ لَفْظاً وَمَعْنًى وَهُوَ نَادِرٌ، وَتَشَهُّدُ ابْنِ عَبَّاسٍ مَعْدُودٌ فِي أَفْرَادِ مُسْلِمٍ وَإِنْ رَوَاهُ غَيْرُ الْبُخَارِيِّ مِنَ السِّتَّةِ، وَأَعْلَى دَرَجَاتِ الصَّحِيحِ عِنْدَهُمْ مَا اتَّفَقَ عَلَيْهِ الشَّيْخَانِ وَلَوْ فِي أَصْلِهِ، فَكَيْفَ إِذَا اتَّفَقَا عَلَى لَفْظِهِ، وَلِذَا أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّهُ أَصَحُّ حَدِيثٍ فِي الْبَابِ، قَالَ التِّرْمِذِيُّ: أَصَحُّ حَدِيثٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّشَهُّدِ حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ، ثُمَّ أَخْرَجَ عَنْ خُصَيْفٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ النَّاسَ قَدِ اخْتَلَفُوا فِي التَّشَهُّدِ فَقَالَ: «**عَلَيْكَ بِتَشَهُّدِ ابْنِ مَسْعُودٍ**».

شیخ نے کہا: ترجیح کے پہلوؤں میں سے یہ بھی ہے کہ ائمہ ستہ نے لفظاً و معنیً اس پر اتفاق کیا ہے، اور یہ نادر ہے۔ جبکہ ابن عباس کا تشہد افرادِ مسلم میں شمار ہوتا ہے، اگرچہ ستہ میں بخاری کے سوا دوسروں نے بھی روایت کیا ہے۔ اور صحیح کی اعلیٰ ترین درجہ وہ ہے جس پر دونوں شیخین کا اتفاق ہو، اگرچہ اصل میں ہو، تو پھر کیسے ہو گا جب وہ لفظ پر بھی متفق ہوں؟ اسی لیے علماء کا اجماع ہے کہ یہ باب میں سب سے صحیح حدیث ہے۔ ترمذی نے کہا: نبی ﷺ سے تشہد کے بارے میں سب سے صحیح حدیث ابن مسعود کی حدیث ہے، اور اکثر صحابہ و تابعین کا عمل اسی پر ہے۔ پھر ترمذی نے خصیف سے روایت کی، اس نے کہا: میں نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا، تو میں نے عرض کیا: لوگ تشہد میں اختلاف کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "**تم پر لازم ہے ابن مسعود کا تشہد**"۔

قَالَ الْخَطَّابِيُّ وَابْنُ الْمُنْذِرِ: وَمِمَّنْ وَافَقَ ابْنُ مَسْعُودٍ عَلَىٰ رَفْعِهِ مُعَاوِيَةُ، أَخْرَجَ الطَّبَرَانِيُّ [عَنْهُ] كَانَ يُعَلِّمُ النَّاسَ التَّشَهُّدَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ عَنْهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ... إلخ. سَوَاءٌ وَعَائِشَةُ فِي سُنَنِ الْبَيْهَقِيِّ عَنْهَا قَالَتْ: هٰذَا تَشَهُّدُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ... إلخ. قَالَ النَّوَوِيُّ: إِسْنَادُهُ جَيِّدٌ،

خطابی اور ابن المنذر نے کہا: اور ابن مسعود کے موقف پر عمل کرنے والوں میں سے معاویہ بھی ہیں۔ طبرانی نے ان سے روایت کی ہے کہ وہ منبر پر لوگوں کو نبی ﷺ سے تشہد سکھاتے تھے: "**التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ**..." الخ، بالکل اسی طرح۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا* سے سنن بیہقی میں مروی ہے، انہوں نے کہا: یہ نبی ﷺ کا تشہد ہے: * "**التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ**..." الخ۔ نووی نے کہا: اس کی سند جید ہے۔

وَسَلْمَانُ رَوَى الطَّبَرَانِيُّ وَالْبَزَّارُ عَنْ أَبِي رَاشِدٍ قَالَ: سَأَلْتُ سَلْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ التَّشَهُّدِ: فَقَالَ: أُعَلِّمُكُمْ كَمَا عَلَّمَنِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ... إلخ. سَوَاءٌ، قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَخَذَ حَمَّادُ بْنُ سُلَيْمَانَ بِيَدِي وَعَلَّمَنِي التَّشَهُّدَ، وَقَالَ حَمَّادٌ: أَخَذَ إِبْرَاهِيمُ بِيَدِي وَعَلَّمَنِي التَّشَهُّدَ، وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: أَخَذَ عَلْقَمَةُ بِيَدِي وَعَلَّمَنِي التَّشَهُّدَ، وَقَالَ عَلْقَمَةُ: أَخَذَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِيَدِي وَعَلَّمَنِي التَّشَهُّدَ. وَقَالَ عَبْدُ اللهِ: أَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي وَعَلَّمَنِي التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنِي السُّورَةَ.

اور سلمان رضی اللہ عنہ سے طبرانی اور بزار نے روایت کی ہے، ابو راشد نے کہا: میں نے سلمان رضی اللہ عنہ سے تشہد کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے کہا: میں تمہیں اسی طرح سکھاتا ہوں جس طرح رسول اللہ ﷺ نے مجھے سکھایا: "**التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ**... الخ بالکل اسی طرح۔ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: حماد بن سلیمان نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے تشہد سکھایا۔ حماد نے کہا: ابراہیم نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے تشہد سکھایا۔ ابراہیم نے کہا: علقمہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے تشہد سکھایا۔ علقمہ نے کہا: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے تشہد سکھایا۔ اور عبد اللہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے تشہد سکھایا، جس طرح آپ مجھے قرآن کی سورت سکھاتے تھے۔

هٰذِهِ الْوُجُوهُ الَّتِي ذُكِرَتْ فِي **الْهِدَايَةِ** لِلتَّرْجِيحِ ذَكَرْنَاهَا مَمْزُوجاً مَعَ الشَّرْحِ. وَقَدْ ذَكَرُوا وُجُوهاً أُخَرَ: **أَحَدُهَا**: أَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّقَ بِهِ تَمَامَ الصَّلَاةِ، فَدَلَّ عَلَىٰ أَنَّ التَّمَامَ لَا يُوجَدُ بِدُونِهِ، **وَثَانِيهَا**: أَنَّهُ قَدَّمَ فِيهِ اسْمَ اللهِ، فَإِنَّهُ إِذَا قَدَّمَ اسْمَ الْمَمْدُوحِ فِي ابْتِدَاءِ الْكَلَامِ تَعَيَّنَ، وَمَتَىٰ أُخِّرَ كَانَ مُحْتَمِلاً، وَإِزَالَةُ الِاحْتِمَالِ بِأَوَّلِ الْكَلَامِ أَوْلَىٰ، **وَثَالِثُهَا**: أَنَّ قَوْلَهُ: التَّحِيَّاتُ عَامٌّ يَتَنَاوَلُ كُلَّ قُرْبَةِ الصَّلَاةِ وَغَيْرِهَا، فَإِذَا قَالَ: الصَّلَاةُ بِغَيْرِ الْوَاوِ صَارَ تَخْصِيصاً وَبَيَاناً أَنَّهُ أَرَادَ بِهِ الصَّلَاةَ لَا غَيْرَ، **وَرَابِعُهَا**: أَنَّهُ أَوْفَقُ بِذِكْرِ الِاسْتِفْتَاحِ حَيْثُ ذُكِرَ بِالْوَاوِ. وَهٰذِهِ وُجُوهٌ تَصْلُحُ تَوْجِيهاً لِلتَّرْجِيحِ، وَالْعُمْدَةُ هُوَ الْأَصَحِّيَّةُ وَقُوَّةُ الْإِسْنَادِ وَاخْتِيَارُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ كَمَا ذَكَرْنَا.

یہ وہ وجوہات ہیں جو "**ہدایہ**" میں ترجیح کے لیے ذکر کی گئی ہیں، ہم نے انہیں شرح کے ساتھ ملا کر بیان کیا ہے۔ اور علماء نے کچھ اور وجوہات بھی ذکر کی ہیں: **پہلی**: نبی ﷺ نے نماز کی تکمیل کو اس تشہد کے ساتھ معلق کیا ہے، پس اس سے معلوم ہوا کہ اس کے بغیر تکمیل حاصل نہیں ہوتی۔ **دوسری**: اس میں اللہ کا نام مقدم کیا گیا ہے۔ کیونکہ جب ممدوح کا نام کلام کے شروع میں مقدم کر دیا جائے تو وہ متعین ہو جاتا ہے، اور جب مؤخر کیا جائے تو احتمال باقی رہتا ہے۔ اور احتمال کو کلام کے شروع میں ہی زائل کرنا اولیٰ ہے۔ **تیسری**: **التَّحِيَّاتُ** " عام لفظ ہے جو نماز کی ہر عبادت اور اس کے علاوہ کو بھی شامل ہے۔ پس جب "**الصَّلَاةُ**" بغیر واو کے کہا جائے تو یہ تخصیص اور وضاحت ہو جاتی ہے کہ مراد صرف نماز ہے، اس کے علاوہ نہیں۔

چوتھی: یہ تشہد دعائے استفتاح کے ذکر کے ساتھ زیادہ موافق ہے، جہاں اسے واو کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ یہ وجوہات ترجیح کی توجیہ کے لیے موزوں ہیں، لیکن اصل مدار حدیث کے زیادہ صحیح ہونے، اسناد کی قوت اور صحابہ و تابعین کے اسی کو اختیار کرنے پر ہے، جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔

وَقَدْ تَرَجَّحَ تَشَهُّدُ ابْنِ عَبَّاسٍ بِأَنَّ فِيهِ زِيَادَةَ كَلِمَةٍ وَهِيَ الْمُبَارَكَاتُ، قُلْنَا فِي خَبَرِنَا: زِيَادَةُ الْوَاوَاتِ وَزِيَادَةُ الْأَلِفِ وَاللَّامِ وَزِيَادَةُ كَلِمَةٍ فِي الشَّهَادَةِ وَهِيَ قَوْلُهُ: عَبْدُهُ، وَالْعُبُودِيَّةُ أَخَصُّ صِفَاتِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقَدَّمٌ عَلَى الرِّسَالَةِ، وَلِهٰذَا لَمَّا سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ: وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُهُ وَعَبْدُهُ، قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كُنْتُ عَبْدًا قَبْلَ أَنْ أَكُونَ رَسُولًا قُلْ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ».

ور ابن عباس کے تشہد کو اس وجہ سے بھی ترجیح دی گئی ہے کہ اس میں ایک کلمے کا اضافہ ہے، وہ ہے "**الْمُبَارَكَاتُ**"۔ ہم کہتے ہیں:* ہماری روایت میں واوات کا اضافہ ہے، الف ولام کا اضافہ ہے، اور شہادت میں ایک کلمے کا اضافہ ہے، وہ ہے "**عَبْدُهُ** کا لفظ۔ اور عبودیت آپ ﷺ کی سب سے خاص صفت ہے، اور یہ رسالت پر مقدم ہے۔ اسی لیے جب آپ ﷺ نے ایک آدمی کو یہ کہتے سنا: "**وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُهُ وَعَبْدُهُ**"، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "میں رسول بننے سے پہلے بندہ تھا۔ کہو: **أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ**"*۔

وَبِأَنَّهُ يُوَافِقُ الْقُرْآنَ عَلَى مَا قَالَ: ﴿تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً﴾ [النور: ٦١] قُلْنَا: مُوَافَقَةُ الْقُرْآنِ لَا يَجْعَلُهُ أَوْلَى؛ لِأَنَّ قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ تُكْرَهُ فِي الْقَعْدَةِ كَمَا فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ كَمَا وَرَدَ فِي الْحَدِيثِ. فَكَيْفَ يُسْتَحَبُّ مَا يُوَافِقُهُ! وَبِأَنَّ أَكْثَرَ تَسْلِيمَاتِ الْقُرْآنِ بِغَيْرِ الْأَلِفِ وَاللَّامِ كَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ﴾ [الزمر: ٧٣] ﴿قَالُوا سَلَامًا﴾ [الفرقان: ٦٣] ﴿وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ﴾ [الصافات: ١٨١] وَأَمْثَالِ ذٰلِكَ، وَأَحَدُ الْجَوَابَيْنِ مَا ذَكَرْنَاهُ، وَالثَّانِي: أَنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى ذَكَرَ بِالْأَلِفِ وَاللَّامِ أَيْضاً: ﴿وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدتُّ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا﴾ [مريم: ٣٣] وَالسَّلَامُ الْمُحَلَّى مَشْرُوعٌ بِالْأَلِفِ وَاللَّامِ.

اور ابن عباس کے تشہد کو اس لیے بھی ترجیح دی گئی ہے کہ یہ قرآن کے موافق ہے، جیسا کہ فرمایا گیا: ﴿**تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً**﴾ [النور: 61] ہم کہتے ہیں: قرآن کے موافق ہونا اسے اولیٰ نہیں بنا دیتا، کیونکہ قعدہ میں قرآن پڑھنا مکروہ ہے، جیسا کہ رکوع و سجود میں مکروہ ہے، جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ پس جو چیز مکروہ ہے، اس کے موافق ہونا کیسے مستحب ہو سکتا ہے! اور اس لیے بھی کہ قرآن میں زیادہ تر سلام الف ولام کے بغیر آیا ہے،* جیسے اللہ تعالیٰ کا قول: ﴿**سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ**﴾ [الزمر: 73] ﴿**قَالُوا سَلَامًا**﴾ [الفرقان: 63] ﴿**وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ**﴾ [الصافات: 181] اور اس کے مانند دیگر آیات۔ اس کا ایک جواب وہ ہے جو ہم نے ذکر کیا، اور دوسرا جواب یہ ہے: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے الف ولام کے ساتھ بھی ذکر کیا ہے: ﴿**وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدتُّ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا**﴾ [مریم: 33] اور سلام جب معرفہ ہو تو الف ولام کے ساتھ مشروع ہے۔

وَبِأَنَّ خَبَرَ ابْنِ عَبَّاسٍ مُتَأَخِّرٌ عَنْ خَبَرِ ابْنِ مَسْعُودٍ لِأَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ صَغِيرَ السِّنِّ فَكَانَ يَنْقُلُ مَا تَأَخَّرَ مِنَ الشَّرَائِعِ، قُلْنَا: مَا ذُكِرَ غَيْرُ لَازِمٍ، قَالُوا فِي رِوَايَةِ صَحَابِيٍّ مُتَأَخِّرِ الْإِسْلَامِ: إِنَّهُ لَا يَسْتَلْزِمُ النَّسْخَ وَلَمْ يُرَجِّحْ أَحَدٌ رِوَايَةَ أَصَاغِرِ الصَّحَابَةِ عَلَى أَكَابِرِهِمْ، وَلِأَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ تَقَدَّمَتْ هِجْرَتُهُ وَدَامَتْ صُحْبَتُهُ وَهُوَ مِنْ أَكَابِرِ الصَّحَابَةِ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «رَضِيتُ لِأُمَّتِي مَا رَضِيَ بِهِ ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ» فَمَا قَالَهُ عُلَمَاؤُنَا أَوْلَى وَأَحْسَنُ.

اور اس لیے بھی کہ ابن عباس کی روایت ابن مسعود کی روایت سے متاخر ہے، کیونکہ ابن عباس کم سن تھے، اس لیے وہ شرائع میں سے متاخر چیزوں کو نقل کرتے تھے۔ ہم کہتے ہیں:* یہ بات لازم نہیں ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ اگر روایت کرنے والا صحابی متاخر الاسلام ہو تو اس سے نسخ لازم نہیں

آتا، اور نہ ہی کسی نے صغار صحابہ کی روایت کو اکابر صحابہ کی روایت پر ترجیح دی ہے۔ اور ابن مسعود کی ہجرت پہلے ہوئی تھی، اور ان کی صحبت بھی طویل رہی، اور وہ اکابر صحابہ میں سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: * **"میں اپنی امت کے لیے اس چیز پر راضی ہوں جس پر ابن ام عبد راضی ہو"**۔ پس ہمارے علماء نے جو کہا ہے وہی اولیٰ اور بہتر ہے۔

وَذُكِرَ فِي **كِتَابِ الْخِرَقِيِّ**: أَنَّ الْمُخْتَارَ فِي مَذْهَبِ أَحْمَدَ أَيْضاً تَشَهُّدُ ابْنِ مَسْعُودٍ وَلَوْ تَشَهَّدَ بِغَيْرِهِ مِمَّا ثَبَتَ عَنْهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَشَهُّدِ ابْنِ عَبَّاسٍ [وَابْنِ عُمَرَ] وَأَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَغَيْرِهِمْ جَازَ أَيْضاً نَصَّ عَلَى ذٰلِكَ، وَإِنَّمَا اخْتَارَ ذٰلِكَ لِاتِّفَاقِ الشَّيْخَيْنِ وَاتِّفَاقِ أَلْفَاظِهِ، وَكَوْنِ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى ذٰلِكَ وَكَوْنِ الْأَمْرِ فِيهِ بِخِلَافِ غَيْرِهِ، وَلِأَنَّهُ اخْتَصَّ بِأَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَمَرَ بِتَعْلِيمِهِ، فَفِي مُسْنَدِ أَحْمَدَ أَنَّهُ أَمَرَ ابْنَ مَسْعُودٍ أَنْ يُعَلِّمَ النَّاسَ. وَالْمَذْكُورُ فِي رِسَالَةِ ابْنِ أَبِي زَيْدٍ -فِي مَذْهَبِ مَالِكٍ- هٰذَا التَّشَهُّدُ: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ إلخ، وَهُوَ تَشَهُّدُ عُمَرَ الَّذِي ذَكَرَهُ الطِّيبِيُّ، قَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ: الِاخْتِلَافُ فِي الْفَضْلِ لَا فِي الْجَوَازِ.

اور **"کتاب الخرقی"** میں ذکر کیا گیا ہے: احمد کے مذہب میں بھی مختار تشہد ابن مسعود کا تشہد ہے۔ اور اگر کوئی دوسرے تشہد سے تشہد پڑھے جو نبی ﷺ سے ثابت ہے، جیسے ابن عباس، ابن عمر، ابو موسیٰ اشعری اور دیگر کا تشہد، تو وہ بھی جائز ہے، اس کی صراحت کی گئی ہے۔ انہوں نے اسی کو اختیار کیا ہے کیونکہ: شیخین یعنی بخاری و مسلم کا اس پر اتفاق ہے، اس کے الفاظ متفق علیہ ہیں، اکثر اہلِ علم کا عمل اسی پر ہے، اور اس میں **"کہو"** کا حکم ہے، جو دوسرے تشہدوں میں نہیں، اور اس کی خصوصیت یہ ہے کہ نبی ﷺ نے اس کی تعلیم کا حکم دیا ہے۔ مسند احمد میں ہے کہ آپ ﷺ نے ابن مسعود کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو یہ تشہد سکھائیں۔ اور ابن ابی زید کی رسالہ میں مذکور ہے -جو مالکی مذہب میں ہے- یہ تشہد: **"التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ**..." الخ اور یہ عمر کا تشہد ہے جسے طیبی نے ذکر کیا ہے۔ شیخ ابن الہمام نے کہا: **اختلاف فضیلت میں ہے، جواز میں نہیں۔**

(2) الثَّانِي فِي الْإِشَارَةِ وَالْعُقْدَةِ:

وَهٰذَا وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْخِلَافِيَّاتِ فَإِنَّ الْحَقَّ أَنَّ الْأَئِمَّةَ مُتَّفِقُونَ عَلَى فِعْلِهِ لٰكِنْ ذَكَرْنَاهُ لِمَا وُجِدَ فِي الْمُتَأَخِّرِينَ مِنْ أَهْلِ مَذْهَبِنَا شَيْءٌ مِنَ الْخِلَافِ فِيهِ، فَاعْلَمْ أَنَّ الْعُقْدَةَ وَالْإِشَارَةَ قَدْ وَرَدَا فِي الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ، وَقَدْ أَوْرَدَ فِي **جَامِعِ الْأُصُولِ** الْأَحَادِيثَ مِنَ الْكُتُبِ السِّتَّةِ فِي بَعْضِهَا: ذِكْرُ الْعُقْدَةِ مَعَ الْإِشَارَةِ، وَفِي بَعْضِهَا: ذِكْرُ الْإِشَارَةِ، وَعَلَيْهِ مَذَاهِبُ الْأَئِمَّةِ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَالْفُقَهَاءِ وَكَثِيرٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ، وَقَالُوا: الْحَقُّ أَنَّ مَذْهَبَ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ وَصَاحِبَيْهِ هٰكَذَا، وَقَدْ صَرَّحَ بِهِ كَثِيرٌ مِنَ الْمُتَقَدِّمِينَ،

(2) دوسرا: اشارہ اور عقدہ کے بارے میں

یہ اگرچہ اختلافی مسائل میں سے نہیں ہے، کیونکہ حق یہ ہے کہ ائمہ اس کے کرنے پر متفق ہیں۔ لیکن ہم نے اسے اس لیے ذکر کیا کہ ہمارے مذہب کے متاخرین میں اس کے بارے میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔ پس جان لو کہ **عقدہ باندھنا اور اشارہ کرنا** دونوں صحیح احادیث میں وارد ہیں۔ **"جامع الاصول"** میں کتب ستہ سے احادیث نقل کی گئی ہیں، ان میں سے بعض میں عقدہ کے ساتھ اشارہ کا ذکر ہے، اور بعض میں صرف اشارہ کا ذکر ہے۔

اور اسی پر محدثین، فقہاء اور کثیر صحابہ و تابعین کے مذاہب ہیں۔ انہوں نے کہا: حق یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ اور ان کے دونوں صاحبوں کا مذہب بھی یہی ہے، اور متقدمین میں سے کثیر نے اس کی صراحت کی ہے۔

وَظَهَرَ فِي الْمُتَأَخِّرِينَ مِنْهُمْ خِلَافٌ، وَبَعْضُهُمْ يَقُولُونَ: تَرَكْنَاهُ لِأَنَّهُ مِنْ **شَعَائِرِ الرَّفَضَةِ**، سَمِعْتُ الشَّيْخَ رَحِمَهُ اللهُ عَلَيْهِ يَقُولُ نَقْلًا عَنْ شَيْخِهِ: هٰذَا كَلَامٌ سَخِيفٌ لِأَنَّهُ لَمَّا ثَبَتَ أَنَّهُ سُنَّةٌ صَحِيحَةٌ فَمَا بَالُهُمْ يَتْرُكُونَهُ لِمِثْلِ هٰذَا الْعُذْرِ، وَكَثِيرٌ مِنَ السُّنَنِ يَفْعَلُهُ الرَّفَضَةُ وَلَا يُتْرَكُ مَعَ أَنَّ كَوْنَهُ شِعَارَ الرَّفَضَةِ مَمْنُوعٌ، كَيْفَ وَقَدْ يَفْعَلُهُ عُلَمَاءُ السُّنَّةِ، نُقِلَ عَنِ الْعَلَّامَةِ نَجْمِ الدِّينِ الزَّاهِدِيِّ. رَحِمَهُ اللهُ لَمَّا اتَّفَقَتِ الرِّوَايَاتُ عَنْ أَصْحَابِنَا جَمِيعاً يُثْبِتُ بِهِ كَوْنَهَا سُنَّةً، وَكَذَا عَنِ الْكُوفِيِّينَ وَالْمَدَنِيِّينَ، وَإِذَا كَثُرَتِ الْأَخْبَارُ وَالْآثَارُ، كَانَ الْعَمَلُ بِهِ أَوْلَىٰ.

البتہ متأخرین میں اس کے بارے میں اختلاف ظاہر ہوا ہے، اور بعض کہتے ہیں: ہم نے اسے چھوڑ دیا ہے کیونکہ یہ **روافض** کا شعار ہے۔ میں نے شیخ رحمہ اللہ کو اپنے شیخ سے نقل کرتے ہوئے سنا کہ وہ فرماتے تھے: **یہ بات بہت ہی کمزور ہے**، کیونکہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ یہ صحیح سنت ہے، تو پھر لوگ اسے ایسے عذر کی وجہ سے کیوں چھوڑیں؟ اور بہت سی سنتیں ایسی ہیں جنہیں روافض بھی کرتے ہیں، لیکن ان کی وجہ سے سنتیں ترک نہیں کی جاتیں۔ اس کے علاوہ یہ کہنا بھی ممنوع ہے کہ یہ روافض کا شعار ہے، کیسے؟ حالانکہ اہلِ سنت کے علماء بھی اسے کرتے ہیں۔ یہ علامہ نجم الدین الزاہدی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ جب ہمارے تمام اصحاب سے روایات متفق ہو جائیں تو اس سے اس کا سنت ہونا ثابت ہو جاتا ہے، اور اسی طرح **کوفیین اور مدنیین** سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔ اور جب اخبار و آثار زیادہ ہو جائیں تو اس پر عمل کرنا اولیٰ ہے۔

وَقَالَ الشُّمُنِّيُّ: ذَكَرَ أَبُو يُوسُفَ فِي **الْأَمَالِي**: أَنَّهُ يَعْقِدُ الْخِنْصَرَ وَالَّتِي تَلِيهَا وَيُحَلِّقُ الْوُسْطَىٰ وَالْإِبْهَامَ وَيُشِيرُ بِالسَّبَّابَةِ، وَذَكَرَ مُحَمَّدٌ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُشِيرُ وَنَحْنُ نَصْنَعُ بِصُنْعِهِ، وَقَالَ: وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَفِي **الظَّهِيرِيَّةِ**: وَمَتَىٰ أَخَذَ فِي التَّشَهُّدِ فَانْتَهَىٰ إِلَىٰ قَوْلِهِ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، هَلْ يُشِيرُ بِالسَّبَّابَةِ مِنْ يَدِهِ الْيُمْنَىٰ اخْتَلَفَ الْمَشَايِخُ فِيهِ، ثُمَّ كَيْفَ يَصْنَعُ عِنْدَ الْإِشَارَةِ حُكِيَ عَنِ الْفَقِيهِ أَبِي جَعْفَرٍ أَنَّهُ قَالَ: يَعْقِدُ الْخِنْصَرَ وَالْبِنْصَرَ وَيُحَلِّقُ الْوُسْطَىٰ مَعَ الْإِبْهَامِ وَيُشِيرُ بِالسَّبَّابَةِ. وَفِي **مُنْيَةِ الْمُفْتِي**: يُكْرَهُ الْإِشَارَةُ. انْتَهَىٰ كَلَامُ الشُّمُنِّيِّ.

شمنی نے کہا: ابو یوسف نے "**الامالی**" میں ذکر کیا ہے کہ وہ چھنگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی کو بند کر لیتے ہیں، اور بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بناتے ہیں، اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے ہیں۔ اور محمد نے ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ اشارہ کرتے تھے، اور ہم بھی آپ ﷺ کے فعل کے مطابق کرتے ہیں، اور کہا: یہی ابو حنیفہ کا قول ہے۔ اور "**الظہیریہ**" میں ہے: جب وہ تشہد میں "**أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ**" تک پہنچے تو کیا وہ اپنے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے؟ اس میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ پھر اشارے کے وقت کیسے کرے؟ فقیہ ابو جعفر سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا: چھنگلی اور بنصر کو بند کرے، اور بیچ کی انگلی کو انگوٹھے کے ساتھ حلقہ بنائے، اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے۔ اور "**منیۃ المفتی**" میں ہے: اشارہ کرنا مکروہ ہے۔ شمنی کا کلام ختم ہوا۔

وَلِلشَّيْخِ الْإِمَامِ عَلِيٍّ الْمُتَّقِي رَحِمَهُ اللهُ عَلَيْهِ رِسَالَةٌ وَضَعَهَا فِي هٰذَا الْبَابِ، وَنَقَلَ رِوَايَاتٍ مِنْ كُتُبِ الْحَنَفِيَّةِ أَكْثَرُهَا فِي أَنَّهُ سُنَّةٌ، وَبَعْضُهَا فِي الْكَرَاهَةِ، ثُمَّ أَيَّدَ كَوْنَهَا سُنَّةً بِالْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ وَالرِّوَايَاتِ الصَّرِيحَةِ، وَأَثْبَتَ أَنَّ الْأَوْلَىٰ فِعْلُهُ كَمَا قَالَ فِي **الْكِفَايَةِ**.

شیخ الامام علی المتقی رحمہ اللہ کی اس باب میں ایک رسالہ ہے، انہوں نے حنفیہ کی کتابوں سے روایات نقل کی ہیں، جن میں سے اکثر اس بات پر ہیں کہ یہ سنت ہے، اور بعض میں کراہت کا ذکر ہے۔ پھر انہوں نے اس کے سنت ہونے کو صحیح احادیث اور صریح روایات سے تقویت دی، اور ثابت کیا کہ اولیٰ یہی ہے کہ اس پر عمل کیا جائے، جیسا کہ "**الکفایہ**" میں کہا گیا ہے۔

وَنَحْنُ نَنْقُلُ كَلَامَ مُحَقِّقِ الْحَنَفِيَّةِ وَمُثَبِّتِ مَذْهَبِهِمُ الشَّيْخِ كَمَالِ الدِّينِ ابْنِ الْهُمَامِ وَنَخْتِمُ بِهِ الْكَلَامَ، قَالَ: لَا شَكَّ أَنَّ وَضْعَ الْكَفِّ مَعَ قَبْضِ الْأَصَابِعِ لَا يَتَحَقَّقُ حَقِيقَةً، فَالْمُرَادُ ـ وَاللهُ أَعْلَمُ ـ وَضْعُ الْكَفِّ ثُمَّ قَبْضُ الْأَصَابِعِ بَعْدَ ذٰلِكَ عِنْدَ الْإِشَارَةِ وَهُوَ الْمَرْوِيُّ عَنْ مُحَمَّدٍ فِي كَيْفِيَّةِ الْإِشَارَةِ، قَالَ: يَقْبِضُ خِنْصَرَهُ وَالَّتِي تَلِيهَا وَيُحَلِّقُ الْوُسْطٰى وَالْإِبْهَامَ وَيُقِيمُ الْمُسَبِّحَةَ، وَكَذَا عَنْ أَبِي يُوسُفَ فِي **الْأَمَالِي**، وَهٰذَا فَرْعُ تَصْحِيحِ الْإِشَارَةِ، وَعَنْ كَثِيرٍ مِنَ الْمَشَايِخِ لَا يُشِيرُ أَصْلاً وَهُوَ خِلَافُ الدِّرَايَةِ وَالرِّوَايَةِ، فَعَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّ مَا ذَكَرَهُ مِمَّا نَقَلْنَاهُ فِي كَيْفِيَّةِ الْإِشَارَةِ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَعَنِ الْحَلْوَانِيِّ: يُقِيمُ الْإِصْبَعَ عِنْدَ لَا إِلٰهَ وَيَضَعُ عِنْدَ ذِكْرِ إِلَّا اللهُ لِيَكُونَ الرَّفْعُ لِلنَّفْيِ وَالْوَضْعُ لِلْإِثْبَاتِ، وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ أَطْرَافُ الْأَصَابِعِ عَلَى الرُّكْبَةِ لَا مُبَاعَدَةً عَنْهَا. انْتَهٰى. كَلَامُ الشَّيْخِ ابْنِ الْهُمَامِ.

اور ہم حنفیہ کے محقق اور ان کے مذہب کے اثبات کرنے والے شیخ کمال الدین ابن الہمام کا کلام نقل کرتے ہیں، اور اسی پر کلام ختم کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: اس میں کوئی شک نہیں کہ ہتھیلی رکھنے کے ساتھ انگلیوں کو بند کرنا حقیقتاً ایک ساتھ ممکن نہیں، پس مراد واللہ اعلم یہ ہے کہ پہلے ہتھیلی رکھے، پھر اشارہ کے وقت انگلیوں کو بند کرے۔ اور یہی اشارے کی کیفیت میں محمد سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا: چھنگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی کو بند کرے، بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنائے، اور سبّابہ کو سیدھا رکھے۔ اسی طرح ابو یوسف سے "**الامالی**" میں مروی ہے۔ اور یہ اشارے کے صحیح ہونے کی ایک فرع ہے۔ اور کثیر مشائخ سے منقول ہے کہ وہ بالکل اشارہ نہیں کرتے، اور یہ درایت و روایت دونوں کے خلاف ہے۔ محمد سے منقول ہے کہ اشارے کی کیفیت میں جو ہم نے ذکر کیا ہے، یہی ابو حنیفہ کا قول ہے۔ اور حلوانی سے منقول ہے: "**لَا إِلٰهَ**" کہتے وقت انگلی اٹھائے، اور "**إِلَّا اللهُ**" ذکر کرتے وقت رکھ دے، تاکہ اٹھانا نفی کے لیے ہو اور رکھنا اثبات کے لیے ہو۔ اور مناسب یہ ہے کہ انگلیوں کے سرے گھٹنے پر ہوں، ان سے دور نہ ہوں۔ یہ شیخ ابن الہمام کا کلام ہے۔

وَيُفْهَمُ مِنْهُ الْبَسْطُ وَالْعَقْدُ جَمِيعاً بِأَنْ يَبْسُطَ ثُمَّ يَعْقِدُ وَيُشِيرُ عِنْدَ قَوْلِهِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَتَدَبَّرْ. ثُمَّ اخْتَلَفُوا فِي كَيْفِيَّةِ الْعَقْدِ، عِنْدَ الشَّافِعِيِّ يَعْقِدُ ثَلَاثاً وَخَمْسِينَ، وَصُورَتُهُ: أَنْ يَقْبِضَ أَصَابِعَ يَدِهِ وَيَضَعَهَا عَلَى طَرَفِ رُكْبَتِهِ الْيُمْنٰى إِلَّا الْمُسَبِّحَةَ ـ بِكَسْرِ الْبَاءِ ـ وَهِيَ السَّبَّابَةُ، وَيَضَعُ طَرَفَ إِبْهَامِ الْيُمْنٰى عِنْدَ أَسْفَلِ الْمُسَبِّحَةِ عَلٰى حَرْفِ الرَّاحَةِ وَتَفْسِيرُ ثَلَاثَةٍ وَخَمْسِينَ بِهٰذَا ذَكَرَهُ ابْنُ الصَّلَاحِ وَتَبِعُوهُ. كَذَا ذَكَرَهُ الشَّيْخُ ابْنُ حَجَرٍ فِي **شَرْحِ الْمِشْكَاةِ**.

اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ بسط اور عقد دونوں کو جمع کیا جائے، یعنی پہلے ہتھیلی کو پھیلائے، پھر بند کرے، اور "**لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ**" کہتے وقت اشارہ کرے۔ پس غور کرو۔ پھر عقد کی کیفیت میں ان کا اختلاف ہے: شافعی کے نزدیک: 53 کی صورت بنائے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اپنی ہتھیلی کی انگلیاں بند کر کے دائیں گھٹنے کے سرے پر رکھے، سوائے **سبّابہ** کے **باء کے کسرے کے ساتھ** اور وہی شہادت کی انگلی ہے۔ اور دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا سرا سبّابہ کے نچلے حصے پر، ہتھیلی کے کنارے پر رکھے۔ 53 کی یہی تفسیر ابن الصلاح نے ذکر کی ہے اور ان کی پیروی کی گئی ہے۔ اسی طرح شیخ ابن حجر نے "**شرح المشکاۃ**" میں ذکر کیا ہے۔

وَفِي بَعْضِ الشُّرُوحِ: أَنَّ **لِلشَّافِعِيَّةِ** فِي كَيْفِيَّةِ التَّحْلِيقِ وَجْهَيْنِ، **أَصَحُّهُمَا**: أَنْ يُحَلِّقَ بَيْنَهُمَا بِرَأْسِهِمَا، **وَالثَّانِي**: أَنْ يَضَعَ أُنْمُلَةَ الْوُسْطَى بَيْنَ عُقْدَتَيِ الْإِبْهَامِ، عَقْدَ **تِسْعِينَ**، وَصُورَتُهُ: أَنْ يَقْبِضَ الْخِنْصَرَ وَالْبِنْصِرَ وَيَبْسُطَ الْمُسَبِّحَةَ، وَيَضَعَ الْإِبْهَامَ عَلَى الْوُسْطَى وَيُحَلِّقَ، وَهٰكَذَا جَاءَ فِي حَدِيثِ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، وَهُوَ الْمُخْتَارُ فِي مَذْهَبِ أَحْمَدَ وَالشَّافِعِيِّ فِي قَوْلِهِ الْقَدِيمِ.

اور بعض شروح میں ہے کہ شافعیہ کے نزدیک حلقہ بنانے کی کیفیت میں **دو وجہیں** ہیں: **اصح** یہ ہے: کہ انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کو سروں سے حلقہ بنائے۔ **دوسری:** کہ بیچ کی انگلی کے پورے کو انگوٹھے کی دونوں گانٹھوں کے درمیان رکھے۔ یہ **90 کی عقد ہے**، اور اس کی صورت یہ ہے کہ چھنگلی اور بنصر کو بند کرے، شہادت کی انگلی کو سیدھا رکھے، اور انگوٹھے کو بیچ کی انگلی پر رکھ کر حلقہ بنائے۔ اسی طرح مسلم کی حدیث میں عبد اللہ بن زبیر سے آیا ہے، اور احمد وابوداود نے وائل بن حجر سے روایت کیا ہے۔ اور یہی احمد کے مذہب میں مختار ہے، اور شافعی کے قدیم قول میں بھی یہی ہے۔

وَعِنْدَ مَالِكٍ **يَقْبِضُ** أَصَابِعَ يَدِهِ الْيُمْنَى **كُلَّهَا** وَيَبْسُطُ السَّبَّابَةَ، وَلِلشَّافِعِيَّةِ فِي كَيْفِيَّةِ التَّحْلِيقِ وَجْهٌ آخَرُ، وَهُوَ وَضْعُ أُنْمُلَةِ الْوُسْطَى بَيْنَ عُقْدَةِ الْإِبْهَامِ، وَعَنْهُ رِوَايَةٌ **ثَالِثَةٌ**: يَبْسُطُ الْجَمِيعَ لِيَسْتَقْبِلَ فَكَأَنَّهَا سَبَبٌ لِحُضُورِهِ وَيُصْلِحُ وَجْهًا لِذٰلِكَ أَنَّهَا تُسَمَّى مُسَبِّحَةً وَسَبَّاحَةً وَأُصْبُعَ الشَّهَادَةِ فَيُنَاسِبُ بِهِ. وَاللهُ أَعْلَمُ بِالْأَسْرَارِ.

امام مالک کے نزدیک: دائیں ہاتھ کی تمام انگلیاں بند کرے اور صرف سبّابہ کو سیدھا رکھے۔ **شافعیہ** کے نزدیک حلقہ بنانے کی ایک اور صورت بھی ہے: وہ یہ کہ بیچ کی انگلی کے پور کو انگوٹھے کی گانٹھ کے درمیان رکھے۔ اور ان سے ایک تیسری روایت بھی ہے: تمام انگلیوں کو پھیلا دے تا کہ قبلہ کی طرف رہیں، گویا یہ اس کے حضور کا سبب ہے، اور اس کے لیے ایک وجہ یہ بھی بنتی ہے کہ اس انگلی کو سبّاحہ، مسبّحہ اور انگشتِ شہادت کہا جاتا ہے، پس یہ اس کے مناسب ہے۔ واللہ اعلم بالاسرار۔

چھٹا باب

باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

6۔اہم موقفات: باب الصلاۃ علی النبی ﷺ

1. درود وسلام:

امام شافعی کا موقف: قعدہ اخیرہ میں درود شریف پڑھنا فرض ہے

اور امام **احمد** کی ایک روایت کے مطابق بھی ایسا ہی ہے

اور دوسری روایت میں ہے کہ درود شریف پڑھنا واجب ہے

احناف کا موقف: درود شریف پڑھنا سنت ہے۔

درود شریف کے بارے میں تمام احادیث سند کے اعتبار سے اضعف ہیں لہذا اسے سنت یا واجب تو کہا جا سکتا ہے لیکن فرض نہیں

(6) بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[1053] عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ لَهُ بَشِيرُ بْنُ سَعْدٍ: أَمَرَنَا اللهُ أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ قَالَ: فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَمَنَّيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «**قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ [وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ] كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ**». هَذِهِ رِوَايَةُ مُسْلِمٍ

(6) باب: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا بیان

حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسول! اللہ تعالی نے ہمیں آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے، تو ہم آپ پر درود کس طرح بھیجیں؟" راوی کہتے ہیں: (یہ سوال سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے، یہاں تک کہ ہم نے (اپنے دلوں میں) تمنا کی کہ کاش انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال نہ ہی پوچھا ہوتا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم کہو: **اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ** "(اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور محمد کی آل پر رحمتیں نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور ابراہیم کی آل پر رحمتیں نازل فرمائیں۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور محمد کی آل پر برکتیں نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور ابراہیم کی آل پر برکتیں نازل فرمائیں۔ بیشک تو تعریف کے لائق اور بزرگی والا ہے)۔ اور سلام (بھیجنے کا طریقہ وہی) ہے جیسا کہ تم جان چکے ہو۔ یہ مسلم کی روایت ہے۔

وَفِي رِوَايَةِ الْمُوَطَّأِ وَالتِّرْمِذِيِّ وَأَبِي دَاوُدَ وَالنَّسَائِيِّ: «**قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، وَالسَّلَامُ كَمَا عَلِمْتُمْ**»، وَلَيْسَ عِنْدَ أَبِي دَاوُدَ: «**وَالسَّلَامُ كَمَا عَلِمْتُمْ**»، وَلَهُ فِي أُخْرَى: قَالَ: «**قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ**». **وَلِهَذَا الْحَدِيثِ طُرُقٌ كَثِيرَةٌ ذَكَرْتُ فِي مَوْضِعِهِ.**

اور (امام مالک کی) 'مؤطا'، (امام) ترمذی، ابو داؤد اور (امام) نسائی کی روایت میں (الفاظ یہ) ہیں: "تم کہو: **اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، وَالسَّلَامُ كَمَا عَلِمْتُمْ**" (اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آلِ محمد پر رحمت نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمت نازل فرمائی۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آلِ محمد پر برکت نازل فرما جیسا کہ تو نے جہانوں میں ابراہیم (علیہ السلام) پر برکت نازل فرمائی، بیشک تو تعریف کے لائق اور بزرگی والا ہے) اور سلام (کا طریقہ وہی) ہے جیسا کہ تم جان چکے ہو۔ اور ابو داؤد کی روایت میں یہ لفظ نہیں ہیں: "**وَالسَّلَامُ كَمَا عَلِمْتُمْ**" (اور سلام جیسا کہ تم جان چکے ہو)۔ اور ابو داؤد ہی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم کہو: **اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ**" (اے اللہ! محمد پر رحمت نازل فرما جو نبیِ امی ہیں، اور محمد کی آل پر)۔ اور اس حدیث کے بہت سے طرق (روایت کے مختلف راستے اور اسناد) ہیں جو اپنی (اصل) جگہ پر ذکر کیے گئے ہیں۔

[1054] وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «**أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً**». أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ.

اور حضرت (عبد اللہ) بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں میں سے میرے سب سے زیادہ قریب (اور میری شفاعت کے سب سے زیادہ حقدار) وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجتے ہیں۔ اسے (امام) ترمذی نے روایت کیا ہے۔

[1055] وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «**إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ يُبَلِّغُونِي مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ**». أَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ.

اور انہی (حضرت عبد اللہ بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین میں گشت کرنے والے (سیر کرنے والے) ہیں، جو مجھے میری امت کی طرف سے سلام پہنچاتے ہیں۔ اسے (امام) نسائی نے روایت کیا ہے۔

[1056] وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقِفُ عَلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا. أَخْرَجَهُ الْمُوَطَّأُ.

اور حضرت عبد اللہ بن دینار سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور (روضہ مبارک) پر کھڑے ہوتے، پس وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر درود و سلام بھیجتے تھے۔ اسے (امام مالک نے) **'مؤطا'** میں روایت کیا ہے۔

[1057] وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ فِي اللَّيْلَةِ الْغَرَّاءِ وَالْيَوْمِ الْأَزْهَرِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ». رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ، وَابْنُ عَدِيٍّ عَنْ أَنَسٍ.

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھ پر روشن رات (جمعہ کی رات) اور چمکدار دن (جمعہ کے دن) میں کثرت سے درود بھیجا کرو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے"۔ اسے بیہقی نے روایت کیا ہے، اور ابن عدی نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

[1058] وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَكْثِرُوا مِنَ الصَّلَاةِ عَلَيَّ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ يَوْمٌ مَشْهُودٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ فَإِنَّ أَحَدًا لَنْ يُصَلِّيَ عَلَيَّ إِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلَاتُهُ [حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا]». رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ.

اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، کیونکہ یہ ایسا دن ہے جس میں (فرشتے) حاضر ہوتے ہیں، اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ بیشک کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے جو مجھ پر درود بھیجے مگر اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے [یہاں تک کہ وہ اس سے فارغ ہو جائے]"۔ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

[1059] وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «[إِنَّ] الْبَخِيلَ كُلَّ الْبَخِيلِ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ». رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ.

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کامل اور سب سے بڑا بخیل وہ شخص ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے"۔ اسے بیہقی اور سعید بن منصور نے روایت کیا ہے۔

[1060] وَعَنْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ —مُرْسَلًا: «مِنَ الْجَفَاءِ أَنْ أُذْكَرَ عِنْدَ رَجُلٍ فَلَا يُصَلِّيَ عَلَيَّ». رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ

اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا— مرسل روایت کے طور پر—: "یہ بڑی جفا (اور بے وفائی) کی بات ہے کہ کسی شخص کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے"۔ اسے عبد الرزاق نے روایت کیا ہے۔

[1061] وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فَقَدْ شَقِيَ». رَوَاهُ ابْنُ السُّنِّيِّ.

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے، تو یقیناً وہ بد بخت ہو گیا"۔ اسے ابن السنی نے روایت کیا ہے۔

[1062] وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ خَطِئَ طَرِيقَ الْجَنَّةِ».

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص مجھ پر درود بھیجنا بھول گیا، وہ جنت کا راستہ چوک گیا (بھول گیا)"

[1063] وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ نَائِيًا أُبْلِغْتُهُ». رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ.

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھا اسے میں خود سنتا ہوں، اور جس نے مجھ پر دور سے درود بھیجا وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے"۔ اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔

[1064] وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «صَلُّوا عَلَى أَنْبِيَاءِ اللهِ وَرُسُلِهِ فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى بَعَثَهُمْ كَمَا بَعَثَنِي». رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ، وَرَوَى الْخَطِيبُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کے نبیوں اور اس کے رسولوں پر بھی درود و سلام بھیجا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی اسی طرح مبعوث فرمایا (نبی بنا کر بھیجا) تھا جیسے مجھے مبعوث فرمایا ہے"۔ اسے بیہقی نے روایت کیا ہے، اور خطیب (بغدادی) نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

[1065] وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا مِنْ عَبْدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي إِلَّا وَكَّلَ اللهُ بِهِ مَلَكًا يُبَلِّغُنِي وَكُفِيَ أَمْرَ آخِرَتِهِ وَدُنْيَاهُ وَكُنْتُ لَهُ شَهِيدًا أَوْ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ». رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ.

اور انہی (حضرت ابو ہریرہ) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی بھی بندہ ایسا نہیں ہے جو میری قبر کے پاس مجھے سلام پیش کرے مگر اللہ تعالیٰ اس پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے جو وہ سلام مجھے پہنچاتا ہے، اور اس (سلام بھیجنے والے) کے دنیا اور آخرت کے معاملات کی کفایت کی جاتی ہے، اور میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور سفارش کرنے والا بنوں گا"۔ اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔

[1066] وَعَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَتَانِي جِبْرِيلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ مِنْ أُمَّتِكَ صَلَاةً كَتَبَ اللهُ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ وَرَفَعَهُ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ، قَالَ: وَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ مِثْلَ مَا قَالَ، قُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ، وَمَا ذَاكَ الْمَلَكُ قَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَّلَ بِكَ مَلَكًا مِنْ لَدُنْ خَلَقَكَ إِلَى أَنْ يَبْعَثَكَ لَا يُصَلِّي عَلَيْكَ أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِكَ إِلَّا أَنْ قَالَ: وَأَنْتَ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ». رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ.

اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میرے پاس جبرائیل (علیہ السلام) آئے اور انہوں نے کہا: اے محمد! آپ کی امت میں سے جو کوئی آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دے گا، اس کی دس برائیاں مٹا دے گا اور (جنت میں) اس کے دس درجے بلند فرما دے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور اس فرشتے نے بھی آپ سے وہی بات کہی جو جبرائیل نے کہی تھی۔ میں نے پوچھا: اے جبرائیل! وہ فرشتہ کون سا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: بیشک اللہ عزوجل نے آپ کی پیدائش کے وقت سے لے کر آپ کے دوبارہ اٹھائے جانے (قیامت) تک کے لیے آپ پر ایک فرشتہ مقرر فرما رکھا ہے، آپ کی امت میں سے کوئی بھی آپ پر درود نہیں بھیجتا مگر وہ فرشتہ (اس کے جواب میں) کہتا ہے: اور آپ پر بھی اللہ کی رحمتیں اور سلامتی ہو"۔ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

[1067] وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى مَلَكًا أَعْطَاهُ سَمْعَ الْعِبَادِ فَلَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يُصَلِّي عَلَيَّ إِلَّا بَلَّغَنِيهَا وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي أَنْ لَا يُصَلِّيَ عَلَى عَبْدٍ صَلَاةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ عَشْرَ أَمْثَالِهَا». رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ.

اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بیشک اللہ تعالیٰ کا ایک ایسا فرشتہ ہے جسے اس نے تمام بندوں کی آوازیں سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے، پس جو کوئی بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ فرشتہ وہ درود مجھے پہنچا دیتا ہے۔ اور یقیناً میں نے اپنے رب سے یہ سوال کیا ہے کہ جو بندہ مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس پر دس بار رحمتیں نازل فرمائے"۔ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

[1068] وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللهَ أَعْطَى مَلَكًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ أَسْمَاءَ الْخَلْقِ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى قَبْرِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُصَلِّي عَلَيَّ أَحَدٌ صَلَاةً إِلَّا سَمَّاهُ بِاسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ وَقَالَ: يَا أَحْمَدُ، صَلَّى عَلَيْكَ فُلَانٌ، وَقَدْ ضَمِنَ لِي [رَبِّي] تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنْ أَرُدَّ عَلَيْهِ». بِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا». رَوَاهُ ابْنُ النَّجَّارِ.

اور انہی (حضرت ابو ہریرہ) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «بے شک اللہ تعالیٰ نے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کو تمام مخلوق کی باتیں سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے، اور وہ قیامت کے دن تک میری قبر پر قائم (مقرر) ہے۔ کوئی بھی شخص مجھ پر درود نہیں بھیجتا مگر وہ (فرشتہ) اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر مجھے پیش کرتا ہے اور کہتا ہے: اے احمد! فلاں شخص نے آپ پر درود بھیجا ہے، اور میرے رب تبارک وتعالیٰ نے میرے لیے یہ ذمہ لیا ہے کہ میں اس کے بدلے اس پر دس رحمتیں نازل فرماؤں۔»

[1069] وَعَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ قَالَ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ [عِنْدَكَ] يَوْمَ الْقِيَامَةِ سُورَةٌ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي».

حضرت رُویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «جس شخص نے یہ کہا: "اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود نازل فرما اور انہیں قیامت کے دن اپنے پاس قربت کا مقام (مقامِ محمود) عطا فرما"، تو اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی۔»

[1070] وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ أَنْجَاكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَهْوَالِهَا وَمَوَاطِنِهَا أَكْثَرُكُمْ عَلَيَّ صَلَاةً فِي دَارِ الدُّنْيَا». رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «بے شک قیامت کے دن اس کی ہولناکیوں اور (سخت) مقامات سے تم میں سے سب سے زیادہ نجات پانے والا وہ شخص ہو گا جو دنیا میں تم میں سے مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہو گا۔»

[1071] وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَلْقَى اللهَ عَزَّ وَجَلَّ غَدًا رَاضِيًا فَلْيُكْثِرِ الصَّلَاةَ عَلَيَّ». رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص یہ چاہتا ہو کہ وہ کل اللہ عزوجل سے اس حال میں ملے کہ اللہ اس سے راضی ہو، تو اسے چاہیے کہ وہ مجھ پر کثرت سے درود پڑھے۔" اسے دیلمی نے روایت کیا ہے۔

[1072] وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ قَضَى اللهُ تَعَالَى لَهُ مِائَةَ حَاجَةٍ سَبْعِينَ مِنْهَا لِآخِرَتِهِ وَثَلَاثِينَ مِنْهَا لِدُنْيَاهُ». رَوَاهُ ابْنُ النَّجَّارِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص ایک دن میں مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا۔ ستر حاجتیں اس کی آخرت کی اور تیس حاجتیں اس کی دنیا کی۔" اسے ابن النجار نے روایت کیا ہے۔

[1073] وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِائَةَ مَرَّةٍ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَعَهُ نُورٌ لَوْ قُسِمَ ذَلِكَ بَيْنَ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ لَوَسِعَهُمْ». رَوَاهُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي **الْحِلْيَةِ**.

حضرت علی بن حسین بن علی اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھے، وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے ساتھ ایک نور ہو گا۔ اگر وہ نور تمام مخلوقات میں تقسیم کر دیا جائے تو وہ سب کو کافی ہو جائے۔ اسے ابو نعیم نے **"حلیۃ الاولیاء"** میں روایت کیا ہے۔

[1074] وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ فِي كِتَابٍ لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تَسْتَغْفِرُ لَهُ مَا دَامَ اسْمِي فِي ذَلِكَ الْكِتَابِ». رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي **الْأَوْسَطِ**.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص کسی کتاب میں مجھ پر درود لکھے، فرشتے اس کے لیے اس وقت تک استغفار کرتے رہتے ہیں جب تک میرا نام اس کتاب میں موجود ہے۔" اسے طبرانی نے **"الاوسط"** میں روایت کیا ہے۔

[1075] وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَرَادٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «نَادَانِي جِبْرِيلُ مِنْ تِلْقَاءِ الْعَرْشِ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، يَقُولُ لَكَ الرَّحْمَنُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: مَنْ ذُكِرْتَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ دَخَلَ النَّارَ». رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ.

حضرت عبد اللہ بن جراد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مجھے جبریل نے عرش کے سامنے سے آواز دی اور کہا: اے محمد، رحمن تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں: جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ پڑھے، وہ جہنم میں داخل ہو گا۔" اسے دیلمی نے روایت کیا ہے

[1076] وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَذْكُرُونِي فِي ثَلَاثِ مَوَاطِنَ: عِنْدَ الْعُطَاسِ وَعِنْدَ الذَّبْحِ وَعِنْدَ التَّعَجُّبِ». وَفِي رِوَايَةٍ: «عِنْدَ الطَّعَامِ».

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مجھے تین جگہوں پر یاد نہ کیا کرو: چھینک کے وقت، ذبح کے وقت اور تعجب کے وقت۔" اور ایک روایت میں ہے: "کھانے کے وقت"۔

[1077] وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْحَقُ لِلْخَطَايَا مِنَ الْمَاءِ لِلنَّارِ، وَالسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ مِنْ عِتْقِ الرِّقَابِ، وَحُبُّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ مِنْ ضَرْبِ الْأَنْفُسِ أَوْ قَالَ مِنَ الضَّرْبِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ. رَوَاهُ الْخَطِيبُ وَالْأَصْبَهَانِيُّ فِي **التَّرْغِيبِ**.

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا گناہوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنا غلام آزاد کرنے سے افضل ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اللہ کے راستے میں جان قربان کرنے سے بھی افضل ہے۔ اسے خطیب اور اصبہانی نے **"الترغیب"** میں روایت کیا ہے۔

[1078] وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتَّى تُصَلِّيَ عَلَى نَبِيِّكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت سعید بن مسیب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بے شک دعا آسمان وزمین کے درمیان رکی ہوئی رہتی ہے اور اس میں سے کوئی چیز اوپر نہیں جاتی جب تک تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھ لو۔" اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

[1079] وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجًا مِنَ الْمَسْجِدِ فَأَتَيْتُهُ أَمْشِي وَرَاءَهُ وَلَا يَشْعُرُبِي، ثُمَّ دَخَلَ نَخْلًا فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَسَجَدَ وَأَطَالَ السُّجُودَ وَأَنَا وَرَاءَهُ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّ اللهَ تَعَالَى قَدْ تَوَفَّاهُ فَأَقْبَلْتُ أَمْشِي حَتَّى جِئْتُ فَطَأْطَأْتُ أَنْظُرُفِي وَجْهِهِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: «مَا لَكَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ» فَقُلْتُ لَمَّا أَطَلْتَ السُّجُودَ يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَشِيتُ أَنَّ اللهَ تَوَفَّى نَفْسَكَ فَجِئْتُ أَنْظُرُ، فَقَالَ: «إِنِّي لَمَّا رَأَيْتَنِي دَخَلْتُ النَّخْلَ، لَقِيتُ جِبْرِيلَ فَقَالَ: أُبَشِّرُكَ أَنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ: مَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ [وَ] مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ»، وَفِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ: «سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَصَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا» . رَوَاهُ ابْنُ النَّجَّارِ . وَجَاءَ مِثْلُ هَذِهِ الْقِصَّةِ عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا۔ میں ان کے پیچھے چل پڑا اور انہیں میرا احساس نہ ہوا۔ پھر آپ ایک کھجور کے باغ میں داخل ہوئے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے سجدے میں چلے گئے اور سجدہ بہت لمبا کیا۔ میں بھی آپ کے پیچھے تھا یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض کرلی ہے۔ میں آگے بڑھا اور آپ کے چہرے پر جھکا ہوا دیکھنے لگا۔ آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا: "اے عبدالرحمن! تمہیں کیا ہوا؟" میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب آپ نے سجدہ بہت لمبا کیا تو مجھے ڈر لگا کہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض نہ کرلی ہو، اس لیے میں دیکھنے کے لیے آیا۔ آپ نے فرمایا: "جب میں نے تمہیں دیکھا کہ تم باغ میں داخل ہوئے ہو، تو مجھے جبریل ملے۔ انہوں نے کہا: میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: جو آپ پر سلام بھیجے، میں اس پر سلام بھیجتا ہوں [اور] جو آپ پر درود پڑھے، میں اس پر درود بھیجتا ہوں۔" اور بعض روایات میں ہے: "میں اس پر دس بار سلام بھیجتا ہوں اور دس بار درود بھیجتا ہوں۔" اسے ابن النجار نے روایت کیا ہے۔ اور اسی طرح کی روایت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بھی آئی ہے۔

[1080] وَعَنْ حِبَّانَ بْنِ مُنْقِذٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَجْعَلُ ثُلُثَ صَلَاتِي عَلَيْكَ قَالَ: «نَعَمْ إِنْ شِئْتَ»، قَالَ: الثُّلُثَيْنِ قَالَ: «نَعَمْ إِنْ شِئْتَ»، قَالَ: فَصَلَاتِي كُلُّهَا لَكَ قَالَ: «إِذًا يَكْفِيكَ اللهُ مَا أَهَمَّكَ مِنْ أَمْرِ دُنْيَاكَ وَآخِرَتِكَ». رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَأَبُو نُعَيْمٍ.

حضرت حبان بن منقذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں اپنی دعا کا ایک تہائی حصہ آپ پر درود کے لیے مخصوص کر دوں؟ آپ نے فرمایا: "ہاں، اگر تم چاہو۔" اس نے کہا: دو تہائی؟ فرمایا: "ہاں، اگر تم چاہو۔" اس نے کہا: تو میں اپنی ساری دعا آپ کے لیے کر دوں؟ فرمایا: "پھر اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارے دنیا اور آخرت کے تمام غموں کے لیے کافی ہو جائے گا۔" اسے طبرانی اور ابو نعیم نے روایت کیا ہے۔

[1081] وَعَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسَارِيرُ وَجْهِهِ تَبْرُقُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا رَأَيْتُكَ أَطْيَبَ نَفْسًا وَلَا أَظْهَرَ بِشْرًا مِنْكَ فِي يَوْمِكَ، فَقَالَ: «وَمَا لِي لَا تَطِيبُ نَفْسِي وَيَظْهَرُ بِشْرِي وَإِنَّمَا فَارَقَنِي جِبْرِيلُ السَّاعَةَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ مِنْ أُمَّتِكَ صَلَاةً كَتَبَ اللهُ تَعَالَى لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ وَرَفَعَهُ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ». رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ.

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کے چہرے کی رونق چمک رہی تھی۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے آج کے دن آپ کو اس سے زیادہ خوش مزاج اور زیادہ خندہ رو کبھی نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا: "کیوں نہ میرا دل خوش ہو اور میرا چہرہ روشن ہو، ابھی مجھ سے جبریل جدا ہو کر گئے ہیں۔ انہوں نے کہا: اے محمد! آپ کی امت میں سے جو شخص آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا، دس گناہ مٹادے گا، اور اس کے دس درجات بلند کردے گا۔" اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

تَنْبِيهٌ:

وَفَضَائِلُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيرَةٌ لَا تُحْصَى عَدَدُهَا وَلَا يُسْتَقْصَى أَمَدُهَا، وَقَدْ تَشَرَّفَ هَذَا الْفَقِيرُ بِذِكْرِهَا فِي مَوَاضِعَ، فَذَكَرْتُ هَاهُنَا أَيْضًا مِنَ الْأَحَادِيثِ وَكَانَ يَكْفِي هَاهُنَا أَنْ يُذْكَرَ الْحَدِيثُ الْمَشْهُورُ الَّذِي أُمِرَ بِهِ فِي الصَّلَاةِ وَلَكِنَّهُمْ ذَكَرُوا بَعْضَ فَضَائِلِهَا مُطْلَقًا فِي الصَّلَاةِ وَفِي غَيْرِهَا تَبَرُّكًا وَتَشَرُّفًا، وَنَحْنُ أَيْضًا ذَكَرْنَاهَا اتِّبَاعًا لَهُمْ، وَلَيْسَ فِي هَذَا الْبَابِ خِلَافٌ بَيْنَ الْأَئِمَّةِ سِوَى أَنَّ الصَّلَاةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْضٌ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ فِي التَّشَهُّدِ الْأَخِيرِ، وَكَذَا عِنْدَ أَحْمَدَ فِي رِوَايَةٍ وَفِي أُخْرَى وَاجِبٌ، وَالْمُخْتَارُ مِنْ مَذْهَبِهِ أَنَّهَا سُنَّةٌ كَمَا هُوَ مَذْهَبُنَا.

تنبیہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے فضائل بہت زیادہ ہیں جن کی تعداد شمار نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی ان کی انتہا کا احاطہ کیا جاسکتا ہے۔ اس فقیر نے ان کا ذکر کئی مقامات پر کیا ہے۔ یہاں بھی کچھ احادیث ذکر کی ہیں۔ اور یہاں صرف وہ مشہور حدیث ذکر کرنا کافی تھا جس کا نماز میں حکم دیا گیا ہے، لیکن انہوں نے کچھ فضائل مطلقاً نماز میں اور نماز کے علاوہ بھی ذکر کیے ہیں، بطور تبرک اور شرف حاصل کرنے کے۔ اور ہم نے بھی ان کی پیروی میں انہیں ذکر کیا ہے۔ اور اس باب میں ائمہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں، سوائے اس کے کہ امام شافعی کے نزدیک تشہد اخیر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا فرض ہے۔ اور امام احمد کی ایک روایت میں بھی ایسا ہی ہے، اور دوسری روایت میں واجب ہے۔ اور ان کے مذہب سے مختار قول یہ ہے کہ یہ سنت ہے، جیسا کہ ہمارا مذہب ہے۔

وَتَفْصِيلُ الْكَلَامِ: أَنَّ اللهَ تَعَالَى أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَجْمَعُوا عَلَى أَنَّ الْأَمْرَ هَاهُنَا لِلْوُجُوبِ، فَالصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجِبَةٌ فِي الْجُمْلَةِ، فَقِيلَ: تَجِبُ كُلَّمَا جُرِيَ ذِكْرُهُ، وَقِيلَ: الْوَاجِبُ الَّذِي بِهِ يَسْقُطُ الْإِثْمُ بِتَرْكِ الْفَرْضِ وَهُوَ الْإِتْيَانُ بِهَا مَرَّةً كَالشَّهَادَةِ بِنُبُوَّتِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا عَدَا ذَلِكَ فَهُوَ مَنْدُوبٌ يُرْغَبُ فِيهِ مِنْ سُنَنِ الْإِسْلَامِ وَشِعَارِ أَهْلِهِ.

کلام کی تفصیل یہ ہے: اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ اور سب کا اس پر اجماع ہے کہ یہاں امر وجوب کے لیے ہے۔ لہٰذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا مجموعی طور پر واجب ہے۔ تو کہا گیا کہ: جب بھی آپ کا ذکر آئے تو درود پڑھنا واجب ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ: واجب وہ ہے جس کے چھوڑنے سے گناہ لازم آتا ہے، اور وہ ایک مرتبہ درود پڑھنا ہے، جس طرح آپ کی نبوت کی گواہی دینا ہے۔ اور اس کے علاوہ باقی سب مستحب ہے جس کی ترغیب دی گئی ہے، اور یہ اسلام کی سنتوں اور اس کے اہل کے شعار میں سے ہے۔

وَقَالَ الْقَاضِي أَبُو بَكْرٍ: فَرَضَ اللهُ تَعَالَى عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَنْ يُصَلُّوا عَلَى نَبِيِّهِ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا وَلَمْ يَجْعَلْ لِذَلِكَ وَقْتًا مَعْلُومًا، فَالْوَاجِبُ أَنْ يُكْثِرَ الْمَرْءُ مِنْهَا وَلَا يَغْفَلَ عَنْهَا،

قاضی ابو بکر نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر فرض کیا ہے کہ وہ اپنے نبی پر درود پڑھیں اور خوب سلام بھیجیں، اور اس کے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہیں کیا۔ لہٰذا واجب یہ ہے کہ آدمی کثرت سے درود پڑھے اور اس سے غافل نہ ہو۔

وَقَالَ الْقَاضِي عِيَاضٌ الْمَالِكِيُّ التَّحْصِيصُ: وَشَذَّ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللهُ فِي ذَلِكَ وَخَالَفَ الْإِجْمَاعَ، فَقَالَ: الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ التَّشَهُّدِ الْأَخِيرِ قَبْلَ السَّلَامِ وَاجِبَةٌ، وَمَنْ لَمْ يُصَلِّ فَصَلَاتُهُ فَاسِدَةٌ، وَإِنْ صَلَّى عَلَيْهِ قَبْلَ ذَلِكَ لَمْ يُجْزِئْهُ وَيُعِيدُ الصَّلَاةَ بِتَرْكِهَا، وَقَالَ إِسْحَاقُ: الْإِعَادَةُ وَاجِبَةٌ مَعَ تَعَمُّدِ تَرْكِهَا دُونَ النِّسْيَانِ، وَلَا سَلَفَ لِلشَّافِعِيِّ فِي هَذَا يَقْتَدِي بِهِ وَلَا سُنَّةَ يَتَّبِعُهَا وَقَدْ بَالَغَ جَمَاعَةٌ فِي الْإِنْكَارِ عَلَيْهِ فِي هَذِهِ الْمَسْأَلَةِ لِمُخَالَفَةِ الْإِجْمَاعِ وَالْأَخْبَارِ، وَمَا وَرَدَ فِي الْحَدِيثِ: «**لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فِيهَا**»، وَكَذَا مَا جَاءَ فِي حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنْهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «**مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يُصَلِّ فِيهَا عَلَيَّ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِي لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ**» فَهُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ بِأَسْرِهِمْ، وَإِنْ صَحَّ فَالْمُرَادُ نَفْيُ الْكَمَالِ. هَذَا حَاصِلُ كَلَامِ الْقَاضِي عِيَاضٍ فِي **الشِّفَا** وَشَنَّعَ عَلَيْهِ فِيهِ جَمَاعَةٌ، مِنْهُمْ: الطَّبَرِيُّ وَالْقُشَيْرِيُّ، وَخَالَفَهُ مِنْ أَهْلِ مَذْهَبِهِ الْخَطَّابِيُّ، وَقَالَ: لَا أَعْلَمُ لَهُ فِيهَا قُدْوَةً، وَالتَّشَهُّدَاتُ الْمَرْوِيَّةُ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي مُوسَى وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَلَمْ يُذْكَرْ فِيهَا ذَلِكَ.

اور قاضی عیاض مالکی نے کہا: امام شافعی رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں شذوذ اختیار کیا اور اجماع کے خلاف کہا کہ: تشہد اخیر میں سلام سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا واجب ہے۔ اور جس نے درود نہ پڑھا اس کی نماز فاسد ہے۔ اور اگر اس سے پہلے درود پڑھ لیا تو کافی نہیں ہوگا اور اسے نماز دہرانی ہوگی۔ اور اسحاق نے کہا: قصداً چھوڑنے پر نماز کا اعادہ واجب ہے، بھول جانے پر نہیں۔

امام شافعی کے لیے اس میں کوئی سابقہ مثال نہیں ہے جس کی وہ پیروی کریں، اور نہ کوئی سنت ہے جس کی وہ اتباع کریں۔ اور ایک جماعت نے اس مسئلہ میں ان پر سخت نکیر کی ہے کیونکہ انہوں نے اجماع اور احادیث کی مخالفت کی ہے۔ اور حدیث میں جو آیا ہے: "اس شخص کی نماز نہیں جس نے اس میں مجھ پر درود نہ پڑھا"۔ اور اسی طرح حدیث ابن مسعود میں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: "جس نے ایسی نماز پڑھی جس میں مجھ پر اور میرے اہل بیت پر درود نہ پڑھا تو وہ اس سے قبول نہیں ہوگی" تو یہ محدثین کے نزدیک بالاتفاق ضعیف ہے۔ اور اگر صحیح مان بھی لیا جائے تو مراد کمال کی نفی ہے۔

یہ "**الشفا**" میں قاضی عیاض کے کلام کا خلاصہ ہے۔ اور اس میں ان پر ایک جماعت نے سخت تنقید کی ہے، ان میں **طبری** اور **قشیری** شامل ہیں۔ اور ان کے اپنے مذہب کے خطابی نے ان کی مخالفت کی اور کہا: میں نہیں جانتا کہ اس مسئلہ میں ان کے لیے کوئی قدوہ ہے۔ اور جو تشہد ابن مسعود، ابن عباس، ابوہریرہ، جابر، ابو سعید، ابو موسیٰ اور ابن زبیر سے مروی ہیں ان میں اس کا ذکر نہیں ہے۔

وَنَقَلَ الشُّمُنِّيُّ عَنِ النَّوَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ: قَدْ نَقَلَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا فَرْضِيَّةَ الصَّلَاةِ فِي التَّشَهُّدِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَابْنِهِ، وَنَقَلَهُ الشَّيْخُ أَبُو حَامِدٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَغَيْرُهُ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَهُوَ إِحْدَى الرِّوَايَتَيْنِ عَنْ أَحْمَدَ — فَارْتَفَعَ الشُّذُوذُ — وَقَالَ: فِي إِثْبَاتِ سُنَّةٍ يَتَّبِعُهَا بَلْ لَهُ سُنَّةٌ وَهِيَ مَا رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ فِي **صَحِيحَيْهِمَا** مِنْ حَدِيثِ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُمْ قَالُوا: كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ إِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا عَلَيْكَ فِي صَلَاتِنَا فَقَالَ: «**قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ**» ... الْحَدِيثَ. انْتَهَى.

اور شمنی نے نووی سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا: ہمارے بعض اصحاب نے حضرت عمر بن خطاب اور ان کے صاحبزادے سے تشہد میں درود کے فرض ہونے کو نقل کیا ہے۔ اور شیخ ابو حامد نے اسے ابن مسعود اور ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے۔ اور بیہقی وغیرہ نے شعبی سے روایت کیا ہے، اور

یہ امام احمد کی دو روایات میں سے ایک ہے۔ پس شذوذ ختم ہو گیا۔ اور انہوں نے کہا: ان کے پاس اس سنت کے اثبات کے لیے ایک سنت موجود ہے جس کی وہ پیروی کرتے ہیں۔ اور وہ حدیث ہے جو ابن حبان اور حاکم نے اپنی "**صحیحین**" میں حضرت ابو مسعود انصاری سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: جب ہم نماز میں آپ پر درود پڑھیں تو کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: "کہو: **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ**" آخر حدیث تک۔ یہاں ختم ہوا۔

وَأَقُولُ: مُرَادُ الْقَاضِي نَفْيُ السُّنَّةِ الدَّالَّةِ عَلَى فَرْضِيَّتِهَا بِدَلَالَةِ السِّيَاقِ لَا مُطْلَقِ السُّنَّةِ إِذْ هُوَ ثَابِتٌ اِتِّفَاقًا بِالْأَحَادِيثِ وَالْآثَارِ الْمُرَغِّبَةِ فِيهَا.

اور میں کہتا ہوں: قاضی کا مقصد اس سنت کی نفی کرنا ہے جو سیاق کے اعتبار سے اس کے فرض ہونے پر دلالت کرتی ہو، نہ کہ مطلق سنت کی نفی، کیونکہ وہ احادیث اور آثار کی وجہ سے بالاتفاق ثابت ہے جن میں اس کی ترغیب دی گئی ہے۔

جامعہ امام غزالی فیصل آباد

ساتواں باب

باب الدعاء فی التشہد

جامعہ اسلامیہ فیصل آباد

7۔اہم موقفات:باب الدعاء فی التشہد

1. تشہد کے بعد دعا:

احناف کا موقف: ہر وہ دعا جو ماثور ہے اسے پڑھنا سنت ہے۔

ماثور دعائیں: وہ دعائیں جو قرآن وحدیث میں وارد ہوئیں ہیں۔۔

شوافع کا موقف: ماثور وغیر ماثور دونوں طرح کی دعائیں پڑھ سکتے ہیں۔

2. سلام پھیرنا:

احناف کا موقف: سلام پھیرنا واجب ہے فرض نہیں

شوافع کا موقف: سلام پھیرنا فرض ہے۔

امام مالک کا موقف: ایک سلام پھیرنا کافی ہے۔

شوافع کا موقف: اختیار ہے نمازی کو اگر چاہے تو ایک سلام پھیر دے اگر چاہے تو دونوں طرف سلام پھیر دے۔

(7) بَابُ الدُّعَاءِ فِي التَّشَهُّدِ

[1082] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا تَشَهَّدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ مِنْ أَرْبَعٍ، [يَقُولُ:] اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ». هَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَوَافَقَهُ الْبُخَارِيُّ عَلَى الِاسْتِعَاذَةِ وَلَمْ يَذْكُرِ التَّشَهُّدَ.

(7) باب: تشہد میں دعا کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی تشہد پڑھے تو اسے چاہیے کہ وہ چار چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگے، [اور کہے:] اے اللہ! بے شک میں تیری پناہ مانگتا ہوں جہنم کے عذاب سے، اور قبر کے عذاب سے، اور زندگی اور موت کے فتنے سے، اور مسیح دجال کے فتنے کے شر سے۔" یہ مسلم کے الفاظ ہیں اور بخاری نے پناہ مانگنے میں ان سے موافقت کی ہے، لیکن تشہد کا ذکر نہیں کیا۔

وَفِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ: قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا فَرَغَ أَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللهِ مِنْ أَرْبَعٍ». وَذَكَرَهَا، وَزَادَ النَّسَائِيُّ: «ثُمَّ لِيَدْعُ لِنَفْسِهِ بِمَا بَدَا لَهُ». وَكَذَا جَاءَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوُهُ.

اور ابو داؤد کی روایت میں ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی تشہد سے فارغ ہو جائے تو وہ چار چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگے۔" اور ان کا ذکر کیا۔ اور نسائی نے اضافہ کیا: "پھر اپنے لیے جو چاہے دعا کر لے۔" اور اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اس کے قریب قریب مروی ہے۔

[1083] وَعَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ: «كَيْفَ تَقُولُ فِي الصَّلَاةِ» قَالَ: أَتَشَهَّدُ ثُمَّ أَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ. أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُد.

حضرت ابو صالح بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا: "تم نماز میں کیا پڑھتے ہو؟" اس نے کہا: میں تشہد پڑھتا ہوں، پھر کہتا ہوں: اے اللہ! بے شک میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور آگ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

[1084] وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ(٣) رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ مِنَ الدُّعَاءِ بَعْدَ التَّشَهُّدِ: «أَلِّفِ اللَّهُمَّ عَلَى الْخَيْرِ بَيْنَ قُلُوبِنَا وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ». وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ وَالْفِتَنَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَبَارِكْ [لَنَا] فِي أَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُلُوبِنَا وَأَزْوَاجِنَا(١) وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ وَاجْعَلْنَا شَاكِرِينَ لِنِعْمَتِكَ مُثْنِينَ بِهَا قَابِلِيهَا وَأَتِمَّهَا عَلَيْنَا». أَخْرَجَهُ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں تشہد کے بعد یہ دعا سکھایا کرتے تھے: "اے اللہ! ہمارے دلوں کے درمیان بھلائی پر الفت ڈال دے اور ہمارے باہمی معاملات درست فرما دے اور ہمیں سلامتی کے راستے دکھا۔ اور ہمیں اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے آ۔ اور ہمیں بے حیائی اور فتنوں سے بچا، خواہ وہ ظاہر ہوں یا چھپے ہوئے۔ اور ہمارے کانوں، ہماری آنکھوں، ہمارے دلوں اور ہماری روحوں میں برکت عطا فرما۔ اور ہم پر توبہ قبول فرما، بے شک تو ہی توبہ قبول کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔ اور ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر گزار بنا، ان کا اقرار کرنے والا اور انہیں قبول کرنے والا بنا، اور ان نعمتوں کو ہم پر مکمل فرما دے۔" اسے روایت کیا ہے۔

[1085] وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ آخِرِ مَا يَقُولُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيمِ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ [وَمَا أَسْرَفْتُ] وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشہد اور سلام کے درمیان آخر میں یہ کہا کرتے تھے: "اے اللہ! میرے اگلے اور پچھلے گناہ معاف فرما دے، اور جو میں نے چھپ کر کیے اور جو ظاہر میں کیے [اور جو میں نے حد سے بڑھ کر کیے] اور جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تو ہی آگے کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔" اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

تَنْبِيهٌ:

الْكَلَامُ فِي هٰذَا الْبَابِ فِي مَوْضِعَيْنِ:(2)

(1)الْأَوَّلُ فِي كَيْفِيَّةِ الدُّعَاءِ وَالتَّسْلِيمِ:

اِعْلَمْ أَنَّ الْأَدْعِيَةَ فِي هٰذَا الْبَابِ كَثِيرَةٌ وَقَدْ ثَبَتَ فِي حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ بِمَا هُوَ أَعْجَبُ إِلَيْهِ، وَهٰذَا يَجُوزُ الْأَخْذُ بِغَيْرِ الْمَأْثُورِ، وَلَا شَكَّ أَنَّ الدُّعَاءَ بِالْأَدْعِيَةِ الْمَأْثُورَةِ أَفْضَلُ وَأَتَمُّ وَأَكْمَلُ لِكَوْنِهَا جَامِعَةً لِلْمَطَالِبِ وَالْمَقَاصِدِ كُلِّهَا، وَظَاهِرُ كَلَامِ بَعْضِ عُلَمَاءِ الْحَنَابِلَةِ: أَنَّهُ لَا يَجُوزُ الدُّعَاءُ بِغَيْرِ مَأْثُورٍ، فَيَكُونُ الْمُرَادُ عِنْدَهُمْ لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الدَّعَوَاتِ الْمَأْثُورَةِ أَعْجَبَهُ، وَقَالُوا: وَإِنْ وَقَعَ بِغَيْرِهِ يَنْبَغِي أَنْ لَا يَرْجِعَ إِلَى مَحْضِ طَلَبِ الدُّنْيَا وَشَهَوَاتِهَا نَحْوُ اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي جَارِيَةً حَسْنَاءَ وَحُلَّةً خَضْرَاءَ، وَعَنْ أَحْمَدَ جَوَازُ ذٰلِكَ قَالَ: إِذَا دَعَا فِي صَلَاتِهِ بِحَوَائِجِهِ أَرْجُو أَنْ لَا يَضُرَّهُ، وَذٰلِكَ لِمَا تَقَدَّمَ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ.

تنبیہ:

اس باب میں کلام دو مقامات پر ہے:(2)

(1)پہلا مقام: دعا اور سلام کی کیفیت میں:

جان لو کہ اس باب میں دعائیں بہت زیادہ ہیں۔ اور حضرت ابن مسعود کی حدیث میں ثابت ہے کہ: "پھر وہ دعا میں سے وہ چن لے جو اسے زیادہ پسند ہو۔" اور اس سے غیر ماثور دعا کے ساتھ لینا جائز ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ماثور دعاؤں کے ساتھ دعا کرنا افضل، مکمل اور جامع ہے، کیونکہ وہ تمام مطالب اور مقاصد کو جمع کرنے والی ہیں۔

اور حنابلہ کے بعض علماء کے کلام کا ظاہر یہ ہے: کہ غیر ماثور دعا کے ساتھ دعا کرنا جائز نہیں ہے۔ تو ان کے نزدیک مراد یہ ہوگی کہ: "وہ ماثور دعاؤں میں سے وہ چن لے جو اسے پسند ہو۔" اور انہوں نے کہا: اور اگر غیر ماثور کے ساتھ دعا واقع ہو جائے تو مناسب یہ ہے کہ وہ محض دنیا اور اس کی خواہشات کے طلب کی طرف نہ جائے، جیسے **اے اللہ مجھے ایک حسین کنیز اور سبز جوڑا عطا فرما**۔ اور احمد سے اس کی گنجائش مروی ہے۔ انہوں نے کہا: اگر کوئی اپنی حاجات کے لیے نماز میں دعا کرے تو مجھے امید ہے کہ اسے نقصان نہ ہوگا، اور اس کی دلیل وہ حدیث ابن مسعود ہے جو پہلے گزری۔

وَمَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ: أَنَّ كُلَّ مَا سَاغَ الدُّعَاءُ بِهِ خَارِجَ الصَّلَاةِ جَازَ فِيهَا لِلْحَدِيثِ الْمَذْكُورِ لِأَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْنُتُ فِي أَوَّلِ الْفَجْرِ وَيَقُولُ: «اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ، اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ»، وَكَانَ يَقُولُ فِي بَعْضِ صَلَاتِهِ: «**اللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا**» لِأَحْيَاءٍ مِنَ الْعَرَبِ حَتَّى أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: **لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ**، وَأَصْحَابُنَا احْتَجُّوا بِقَوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «**إِنَّ صَلَاتَنَا هٰذِهِ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ وَإِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ**»، وَأَمَّا تَعَلُّقُهُ بِحَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ قُلْنَا: هُوَ مَحْمُولٌ عَلَى الدُّعَاءِ الَّذِي لَا يُشْبِهُ كَلَامَ النَّاسِ، وَأَمَّا الْقُنُوتُ فَكَانَ مَحْمُولًا عَلَى حَالِ إِبَاحَةِ الْكَلَامِ، فَإِنَّ الْكَلَامَ كَانَ مُبَاحًا فِي الِابْتِدَاءِ ثُمَّ حُرِّمَ مِنْ بَعْدِهِ. كَذَا فِي النِّهَايَةِ شَرْحِ الْهِدَايَةِ.

اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے: کہ جو بھی دعا نماز کے باہر جائز ہے وہ نماز میں بھی جائز ہے، مذکورہ حدیث کی وجہ سے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی پہلی رکعت میں قنوت پڑھا کرتے تھے اور کہتے تھے: "اے اللہ! ولید بن ولید اور سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات عطا فرما۔ اے اللہ! مضر پر اپنا سخت عذاب نازل فرما اور ان پر یوسف علیہ السلام کے سالوں جیسے قحط کے سال مسلط کر دے۔" اور آپ اپنی بعض نمازوں میں کہتے تھے: **"اے اللہ! فلاں اور فلاں پر لعنت فرما"** عرب کے کچھ قبیلوں کے لیے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿**لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ**﴾۔ اور ہمارے اصحاب نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک ہماری اس نماز میں لوگوں کی بات چیت میں سے کوئی چیز جائز نہیں ہے، بے شک یہ صرف تسبیح، تکبیر اور قرآن کی قراءت ہے۔" اور جہاں تک ان کا حدیث ابن مسعود سے تعلق قائم کرنا ہے تو ہم کہتے ہیں: اس سے مراد وہ دعا ہے جو لوگوں کی بات چیت سے مشابہ نہ ہو۔ اور جہاں تک قنوت کا تعلق ہے تو وہ اس وقت پر محمول تھا جب بات چیت مباح تھی، کیونکہ ابتداء میں بات چیت مباح تھی، پھر بعد میں حرام کر دی گئی۔ ایسا ہی **"النہایہ شرح الہدایہ"** میں ہے۔

وَأَقُولُ: أَدْعِيَةُ الْقُنُوتِ الْمَذْكُورَةُ مُتَعَلِّقَةٌ بِالْآخِرَةِ وَلَيْسَ مِمَّا يُشْبِهِ كَلَامَ النَّاسِ الَّذِي يَتَعَلَّقُ الْفَسَادُ بِهِ. فَتَدَبَّرْ.

اور میں کہتا ہوں: مذکورہ قنوت کی دعائیں آخرت سے متعلق ہیں اور وہ لوگوں کی اس بات چیت میں سے نہیں ہیں جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ پس غور کرو۔

سلام پھیرنا

[1086] وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ: **السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ**. أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ.

وَزَادَ **أَبُو دَاوُدَ** بَعْدَ قَوْلِهِ: شِمَالِهِ: حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ، فِي **رِوَايَةِ النَّسَائِيِّ**: حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ مِنْ هَاهُنَا وَبَيَاضُ خَدِّهِ مِنْ هَاهُنَا.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرتے تھے: **"السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ"**، **"السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ"**۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

اور ابو داؤد نے "بائیں طرف" کے بعد اضافہ کیا ہے: یہاں تک کہ ان کے رخسار کی سفیدی نظر آ جائے۔ اور نسائی کی روایت میں ہے: یہاں تک کہ ان کے اس طرف سے رخسار کی سفیدی اور اس طرف سے رخسار کی سفیدی نظر آ جائے۔

[1087] وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، وَعَنْ شِمَالِهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ. أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ.

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ اپنے دائیں طرف **السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ** اور بائیں طرف **السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ** کے ساتھ سلام پھیرتے تھے۔ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے

[1088] وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا: **السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ**۔ وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْجَانِبَيْنِ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عَلَامَ تُومِئُونَ بِأَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ إِنَّمَا يَكْفِي أَحَدَكُمْ أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى فَخِذِهِ ثُمَّ يُسَلِّمُ [عَلَى أَخِيهِ مَنْ] عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ». أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو ہم کہتے: "**السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ**" - اور آپ نے اپنے دونوں طرف ہاتھ سے اشارہ کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اپنے ہاتھوں سے کیوں اشارہ کرتے ہو گویا وہ بدکے ہوئے گھوڑوں کی دم ہیں؟ تم میں سے ہر ایک کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ اپنا ہاتھ اپنی ران پر رکھے، پھر اپنے دائیں اور بائیں بھائی کو سلام پھیر دے۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وَفِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ: قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ أَحَدُنَا: أَشَارَ بِيَدِهِ مِنْ عَنْ يَمِينِهِ وَمِنْ عَنْ يَسَارِهِ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ: «مَا بَالُ أَحَدِكُمْ يُومِئُ بِيَدِهِ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ إِنَّمَا يَكْفِي - أَوْ أَلَا يَكْفِي - أَحَدُكُمْ أَنْ يَقُولَ: هَكَذَا» وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ «فَيُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَمَنْ عَنْ شِمَالِهِ»، وَفِي أُخْرَى لَهُ: قَالَ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ رَافِعُوا أَيْدِيهِمْ - قَالَ زُهَيْرٌ: أُرَاهُ قَالَ فِي الصَّلَاةِ - قَالَ: «مَالِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ، اسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ». وَفِي رِوَايَةِ النَّسَائِيِّ مِثْلُ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ فِي آخِرِهِ: «أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى فَخِذِهِ ثُمَّ يَقُولُ: **السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ**».

اور ابو داؤد کی روایت میں ہے، انہوں نے کہا: جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے اور ہم میں سے کوئی سلام پھیرتا تو وہ اپنے دائیں اور بائیں طرف ہاتھ سے اشارہ کرتا۔ جب آپ نے نماز پڑھائی تو فرمایا: "تم میں سے بعض لوگ اپنے ہاتھوں سے کیوں اشارہ کرتے ہیں گویا وہ بدکے ہوئے گھوڑوں کی دم ہیں؟ تم میں سے ہر ایک کے لیے یہ کافی ہے - یا کیا یہ کافی نہیں ہے کہ وہ اس طرح کہے" اور آپ نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا" پھر اپنے دائیں اور بائیں طرف سلام پھیر دے"۔ اور ان کی ایک اور روایت میں ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور لوگوں نے اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے - زہیر نے کہا: میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا نماز میں۔ آپ نے فرمایا: "مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں تمہیں اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے دیکھتا ہوں گویا وہ بدکے ہوئے گھوڑوں کی دم ہیں؟ نماز میں سکون اختیار کرو۔" اور نسائی کی روایت مسلم کی روایت کی طرح ہے سوائے اس کے کہ اس نے آخر میں کہا: "کہ وہ اپنا ہاتھ اپنی ران پر رکھے، پھر کہے: "**السَّلَامُ عَلَيْكُمْ**"، "**السَّلَامُ عَلَيْكُمْ**"۔

[1089] وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم دائیں طرف سے پھیرتے تھے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

[1090] وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيرًا يَنْصَرِفُ عَنْ يَسَارِهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بائیں طرف سے پھیرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہے۔

[1091] وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ: إِذَا كَانَتْ حَاجَتُهُ عَنْ يَمِينِهِ أَخَذَ عَنْ يَمِينِهِ وَإِذَا كَانَتْ عَنْ يَسَارِهِ أَخَذَ عَنْ يَسَارِهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: جب ان کی ضرورت دائیں طرف ہوتی تو وہ دائیں طرف سے جاتے اور جب بائیں طرف ہوتی تو بائیں طرف سے جاتے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

[1092] وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نماز پڑھتے تو اپنا چہرہ ہماری طرف کر لیتے تھے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

هَذَا، فَقَدْ عُلِمَ أَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ أَوْ يَسَارِهِ فِي الْأَغْلَبِ، وَقَدْ كَانَ يَسْتَقْبِلُهُمْ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ، وَقَدْ رَوَى الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ: أَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ اسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ أَصْحَابَهُ وَقَالَ: «هَلْ رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا» أَنَّهُ يَطْلُبُ رُؤْيَا فِيهَا بُشْرَى **بِفَتْحِ مَكَّةَ**.

بس، پس یہ معلوم ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر دائیں یا بائیں طرف سے پھیرتے تھے۔ اور آپ قبلہ سے پیٹھ موڑ کر صحابہ کی طرف منہ کر لیتے تھے۔ اور بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے: کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نمازِ فجر سے فارغ ہوتے تو اپنا چہرہ صحابہ کی طرف کرتے اور فرماتے: "کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟" گویا آپ مکہ کی فتح کی بشارت والا خواب طلب کر رہے تھے۔

وَقَدْ جَاءَ فِي حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ: فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَفِيهِ... قِصَّةُ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا، وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَلَمَّا صَلَّى أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: «إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا» وَفِيهِ قِصَّةُ تَأْخِيرِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ. وَالْحَاصِلُ أَنَّهُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُخَاطِبَهُمْ بِشَيْءٍ اسْتَقْبَلَ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَذْهَبَ إِلَى حُجْرَتِهِ انْصَرَفَ إِلَى يَسَارِهِ وَكَانَ قَدْ يَنْصَرِفُ إِلَى يَمِينِهِ. وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور حضرت زید بن خالد جہنی کی حدیث میں آیا ہے: جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور اس میں... "ہم پر فلاں ستارے کے اثر سے بارش ہوئی" کا واقعہ ہے۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: جب آپ نے نماز پڑھائی تو ہماری طرف چہرہ کیا اور فرمایا: "بے شک لوگ نماز پڑھ چکے ہیں" اور اس میں نمازِ عشاء میں تاخیر کا واقعہ ہے۔

اور خلاصہ یہ ہے کہ: جب آپ ان سے کوئی بات کرنا چاہتے تو ان کی طرف منہ کر لیتے، اور جب اپنے حجرہ کی طرف جانا چاہتے تو بائیں طرف سے پھیر جاتے۔ اور کبھی آپ دائیں طرف سے بھی پھیر جاتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

(2) [الثَّانِي فِي حُكْمِ السَّلَامِ أَهُوَ وَاجِبٌ أَوْ فَرْضٌ]

فَلَفْظُ السَّلَامِ وَاجِبٌ عِنْدَنَا وَلَيْسَ بِفَرْضٍ خِلَافًا لِلشَّافِعِيِّ هُوَ يَتَمَسَّكُ بِقَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «**تَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ**»، وَقَرَّرَ أَصْحَابُهُ وَجْهَ التَّمَسُّكِ بِوَجْهَيْنِ:

أَحَدُهُمَا: أَنَّ الْأَلِفَ وَاللَّامَ إِمَّا لِاسْتِغْرَاقِ الْجِنْسِ أَوِ التَّعْرِيفِ الْعَهْدِ وَلَمْ يَسْبِقْ هَاهُنَا مَعْهُودٌ حَتَّى يَنْصَرِفَ إِلَيْهِ فَيَكُونُ الِاسْتِغْرَاقَ الْجِنْسِ وَقَدْ جَعَلَ جَمِيعَ أَجْنَاسِ التَّحْلِيلِ بِالسَّلَامِ فَمَنْ أَثْبَتَ بِغَيْرِهِ خَالَفَ نَصَّ، وَقِيلَ: إِنَّ تَعْرِيفَ الْمُسْنَدِ إِلَيْهِ بِالْإِضَافَةِ يُوجِبُ الْحَصْرَ كَتَعْرِيفِهِ بِاللَّامِ، لِأَنَّ الْإِضَافَةَ تَقْتَضِي الْجِنْسَ أَلَا تَرَى أَنَّ قَوْلَهُمْ: مَالُ فُلَانٍ الْإِبِلِ، وَعِلْمُ فُلَانٍ الْفِقْهِ يَدُلُّ عَلَى الْحَصْرِ، فَيُفِيدُ حَصْرَ التَّحْلِيلِ فِي التَّسْلِيمِ فَيُفِيدُ فَرْضِيَّتَهُ، وَلِأَنَّ مَا شُرِعَ بِهِ التَّحْرِيمُ وَهُوَ التَّكْبِيرُ فَرْضٌ، فَيَكُونُ مَا شُرِعَ بِهِ التَّحْلِيلُ وَهُوَ التَّسْلِيمُ أَيْضًا فَرْضًا.

قُلْنَا: قِيَاسُ التَّحْلِيلِ عَلَى التَّكْبِيرِ بَاطِلٌ، لِأَنَّ التَّكْبِيرَ عِبَادَةٌ خَالِصَةٌ بِذَاتِهِ لِأَنَّهُ ثَنَاءٌ مَحْضٌ حَيْثُ يُؤَدَّى مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، وَلِأَنَّهُ لِلدُّخُولِ فِي الْعِبَادَةِ فَصَارَ فَرْضًا، وَأَمَّا السَّلَامُ فَكَلَامُ النَّاسِ مِنْ وَجْهٍ بِصِيغَةِ الْخِطَابِ، وَثَنَاءٌ مِنْ وَجْهٍ بِاسْمِ السَّلَامِ لِأَنَّهُ مِنْ أَسْمَاءِ اللهِ تَعَالَى، وَلِذَلِكَ كَانَ مَحْظُورًا فِي الصَّلَاةِ وَيُؤَدَّى مُنْحَرِفًا عَنِ الْقِبْلَةِ وَهُوَ لِلْخُرُوجِ عَنِ الْعِبَادَةِ، فَلَمَّا تَرَدَّدَ جُعِلَ فَوْقَ النَّفْلِ وَدُونَ الْفَرْضِ، فَجُعِلَ وَاجِبًا.

(2) دوسرا مقام: سلام کا حکم کیا ہے؟ کیا وہ واجب ہے یا فرض؟

ہمارے نزدیک لفظ "**سلام**" واجب ہے، فرض نہیں ہے، امام شافعی کے خلاف۔ وہ اس قولِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے استدلال کرتے ہیں: «**اس کا تحریم تکبیر ہے اور تحلیل سلام ہے**»۔

اور ان کے اصحاب نے اس استدلال کی دو وجوہ سے وضاحت کی ہے:

ایک یہ کہ: الف لام یا تو جنس کے استغراق کے لیے ہے یا عہد کے تعریف کے لیے۔ اور یہاں کوئی پہلے سے معلوم چیز موجود نہیں تھی جس کی طرف اسے پھیرا جائے، لہٰذا یہ استغراق جنس ہو گا۔ اور آپ نے تحلیل کی تمام اقسام کو سلام کے ساتھ قرار دیا ہے۔ تو جس نے سلام کے علاوہ کسی اور چیز کو ثابت کیا اس نے نص کی مخالفت کی۔

اور کہا گیا ہے: کہ مسند الیہ کو اضافت کے ساتھ معرفہ بنانا بھی حصر کا فائدہ دیتا ہے، جس طرح لام کے ساتھ تعریف حصر کا فائدہ دیتی ہے۔ کیونکہ اضافت جنس کا تقاضا کرتی ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ان کا یہ کہنا: "**فلاں کا مال اونٹ ہے**" اور "**فلاں کا علم فقہ ہے**" حصر پر دلالت کرتا ہے؟ پس یہ تحلیل کو صرف سلام میں منحصر کر دیتا ہے، لہٰذا یہ اس کے فرض ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اور اس لیے کہ جس کے ذریعے تحریم مشروع ہوئی اور وہ تکبیر ہے، وہ فرض ہے۔ لہٰذا جس کے ذریعے تحلیل مشروع ہوئی اور وہ سلام ہے، وہ بھی فرض ہو گا۔

ہم کہتے ہیں: تحلیل کو تکبیر پر قیاس کرنا باطل ہے۔ کیونکہ تکبیر اپنی ذات میں خالص عبادت ہے، کیونکہ یہ خالص ثناء ہے جبکہ اسے قبلہ رخ ہو کر ادا کیا جاتا ہے۔ اور اس لیے کہ یہ عبادت میں داخل ہونے کے لیے ہے، لہٰذا یہ فرض ہو گئی۔

اور رہا سلام، تو یہ ایک وجہ سے لوگوں کا کلام ہے کیونکہ یہ خطاب کے صیغے میں ہے، اور ایک وجہ سے ثناء ہے کیونکہ "**السلام**" اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اور اسی وجہ سے یہ نماز میں ممنوع تھا، اور اسے قبلہ سے ہٹ کر ادا کیا جاتا ہے، اور یہ عبادت سے نکلنے کے لیے ہے۔ پس جب یہ متردد رہا تو اسے نفل سے اوپر اور فرض سے نیچے رکھا گیا، لہٰذا اسے واجب قرار دیا گیا

وَلَنَا مَا رُوِينَا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ لَمَّا عَلَّمَ التَّشَهُّدَ: «**إِذَا فَعَلْتَ هَذَا أَوْ قُلْتَ هَذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَقُومَ فَقُمْ، وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَقْعُدَ فَاقْعُدْ**»، فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَكَمَ بِتَمَامِ الصَّلَاةِ قَبْلَ السَّلَامِ وَخَيَّرَهُ بَيْنَ الْقُعُودِ وَالْقِيَامِ وَهَذَا يَنْفِي بَقَاءَ وَاجِبٍ عَلَيْهِ إِلَّا أَنَّا أَثْبَتْنَا الْوُجُوبَ بِمَا رَوَاهُ احْتِيَاطًا بِتَعَارُضِ الْأَدِلَّةِ، وَمِثْلُهُ لَا تُثْبِتُ الْفَرْضِيَّةَ لِأَنَّهَا تَسْتَدْعِي دَلِيلًا قَطْعِيًّا، وَمَا ذَكَرَ مِنْ إِفَادَةِ الْحَصْرِ لَيْسَ بِقَطْعِيٍّ. كَذَا فِي **الْهِدَايَةِ وَشُرُوحِهِ**.

اور ہمارے پاس وہ حدیث ابن مسعود ہے جو ہم نے روایت کی: جب آپ نے تشہد سکھایا: "**جب تم یہ کر دو یا یہ کہو تو تمہاری نماز مکمل ہو گئی۔ پس اگر تم چاہو تو کھڑے ہو جاؤ اور اگر چاہو تو بیٹھے رہو**"۔ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام سے پہلے نماز کے مکمل ہونے کا حکم دیا اور اسے بیٹھنے اور کھڑے ہونے میں اختیار دیا۔ اور یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے ذمہ کوئی واجب باقی نہیں رہا۔ البتہ ہم نے احتیاطاً دلائل کے ٹکراؤ کی وجہ سے وجوب کو اس سے ثابت کیا ہے جو روایت کیا گیا ہے اور اس طرح کی دلیل فرضیت ثابت نہیں کرتی، کیونکہ فرضیت کے لیے قطعی دلیل درکار ہوتی ہے۔ اور انہوں نے جو حصر کے فائدہ کا ذکر کیا ہے وہ قطعی نہیں ہے۔ ایسا ہی "**الہدایہ**" اور اس کی شروح میں ہے۔

ثُمَّ اخْتَلَفُوا أَنَّ السَّلَامَ يَكُونُ بِتَسْلِيمَتَيْنِ أَوْ بِتَسْلِيمَةٍ وَاحِدَةٍ فَذَهَبَ مَالِكٌ إِلَى أَنَّهُ يُسَلِّمُ بِتَسْلِيمَةٍ وَاحِدَةٍ أَخْذًا بِحَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ تَسْلِيمَةً تِلْقَاءَ وَجْهِهِ ثُمَّ يَمِيلُ إِلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ شَيْئًا يَسِيرًا. قَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْحَجَرِ فِي **شَرْحِ الْمِشْكَاةِ**: أَيْ: يَبْتَدِئُهَا ثُمَّ يَمِيلُ إِلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ شَيْئًا يَسِيرًا حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ الْأَيْمَنِ كَمَا صَرَّحَتْ بِهِ الرِّوَايَاتُ السَّابِقَةُ. وَفِي **رِسَالَةِ ابْنِ أَبِي زَيْدٍ** ثُمَّ تَقُولُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً [عَنْ يَمِينِكَ] تَقْصِدُ بِهَا قُبَالَةَ وَجْهِكَ وَتَيَامَنُ بِرَأْسِكَ قَلِيلًا.

پھر انہوں نے اختلاف کیا کہ سلام ایک سلام کے ساتھ ہو گا یا دو سلاموں کے ساتھ؟

تو امام مالک گئے ہیں کہ وہ ایک سلام کے ساتھ سلام پھیرے گا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو لے کر۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ایک سلام پھیرتے تھے اپنے چہرے کے سامنے، پھر دائیں جانب تھوڑا سا جھک جاتے تھے۔ شیخ ابن حجر نے "**شرح المشکاۃ**" میں کہا: یعنی: وہ اس کی ابتدا کرتا ہے، پھر دائیں جانب تھوڑا سا جھک جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے دائیں رخسار کی سفیدی نظر آ جائے، جیسا کہ گزشتہ روایات میں صراحت کے ساتھ آیا ہے۔ اور "**رسالہ ابن ابی زید**" میں ہے: پھر کہو: "**السَّلَامُ عَلَيْكُمْ**" ایک سلام [اپنے دائیں طرف] اور اس سے تمہارا مقصد اپنے چہرے کے سامنے ہو اور اپنے سر کو تھوڑا سا دائیں طرف جھکا لو۔

وَالْأَدِلَّةُ الدَّالَّةُ عَلَى أَنَّهُ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَتَيْنِ: أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِهِ وَالْآخَرُ عَنْ يَسَارِهِ لِمَا سَبَقَ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَمُسْلِمٌ بِمَعْنَاهُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ لِحَدِيثِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَالنَّسَائِيُّ.

اور جو دلائل اس پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ دو سلام پھیرے گا: ایک دائیں طرف اور دوسرا بائیں طرف، وہی حدیث ابن مسعود ہے جو پہلے گزر چکی۔ اسے خمسہ نے روایت کیا ہے اور مسلم نے اس کے معنی کے ساتھ روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، سعد بن ابی وقاص کی حدیث کی وجہ سے۔ اسے احمد، مسلم اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ: وَحَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ أَرْجَحُ مِمَّا أَخَذَ بِهِ مَالِكٌ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ. وَرُوِيَ عَنِ الْإِمَامِ أَحْمَدَ فِي تَأْوِيلِ حَدِيثِ عَائِشَةَ أَنَّ مَعْنَاهُ: كَانَ يَجْهَرُ بِتَسْلِيمَةٍ وَاحِدَةٍ. قَالَ ابْنُ قُدَامَةَ: وَالْمَعْنَى فِي هَذَا أَنَّ الْجَهْرَ فِي غَيْرِ الْقِرَاءَةِ إِنَّمَا هُوَ لِلْإِعْلَامِ، وَقَدْ حَصَلَ بِالْأُولَى وَمَعْنَى قَوْلِ عَائِشَةَ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ: أَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبْتَدِئُ بِقَوْلِهِ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ» إِلَى الْقِبْلَةِ ثُمَّ يَلْتَفِتُ عَنْ يَمِينِهِ وَيَسَارِهِ وَالْتِفَاتُهُ فِي أَثْنَاءِ سَلَامِهِ.

اور شیخ ابن الہمام نے کہا: حضرت ابن مسعود کی حدیث اس حدیث عائشہ سے زیادہ راجح ہے جسے امام مالک نے لیا ہے۔

اور امام احمد سے حضرت عائشہ کی حدیث کی یہ تاویل مروی ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے: آپ ایک سلام کے ساتھ بلند آواز سے سلام پھیرتے تھے۔ ابن قدامہ نے کہا: اور اس میں معنی یہ ہے کہ قراءت کے علاوہ بلند آواز سے پڑھنا صرف اطلاع کے لیے ہوتا ہے، اور وہ پہلے سلام سے حاصل ہو چکا تھا۔ اور حضرت عائشہ کے قول **تِلْقَاءَ وَجْهِهِ** کا مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم "**السَّلَامُ عَلَيْكُمْ**" کہنے کی ابتدا قبلہ کی طرف کرتے تھے، پھر دائیں اور بائیں طرف متوجہ ہوتے تھے، اور آپ کا التفات سلام کے دوران ہوتا تھا۔

وَقَالَ صَاحِبُ سِفْرِ السَّعَادَةِ: وَجَاءَ فِي حَدِيثِ عَدِيِّ بْنِ عَمِيرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً تِلْقَاءَ وَجْهِهِ وَإِسْنَادُهُ غَيْرُ قَائِمٍ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ، وَحَدِيثُ عَائِشَةَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ حَتَّى يُوقِظَنَا، أَيْضًا مُعَلَّلٌ، وَبَعْدَ تَسْلِيمِ

صِحَّتِهِ فَهُوَ لَا يَدُلُّ صَرِيحًا عَلَى نَفْيِ التَّسْلِيمَةِ الثَّانِيَةِ، يَعْنِي: أَنَّ ظَاهِرَهُ عَلَى أَنَّ التَّسْلِيمَةَ الْوَاحِدَةَ كَانَ يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ لِلْإِيقَاظِ وَلَا يَرْفَعُ بِالثَّانِيَةِ صَوْتَهُ لِعَدَمِ الْحَاجَةِ كَمَا ذَكَرْنَا مِنْ تَأْوِيلِ أَحْمَدَ.

اور "**سفر السعادہ**" کے مصنف نے کہا: اور حضرت عدی بن عمیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ آپ ایک سلام پھیرتے تھے اپنے چہرے کے سامنے، اور اس کی سند اہل حدیث کے نزدیک قائم نہیں ہے۔ اور حدیث عائشہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سلام کے ساتھ سلام پھیرتے تھے اور اس کے ساتھ اپنی آواز بلند کرتے تھے یہاں تک کہ ہمیں جگا دیتے تھے" یہ بھی معلول ہے۔ اور اگر اس کی صحت تسلیم کر بھی لی جائے تو یہ صراحتاً دوسرے سلام کی نفی پر دلالت نہیں کرتی۔ یعنی: اس کا ظاہر یہ ہے کہ ایک سلام کے ساتھ آپ اپنی آواز بلند کرتے تھے تاکہ جگا دیں، اور دوسرے سلام کے ساتھ آواز بلند نہیں کرتے تھے کیونکہ ضرورت نہیں تھی، جیسا کہ ہم نے احمد کی تاویل میں ذکر کیا ہے۔

وَاعْلَمْ أَنَّ **التِّرْمِذِيَّ** عَقَدَ بَابًا لِلتَّسْلِيمَتَيْنِ، وَقَالَ بَعْدَ إِيرَادِ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَابْنِ عُمَرَ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَالْبَرَاءِ وَعَمَّارٍ وَوَائِلٍ وَعَدِيِّ بْنِ عَمِيرَةَ وَجَابِرٍ، وَحَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَعَلَيْهِ عَمَلُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ، وَعَقَدَ بَابًا آخَرَ لِلتَّسْلِيمَةِ الْوَاحِدَةِ، وَأَوْرَدَ حَدِيثَ عَائِشَةَ وَقَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، وَقَالَ: حَدِيثُ عَائِشَةَ لَمْ يُعْلَمْ رَفْعُهُ إِلَّا بِهَذَا الْوَجْهِ، وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ مِنْ **أَهْلِ الشَّامِ** يَرْوِي عَنْهُ مَنَاكِيرَ، وَرِوَايَةُ **أَهْلِ الْعِرَاقِ** عَنْهُ أَشْبَهُ، فَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: كَأَنَّ زُهَيْرَ بْنَ مُحَمَّدٍ عِنْدَ الَّذِي وَقَعَ عِنْدَهُمْ لَيْسَ هُوَ الَّذِي رَوَوْا عَنْهُ **بِالْعِرَاقِ**، كَأَنَّهُ رَجُلٌ آخَرُ قَلَبُوا اسْمَهُ.

اور جان لو کہ ترمذی نے دو سلاموں کے لیے ایک باب قائم کیا ہے، اور حدیث ابن مسعود ذکر کرنے کے بعد کہا: اور اس باب میں سعد، ابن عمر، جابر بن سمرہ، براء، عمار، وائل، عدی بن عمیرہ اور جابر سے بھی مروی ہے۔ اور حدیث ابن مسعود کے بارے میں کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اسی پر صحابہ کرام محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بعد کے اہل علم کا عمل ہے۔ اور انہوں نے ایک دوسرا باب ایک سلام کے لیے قائم کیا، اور اس میں حدیث عائشہ ذکر کی اور کہا: اور اس باب میں سہل بن سعد سے بھی مروی ہے۔ اور کہا: حدیث عائشہ کو اسی ایک طریقے سے مرفوع جانا گیا ہے۔ اور محمد بن اسماعیل نے کہا: زہیر بن محمد اہل شام میں سے ہیں، ان سے مناکیر روایت کی جاتی ہیں، اور اہل عراق کی ان سے روایت زیادہ مشابہ ہے۔ پس احمد بن حنبل نے کہا: گویا زہیر بن محمد وہ نہیں ہیں جن سے انہوں نے عراق میں روایت کی ہے، گویا وہ کوئی اور آدمی ہے جنہوں نے اس کا نام بدل دیا ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ بِتَسْلِيمَةٍ وَاحِدَةٍ، وَأَصَحُّ الرِّوَايَاتِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمَتَانِ، وَعَلَيْهِ عَمَلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ، وَبِهِ يَقُولُ قَالَ قَوْمٌ بِتَسْلِيمَةٍ وَاحِدَةٍ. وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: إِنْ شَاءَ سَلَّمَ وَاحِدَةً وَإِنْ شَاءَ سَلَّمَ تَسْلِيمَتَيْنِ. وَهَذَا كَلَامُ التِّرْمِذِيِّ.

اور بعض اہل علم ایک سلام کے قائل ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ترین روایات دو سلاموں کی ہیں۔ اور اسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، تابعین اور ان کے بعد کے اکثر اہل علم کا عمل ہے۔ اور اسی کا قائل ہوں۔ ایک جماعت نے ایک سلام کا قول کیا ہے۔ اور امام شافعی نے کہا: اگر چاہے تو ایک سلام پھیرے اور اگر چاہے تو دو سلام پھیرے۔ یہ ترمذی کا کلام ہے۔

وَقَدْ ظَهَرَ مِنْهُ أَنَّ عَدِيَّ بْنَ عَمِيرَةَ فِي جَمَاعَةٍ هُمْ قَائِلُونَ بِالتَّسْلِيمَتَيْنِ لَا كَمَا قَالَ صَاحِبُ **سَفَرِ السَّعَادَةِ**. لَمْ نَجِدْ فِي الْكُتُبِ السِّتَّةِ وَغَيْرِهَا حَدِيثًا فِي تَسْلِيمَةٍ وَاحِدَةٍ. وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور اس سے ظاہر ہو گیا کہ عدی بن عمیرہ ایک جماعت میں شامل ہیں جو دو سلاموں کے قائل ہیں، خلاف اس کے جو **"سفر السعادہ"** کے مصنف نے کہا ہے۔ ہم نے کتب ستہ اور دوسری کتابوں میں ایک سلام کے بارے میں کوئی حدیث نہیں پائی۔ اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

جامعہ امام غزالی فیصل آباد

آٹھواں باب

باب الذکر بعد الصلاۃ

جامعہ امام غزالی فیصل آباد

8۔اہم موقفات: باب الذکر بعد الصلاۃ

1. وہ اذکار جن کا نماز کے پڑھنا سنت ہے

33بار تسبیح: سبحان اللہ

33بار تحمید: الحمدللہ

33بار تکبیر: اللہ اکبر

1بار تہلیل: لا الہ الا اللہ

اس بارے مختلف اقوال ہیں:

دس، دس مرتبہ پڑھنا بھی

گیارہ، گیارہ مرتبہ پڑھنا بھی

پچیس، پچیس مرتبہ پڑھنا بھی

(8) بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ

اِعْلَمْ أَنَّ الْأَذْكَارَ وَالدَّعَوَاتِ فِي هَذَا الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَذْكُورَةٌ فِي الْأَحَادِيثِ وَأَشْهَرُهَا وَأَقْدَمُهَا التَّسْبِيحُ وَالتَّحْمِيدُ وَالتَّكْبِيرُ وَالتَّهْلِيلُ، وَجَاءَتْ عَلَى أَنْحَاءٍ مُتَعَدِّدَةٍ فِي رِوَايَاتٍ مُخْتَلِفَةٍ فَاعْرِفْهَا وَأَكْثَرُهَا مَا وَقَعَ فِي رِوَايَةِ مُسْلِمٍ:

(8) باب: نماز کے بعد ذکر کرنا

جان لو کہ اس باب میں اذکار اور دعائیں بہت زیادہ ہیں جو احادیث میں ذکر کی گئی ہیں۔ اور ان میں سب سے مشہور اور قدیم تسبیح، تحمید، تکبیر اور تہلیل ہیں۔ اور یہ مختلف روایات میں کئی طریقوں سے آئے ہیں۔ پس انہیں پہچان لو۔ اور ان میں سے سب سے زیادہ وہ ہے جو مسلم کی روایت میں آیا ہے:

[1093] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: **«مَنْ سَبَّحَ اللهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَحَمِدَ اللهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَكَبَّرَ اللهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ ثُمَّ قَالَ: وَتَمَامَ الْمِائَةِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، غُفِرَتْ لَهُ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ»**. وَكَذَلِكَ فِي رِوَايَةِ **الْمُوَطَّأِ** وَفِيهَا: وَخَتَمَ الْمِائَةَ وَغُفِرَتْ ذُنُوبُهُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص ہر نماز کے بعد 33 مرتبہ اللہ کی تسبیح کرے، 33 مرتبہ اللہ کی تحمید کرے اور 33 مرتبہ اللہ کی تکبیر کرے، یہ 99 ہو گئے۔ پھر کہے اور سو مکمل کرنے کے لیے: "**لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ**" تو اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے، اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔" اور ایسا ہی "موطا" کی روایت میں ہے اور اس میں ہے: "اور اس نے سو مکمل کر لیا" اور "اس کے گناہ بخش دیے گئے"۔

[1094] وَجَاءَ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِرِوَايَةِ مُسْلِمٍ وَالتِّرْمِذِيِّ وَالنَّسَائِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيبُ فَاعِلُهُنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ، -وَفِي رِوَايَةٍ زَادَ: مَكْتُوبَةٍ- ثَلَاثٌ وَثَلَاثُونَ تَسْبِيحَةً وَثَلَاثٌ وَثَلَاثُونَ تَحْمِيدَةً وَأَرْبَعٌ وَثَلَاثُونَ تَكْبِيرَةً».

وَهَذَا أَيْضًا جَاءَ فِي رِوَايَاتٍ مُتَعَدِّدَةٍ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَعِنْدَ النَّوْمِ -وَفِي رِوَايَةٍ زَادَ-: «فَهَذِهِ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَأَلْفٌ فِي الْمِيزَانِ».

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مسلم، ترمذی اور نسائی کی روایت کے ساتھ آیا ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کچھ ایسے اذکار ہیں جن کے کرنے والا نامراد نہیں رہتا، ہر فرض نماز کے بعد – اور ایک روایت میں اضافہ ہے: "لکھی ہوئی نماز کے بعد" – 33 مرتبہ تسبیح، 33 مرتبہ تحمید اور 34 مرتبہ تکبیر۔"

اور یہ بھی کئی روایات میں نماز کے بعد اور سونے کے وقت آیا ہے۔ اور ایک روایت میں اضافہ ہے: "پس یہ زبان سے سو ہیں اور میزان میں ہزار ہیں۔"

[1095] وَجَاءَ فِي رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يُسَبِّحُونَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَيَحْمَدُونَ عَشْرًا وَيُكَبِّرُونَ عَشْرًا.

اور بخاری کی روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آیا ہے: وہ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ تسبیح، دس مرتبہ تحمید اور دس مرتبہ تکبیر پڑھتے ہیں۔

وَفِي رِوَايَةِ مُسْلِمٍ: أَيْضًا نَحْوُهُ، وَفِي آخِرِهِ: يَقُولُ سُهَيْلٌ: إِحْدَى عَشْرَةَ إِحْدَى عَشْرَةَ إِحْدَى عَشْرَةَ، وَعَلَى هَذِهِ يَكُونُ الْمَجْمُوعُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَعَلَى الرِّوَايَاتِ السَّابِقَةِ كُلٌّ وَاحِدَةٍ مِنْهَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ.

اور مسلم کی روایت میں بھی اسی طرح ہے۔ اور اس کے آخر میں ہے: سہیل کہتے ہیں: گیارہ گیارہ گیارہ۔ اور اس کے مطابق مجموعہ 33 بنتا ہے۔ اور گزشتہ روایات کے مطابق ہر ایک 33 مرتبہ ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ: لَعَلَّ هَذَا الْقَوْلَ تَفْسِيرُ بَعْضِ الرُّوَاةِ لِحَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يُسَبِّحُونَ وَيَحْمَدُونَ وَيُكَبِّرُونَ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَهُوَ وَهْمٌ لِأَنَّ الْمُرَادَ كَوْنُ كُلِّ وَاحِدٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ كَمَا جَاءَ صَرِيحًا فِي الرِّوَايَاتِ.

اور بعض علماء نے کہا: شاید یہ قول راویوں میں سے کسی کا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی تفسیر ہے: وہ ہر نماز کے بعد 33 مرتبہ تسبیح، تحمید اور تکبیر پڑھتے ہیں۔ اور یہ غلطی ہے، کیونکہ مراد یہ ہے کہ ہر ایک 33 مرتبہ ہو، جیسا کہ روایات میں صراحت کے ساتھ آیا ہے۔

وَجَاءَ أَيْضًا **سُبْحَانَ اللهِ** خَمْسًا وَعِشْرِينَ وَ**الْحَمْدُ لِلّٰهِ** خَمْسًا وَعِشْرِينَ وَ**لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ** خَمْسًا وَعِشْرِينَ وَ**اللهُ أَكْبَرُ** خَمْسًا وَعِشْرِينَ. وَقِصَّتُهُ: أَنَّهُ رَأَى رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْمَنَامِ مَلَكًا يَقُولُ: أَمَرَكُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُسَبِّحُوا فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ كَذَا وَكَذَا، قَالَ الْأَنْصَارِيُّ: نَعَمْ، قَالَ: لَوْ جَعَلْتُمُوهَا خَمْسًا وَعِشْرِينَ خَمْسًا وَعِشْرِينَ وَجَعَلْتُمُو التَّهْلِيلَ فِيهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَافْعَلُوا». رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ.

اور یہ بھی آیا ہے: "**سُبْحَانَ اللهِ**" 25 مرتبہ اور "**الْحَمْدُ لِلّٰهِ**" 25 مرتبہ اور "**لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ**" 25 مرتبہ اور "**اللهُ أَكْبَرُ**" 25 مرتبہ۔ اور اس کا واقعہ یہ ہے: کہ ایک انصاری شخص نے خواب میں ایک فرشتے کو دیکھا جو کہہ رہا تھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں حکم دیا ہے کہ ہر نماز کے بعد اتنی اتنی مرتبہ تسبیح کرو۔ انصاری نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: اگر تم اسے 25، 25 کر دو اور اس میں تہلیل بھی شامل کر لو۔ جب صبح ہوئی تو وہ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو خبر دی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پس ایسا ہی کرو۔" اسے احمد، نسائی اور دارمی نے حضرت زید بن ثابت سے روایت کیا ہے۔

وَجَاءَ فِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ الْغَرِيبَةِ: كُلُّ وَاحِدٍ مِنْ هَذِهِ الْأَذْكَارِ مِائَةَ مَرَّةٍ وَمِمَّا يَنْبَغِي أَنْ يُحَافِظَ عَلَيْهِ أَنْ يَقُولَ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَصَلَاةِ الْمَغْرِبِ قَبْلَ أَنْ يَثْنِيَ رِجْلَيْهِ عَشْرًا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. وَزَادَ فِي رِوَايَةٍ: «يُحْيِي وَيُمِيتُ»، وَفِي أُخْرَى: «وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ».

اور بعض غریب روایات میں آیا ہے: ان اذکار میں سے ہر ایک 100 مرتبہ۔ اور جن چیزوں کی پابندی کرنی چاہیے ان میں سے یہ ہے کہ فجر اور مغرب کی نماز کے بعد، پاؤں موڑنے سے پہلے، دس مرتبہ یہ کہے: **"لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ"**۔
اور ایک روایت میں اضافہ ہے: **"يُحْيِي وَيُمِيتُ"**، اور دوسری میں: **"وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ"**۔

وَوَرَدَتْ فِي رِوَايَاتٍ كَثِيرَةٍ، وَلَهُ فَوَائِدُ كَثِيرَةٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مِنَ الْحِفْظِ عَنِ الْآفَاتِ وَمَغْفِرَةِ الذُّنُوبِ وَحُصُولِ الْبَرَكَاتِ وَرَفْعِ الدَّرَجَاتِ مَا لَا يُعَدُّ وَلَا يُحْصَى، وَالدَّعَوَاتُ وَالْأَذْكَارُ بَعْدَ الصَّلَاةِ مُطْلَقًا وَمُشْتَرَكَةٌ وَمُنْفَرِدَةٌ كَثِيرَةٌ. وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ، وَبِالْهَذَا الْبَابِ مَا الْتَزَمْنَا ذِكْرَهُ مِنْ بَيَانِ اخْتِلَافِ الْأَئِمَّةِ فَاقْتَصَرْنَا عَلَى هَذَا. وَكَذَلِكَ فِي سَائِرِ الْأَبْوَابِ الَّتِي مِنْ هَذَا الْقَبِيلِ.

اور یہ بہت سی روایات میں وارد ہوا ہے۔ اور اس کے دنیا و آخرت میں بہت سے فوائد ہیں، جیسے آفات سے حفاظت، گناہوں کی مغفرت، برکتوں کا حصول اور درجات کی بلندی، جنہیں شمار اور احصاء نہیں کیا جا سکتا۔ اور نماز کے بعد مطلقاً، مشترکہ اور منفرد دعائیں اور اذکار بہت زیادہ ہیں۔ اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔ اور ہم نے اس باب میں ائمہ کے اختلاف کا بیان ذکر کرنے کا التزام کیا تھا، پس ہم نے اسی پر اکتفا کیا۔ اور اسی طرح باقی وہ تمام ابواب ہیں جو اس قبیل سے ہیں۔

نواں باب

باب ما لا یجوز من العمل فی الصلاۃ وما یباح منہ

جامعہ امام ... فیصل آباد

9۔اہم موقفات: باب مالا یجوز من العمل فی الصلاۃ وما یباح منہ

1. نماز میں کلام کرنا

احناف کا موقف: نماز میں لوگوں سے بات چیت کرنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے

شوافع کا موقف: اگر کوئی بھولے سے بات چیت کرے تو نماز فاسد نہیں

2. نماز میں رونا:

احناف کا موقف: اگر جنت یا دوزخ کی وجہ سے رو رہا ہے تو نماز میں یہ رونا کافی ہے

اگر درد یا مصیبت کی وجہ سے پھر نماز نماز فاسد ہو جائے گی۔

شوافع کا موقف: نماز میں رونا نماز کو فاسد کر دیتا ہے

(9) بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ وَمَا يُبَاحُ مِنْهُ

[1096] عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ، يُكَلِّمُ الرَّجُلُ صَاحِبَهُ وَهُوَ إِلَى جَنْبِهِ حَتَّى نَزَلَتْ: ﴿وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ﴾ [البقرۃ: ۲۳۸] فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ وَنُهِينَا عَنِ الْكَلَامِ. أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

(9) باب: نماز میں وہ کام جو جائز نہیں اور وہ جو مباح ہے

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ہم نماز میں بات چیت کیا کرتے تھے۔ ایک آدمی اپنے پہلو میں موجود ساتھی سے بات کر لیتا تھا، یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ﴾ [البقرہ: 238] پس ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا اور بات چیت سے منع کر دیا گیا۔ اسے بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

وَفِي رِوَايَةٍ: كُنَّا نَتَكَلَّمُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ. وَذَكَرَ الْحَدِيثَ. وَقَالَ: وَفِي الْبَابِ: عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَمُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ وَحَدِيثُ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اور ایک روایت میں ہے: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز میں بات چیت کیا کرتے تھے۔ اور حدیث ذکر کی۔ اور انہوں نے کہا: اور اس باب میں ابن مسعود اور معاویہ بن حکم سے بھی مروی ہے۔ اور حضرت زید بن ارقم کی حدیث حسن صحیح ہے۔

[1097] وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ وَنَأْمُرُ بِحَاجَتِنَا، فَقَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ، فَأَخَذَنِي مَا قَدُمَ وَمَا حَدَثَ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَالَ: «إِنَّ اللهَ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ وَإِنَّ مِمَّا أَحْدَثَ أَنْ لَا تَكَلَّمُوا فِي الصَّلَاةِ فَرَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ». أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ.

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ہم نماز میں سلام کرتے تھے اور اپنی حاجت کا حکم دیتے تھے۔ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے، میں نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ تو مجھ پر وہ بات گزر چکی اور جو نیا ہوا تھا اس نے مجھے پکڑ لیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: "بے شک اللہ اپنے حکم میں جو چاہے نیا

پیدا کرتا ہے، اور اس میں سے جو اس نے نیا پیدا کیا ہے وہ یہ ہے کہ تم نماز میں بات نہ کرو۔" پھر آپ نے مجھے سلام کا جواب دیا۔ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

[1098] وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ إِنَّمَا هِيَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ» أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ.

حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک اس نماز میں لوگوں کی بات چیت میں سے کوئی چیز جائز نہیں ہے، بے شک یہ صرف تسبیح، تکبیر اور قرآن کی قراءت ہے" یا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے مسلم اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

[1099] وَعَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْقَارِئِ قَالَ: كُنْتُ أَرَى عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ إِذَا أَهْوَى لِيَسْجُدَ مَسَحَ الْحَصَى لِمَوْضِعِ جَبْهَتِهِ مَسْحًا خَفِيفًا. أَخْرَجَهُ الْمُوَطَّأُ.

حضرت ابو جعفر قاری سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں عبد اللہ بن عمر کو دیکھتا تھا کہ جب وہ سجدے کے لیے جھکتے تو اپنی پیشانی کی جگہ سے کنکریوں کو ہلکے ہاتھ سے ہٹا دیتے تھے۔ اسے موطأ نے روایت کیا ہے۔

[1100] وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَأَنْ يُمْسِكَ أَحَدُكُمْ يَدَهُ عَنِ الْحَصْبَاءِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَهُ مِائَةُ نَاقَةٍ كُلُّهَا سُودُ الْحَدَقِ، فَإِنْ غَلَبَ عَلَى أَحَدِكُمْ فَلْيَمْسَحْ مَسْحَةً وَاحِدَةً». أَخْرَجَهُ كَذَا.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر تم میں سے کوئی اپنا ہاتھ کنکریوں سے روک لے تو یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ اس کے پاس سو اونٹنیاں ہوں اور وہ سب سیاہ آنکھوں والی ہوں۔ پس اگر تم میں سے کسی پر غالب آ جائے تو وہ ایک مرتبہ ہٹا لے۔" اسے اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔

[1101] وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَسْحُ الْحَصَى مَسْحَةً وَاحِدَةً وَتَرْكُهَا خَيْرٌ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ. رَوَاهُ الْمُوَطَّأُ مَوْقُوفًا عَلَيْهِ.

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: کنکریوں کو ایک مرتبہ ہٹانا اور اسے چھوڑ دینا سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ اسے موطأ نے ان پر موقوفاً روایت کیا ہے۔

[1102] وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فَآخُذُ قَبْضَةً مِنْ حَصًى فِي كَفِّي أُبَرِّدُهُ ثُمَّ أُحَوِّلُهُ فِي كَفِّي الْأُخْرَى، فَإِذَا سَجَدْتُ وَضَعْتُهُ لِجَبْهَتِي. أَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر پڑھ رہا تھا، میں نے اپنے ہاتھ میں مٹھی بھر کنکریاں لے لیں تاکہ انہیں ٹھنڈا کروں، پھر انہیں دوسرے ہاتھ میں منتقل کر دیتا۔ جب میں سجدہ کرتا تو انہیں اپنی پیشانی کے لیے رکھ دیتا۔ اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

[1103] وَعَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْقَارِئِ قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَرَائِي وَلَا أَشْعُرُ بِهِ، فَالْتَفَتُّ فَغَمَزَنِي. أَخْرَجَهُ الْمُوَطَّأُ.

حضرت ابو جعفر قاری سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نماز پڑھ رہا تھا اور عبد اللہ بن عمر میرے پیچھے تھے اور مجھے احساس نہ ہوا۔ میں نے پلٹ کر دیکھا تو انہوں نے مجھے اشارے سے منع کیا۔ اسے موطأ نے روایت کیا ہے۔

[1104] وَعَنْ سَهْلِ بْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ يَعْنِي: صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَهُوَ يَلْتَفِتُ إِلَى الشِّعْبِ وَكَانَ أَرْسَلَ فَارِسًا إِلَى الشِّعْبِ مِنَ اللَّيْلِ يَحْرُسُ. أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ.

حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نماز کے لیے تکبیر کہی گئی، یعنی نماز فجر کے لیے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے لگے اور آپ گھاٹی کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اور آپ نے رات کو ایک سوار کو گھاٹی کی طرف پہرے کے لیے بھیجا ہوا تھا۔ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

[1105] وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلَاةِ أَوْ لَا تَرْجِعُ إِلَيْهِمْ أَبْصَارُهُمْ». أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگ نماز میں اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھانے سے ضرور باز آجائیں، ورنہ ان کی نظریں لوٹ کر ان کی طرف نہیں آئیں گی۔" اسے مسلم اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

وَلِأَبِي دَاوُدَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَرَأَى نَاسًا يُصَلُّونَ رَافِعِي أَيْدِيهِمْ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ: «لَيَنْتَهِيَنَّ»، وَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

اور ابو داؤد کے لیے ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو آپ نے کچھ لوگوں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے، تو آپ نے فرمایا: "وہ ضرور باز آجائیں" اور حدیث ذکر کی۔

[1106] وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ: «يَا أَنَسُ، اِجْعَلْ بَصَرَكَ حَيْثُ تَسْجُدُ». أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: "اے انس، اپنی نگاہ وہاں رکھو جہاں تم سجدہ کرتے ہو۔" اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

[1107] وَعَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَرْتُ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ إِلَيَّ إِشَارَةً، وَقَالَ: لَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: إِشَارَةً بِإِصْبَعِهِ. أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے، میں نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے مجھے اشارے سے جواب دیا۔ اور کہا: مجھے نہیں معلوم سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا: انگلی سے اشارہ کیا۔ اسے ترمذی، ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

[1108] وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَسْجِدِ قُبَاءٍ يُصَلِّي فِيهِ فَجَاءَتْهُ الْأَنْصَارُ فَسَلَّمُوا عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي. قَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَقُلْنَا لِبِلَالٍ: كَيْفَ رَأَيْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حِينَ كَانُوا يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي قَالَ: هٰكَذَا، وَبَسَطَ كَفَّهُ وَجَعَلَ بَطْنَهُ أَسْفَلَ وَظَهْرَهُ إِلَى فَوْقٍ. أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا تشریف لے گئے تاکہ اس میں نماز پڑھیں، تو انصار آپ کے پاس آئے اور آپ کو سلام کیا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ ابن عمر نے کہا: اور ہم نے بلال سے کہا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کو کیسے دیکھا کہ جب لوگ آپ کو نماز میں سلام کرتے تھے تو آپ انہیں جواب دیتے تھے؟ انہوں نے کہا: اس طرح، اور اپنی ہتھیلی پھیلا دی اور اس کا اندرونی حصہ نیچے اور پشت کا حصہ اوپر کر لیا۔ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

وَأَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: قُلْتُ لِبِلَالٍ: كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حِينَ كَانُوا يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ: كَانَ يُشِيرُ بِيَدِهِ. وَفِي رِوَايَةٍ: كَانَ يَرُدُّ إِشَارَةً، وَفِي رِوَايَةِ النَّسَائِيِّ: عِوَضُ بِلَالٍ صُهَيْبٌ.

اور ترمذی نے روایت کیا ہے: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے بلال سے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کیسے جواب دیتے تھے جب وہ آپ کو نماز میں سلام کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: وہ اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے: وہ اشارے سے جواب دیتے تھے۔ اور نسائی کی روایت میں "**بلال**" کی جگہ "**صہیب**" ہے۔

[1109] وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «**التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ** -يَعْنِي: فِي الصَّلَاةِ- **وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ**». أَخْرَجَهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا الْمُوَطَّأَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تسبیح مردوں کے لیے ہے -یعنی نماز میں- اور تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے۔" اسے جماعت نے موطأ کے سوا روایت کیا ہے۔

وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: كُنْتُ إِذَا اسْتَأْذَنْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّحَ.

اور ترمذی نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: جب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کرنے آتا تو آپ تسبیح پڑھتے تھے۔

[۱۱۱۰] وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُهُ تَنَخَّعَ فَدَلَكَهُ بِنَعْلِهِ الْيُسْرَى. أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبد اللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے ناک صاف کی اور اسے اپنے بائیں جوتے سے رگڑ دیا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وَفِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَبَزَقَ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى، زَادَ فِي أُخْرَى: ثُمَّ دَلَكَهُ بِنَعْلِهِ، وَفِي رِوَايَةِ النَّسَائِيِّ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَخَّعَ فَدَلَكَ بِرِجْلِهِ الْيُسْرَى.

اور ابو داؤد کی روایت میں ہے، انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے تو آپ نے اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوک دیا۔ ایک دوسری روایت میں اضافہ ہے: پھر اسے اپنے جوتے سے رگڑ دیا۔ اور نسائی کی روایت میں ہے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے ناک صاف کی اور اسے اپنے بائیں پاؤں سے رگڑ دیا۔

[۱۱۱۱] وَعَنْ أَبِي بَصْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَزَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَوْبِهِ وَحَكَّ بَعْضَهُ بِبَعْضٍ. وَعَنْ أَنَسٍ مِثْلَهُ. أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ.

حضرت ابو بصرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے میں تھوکا اور اس کے بعض حصے کو بعض کے ساتھ رگڑا۔ اور حضرت انس سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

[1112] وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: جِئْتُ يَوْمًا مِنْ خَارِجٍ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي تَطَوُّعًا وَالْبَابُ عَلَى الْقِبْلَةِ فَمَشَى عَنْ يَمِينِهِ أَوْ يَسَارِهِ فَفَتَحَ الْبَابَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مُصَلَّاهُ. أَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں ایک دن باہر سے آئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفل نماز پڑھ رہے تھے اور دروازہ قبلہ کی طرف تھا۔ آپ دائیں یا بائیں طرف چلے اور دروازہ کھولا، پھر اپنی نماز کی جگہ پر واپس آ گئے۔ اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

[1113] وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ السَّدْلِ فِي الصَّلَاةِ وَأَنْ يُغَطِّيَ الرَّجُلُ فَاهُ. أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں سدل کرنے سے اور آدمی کے اپنے منہ کو ڈھانکنے سے منع فرمایا ہے۔ اسے ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

[1114] وَعَنِ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا بِـ**الْأَهْوَازِ** نُقَاتِلُ الْحَرُورِيَّةَ فَبَيْنَا أَنَا عَلَى جُرُفِ نَهْرٍ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ يُصَلِّي فَإِذَا لِجَامُ دَابَّتِهِ بِيَدِهِ فَجَعَلَتِ الدَّابَّةُ تُنَازِعُهُ وَجَعَلَ يَتْبَعُهَا، قَالَ شُعْبَةُ: -هُوَ أَبُو بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيُّ- فَجَعَلَ رَجُلٌ مِنَ الْخَوَارِجِ يَقُولُ: اللَّهُمَّ افْعَلْ بِهَذَا الشَّيْخِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ الشَّيْخُ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ قَوْلَكُمْ، إِنِّي غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّ غَزَوَاتٍ [أَوْ سَبْعَ غَزَوَاتٍ] أَوْ ثَمَانَ غَزَوَاتٍ وَشَهِدْتُ تَيْسِيرَهُ وَإِنِّي إِنْ كُنْتُ أَرْجِعُ مَعَ دَابَّتِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَدَعَهَا تَرْجِعُ إِلَى مَأْلَفِهَا، فَيَشُقُّ عَلَيَّ۔

حضرت ازرق بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ہم **"اہواز"** میں خوارج سے لڑ رہے تھے، میں ایک نہر کے کنارے پر تھا کہ ایک آدمی آیا اور نماز پڑھنے لگا، اس کے ہاتھ میں اس کے جانور کی لگام تھی۔ جانور اسے کھینچنے لگا اور وہ اس کے پیچھے چلنے لگا۔ شعبہ نے کہا: -وہ ابو برزہ اسلمی تھے- تو خوارج میں سے ایک آدمی کہنے لگا: اے اللہ! اس بوڑھے کے ساتھ ایسا کر۔ جب وہ بوڑھا نماز سے فارغ ہوا تو کہا: بے شک میں نے تمہاری بات سنی ہے۔ بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھ غزوے یا سات غزوے یا آٹھ غزوے کیے ہیں اور میں نے آپ کی آسانی کو دیکھا ہے۔ اور اگر میں اپنے جانور کے ساتھ واپس آ جاؤں تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں اسے چھوڑ دوں کہ وہ اپنی چراگاہ کی طرف لوٹ جائے، پس مجھے مشقت ہو گی۔

وَفِي أُخْرَى: قَالَ: كُنَّا عَلَى شَاطِئِ النَّهْرِ بِـ**الْأَهْوَازِ** وَقَدْ نَضَبَ عَنْهُ الْمَاءُ فَجَاءَ أَبُو بَرْزَةَ عَلَى فَرَسٍ فَصَلَّى وَخَلَّى فَرَسَهُ فَانْطَلَقَتِ الْفَرَسُ فَتَرَكَ صَلَاتَهُ وَتَبِعَهَا حَتَّى أَدْرَكَهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَضَى صَلَاتَهُ وَفِينَا رَجُلٌ لَهُ رَأْيٌ فَأَقْبَلَ يَقُولُ: انْظُرُوا إِلَى هَذَا الشَّيْخِ تَرَكَ صَلَاتَهُ مِنْ أَجْلِ فَرَسٍ فَأَقْبَلَ فَقَالَ: مَا عَنَّفَنِي أَحَدٌ مُنْذُ فَارَقْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: إِنَّ مَنْزِلِي مُتَرَاخٍ فَلَوْ صَلَّيْتُ وَتَرَكْتُهُ لَمْ آتِ أَهْلِي إِلَى اللَّيْلِ وَذَكَرَ أَنَّهُ قَدْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَى مِنْ تَيْسِيرِهِ. أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ.

اور ایک دوسری روایت میں ہے، انہوں نے کہا: ہم **"اہواز"** میں نہر کے کنارے تھے اور اس کا پانی خشک ہو چکا تھا۔ تو ابو برزہ ایک گھوڑے پر سوار ہو کر آئے، نماز پڑھی اور اپنے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ گھوڑا بھاگ گیا تو انہوں نے اپنی نماز چھوڑ دی اور اس کے پیچھے گئے یہاں تک کہ اسے پکڑ لیا، پھر آ کر اپنی نماز مکمل کی۔ اور ہم میں ایک رائے والا آدمی تھا، وہ آگے بڑھا اور کہنے لگا: اس بوڑھے کو دیکھو کہ اس نے گھوڑے کی وجہ سے اپنی نماز چھوڑ دی۔ تو وہ آگے بڑھا اور کہا: جب سے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہوا ہوں، کسی نے مجھے ڈانٹا نہیں ہے۔ اور کہا: بے شک میرا گھر دور ہے، پس اگر میں نماز پڑھ لیتا اور اسے چھوڑ دیتا تو رات تک اپنے گھر والوں کے پاس نہ پہنچتا۔ اور اس نے ذکر کیا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا ہے اور اس نے آپ کی آسانی دیکھی ہے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

[1115] وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا، وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا.

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب کی بیٹی امامہ کو اٹھایا ہوا تھا۔ جب آپ سجدہ کرتے تو اسے رکھ دیتے، اور جب کھڑے ہوتے تو اسے اٹھا لیتے۔

وَفِي رِوَايَةٍ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّ النَّاسَ وَأُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ عَلَى عَاتِقِهِ فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ أَعَادَهَا. أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَأَخْرَجَ الْمُوَطَّأَ وَأَبُو دَاوُدَ. وَالنَّسَائِيُّ الْأُولَى، وَفِي الْأُخْرَى لِأَبِي دَاوُدَ وَمُسْلِمٍ: قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُ أُمَامَةَ بِنْتَ أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ وَأُمُّهَا زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ صَبِيَّةٌ، فَحَمَلَهَا عَلَى عَاتِقِهِ فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ عَلَى عَاتِقِهِ، يَضَعُهَا إِذَا رَكَعَ، وَيُعِيدُهَا إِذَا قَامَ حَتَّى قَضَى صَلَاتَهُ يَفْعَلُ ذَٰلِكَ بِهَا.

اور ایک روایت میں ہے: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے اور امامہ بنت ابی العاص آپ کے کندھے پر تھیں۔ جب آپ رکوع کرتے تو اسے رکھ دیتے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تو اسے واپس رکھ لیتے۔ اسے بخاری، مسلم، موطأ، ابو داؤد اور نسائی نے پہلی روایت بیان کی ہے۔ اور دوسری روایت ابو داؤد اور مسلم کے لیے ہے: انہوں نے کہا: ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ امامہ بنت ابی العاص بن ربیع کو اٹھائے ہوئے تھے اور ان کی والدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں، اور وہ بچی تھیں۔ پس آپ نے اسے اپنے کندھے پر اٹھا لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے لگے اور وہ آپ کے کندھے پر تھیں۔ جب آپ رکوع کرتے تو اسے رکھ دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو اسے واپس اٹھا لیتے، یہاں تک کہ آپ نے اپنی نماز مکمل کی۔ آپ ان کے ساتھ ایسا ہی کرتے رہے۔

وَفِي أُخْرَىٰ لَهُ: قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الظُّهْرِ أَوِ الْعَصْرِ وَقَدْ دَعَاهُ بِلَالٌ إِلَى الصَّلَاةِ إِذْ خَرَجَ إِلَيْنَا وَأُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ بِنْتُ بِنْتِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عُنُقِهِ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مُصَلَّاهُ وَقُمْنَا خَلْفَهُ وَهِيَ فِي مَكَانِهَا الَّذِي هِيَ فِيهِ، قَالَ: فَكَبَّرَ، فَكَبَّرْنَا حَتَّى إِذَا أَرَادَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْكَعَ أَخَذَهَا فَوَضَعَهَا ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ سُجُودِهِ وَقَامَ أَخَذَهَا فَرَدَّهَا فِي مَكَانِهَا فَمَا زَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ بِهَا ذَٰلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ حَتَّى فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ.

اور ان کی ایک اور روایت میں ہے: انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہر یا عصر میں انتظار کر رہے تھے اور بلال نے آپ کو نماز کے لیے بلایا تھا، کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور امامہ بنت ابی العاص، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی، آپ کی گردن پر تھیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز کی جگہ پر کھڑے ہو گئے اور ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور وہ اسی جگہ پر تھیں جس میں وہ تھیں۔ انہوں نے کہا: آپ نے تکبیر کہی، تو ہم نے بھی تکبیر کہی۔ یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کا ارادہ کیا تو آپ نے اسے پکڑا اور رکھ دیا، پھر رکوع کیا اور سجدہ کیا۔ یہاں تک کہ جب آپ سجدے سے فارغ ہوئے اور کھڑے ہوئے تو اسے پکڑا اور اسے اس کی جگہ پر واپس رکھ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رکعت میں ان کے ساتھ ایسا ہی کرتے رہے یہاں تک کہ آپ اپنی نماز سے فارغ ہو گئے۔

[1116] وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ العِشَاءَ فَإِذَا سَجَدَ وَثَبَ الحَسَنُ وَالحُسَيْنُ عَلَى ظَهْرِهِ، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ أَخَذَهُمَا مِنْ خَلْفِهِ أَخْذًا رَفِيقًا وَوَضَعَهُمَا عَلَى الأَرْضِ فَإِذَا عَادَ عَادَا حَتَّى قَضَى صَلَاتَهُ... الحَدِيثَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ سجدہ کرتے تو حسن اور حسین آپ کی پشت پر چڑھ جاتے۔ جب آپ سر اٹھاتے تو انہیں پیچھے سے نرمی سے پکڑ کر زمین پر رکھ دیتے۔ جب آپ دوبارہ سجدہ کرتے تو وہ بھی چڑھ جاتے، یہاں تک کہ آپ نے اپنی نماز مکمل کر لی... حدیث۔ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

[1117] وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ رَأَى عَبْدَ اللهِ بْنَ الحَارِثِ يُصَلِّي وَرَأْسُهُ مَعْقُوصٌ مِنْ وَرَائِهِ، فَقَامَ وَرَاءَهُ فَجَعَلَ يَحُلُّهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: مَا لَكَ وَرَأْسِي فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّمَا مَثَلُ هَذَا مَثَلُ الَّذِي يُصَلِّي وَهُوَ مَكْتُوفٌ». أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے عبد اللہ بن حارث کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور ان کا سر پیچھے سے باندھا ہوا تھا۔ تو وہ ان کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور اسے کھولنے لگے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ابن عباس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: تمہارا میرے سر سے کیا کام ہے؟ تو انہوں نے کہا: بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: "بے شک اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو نماز پڑھتا ہے اور وہ بندھا ہوا ہو۔" اسے مسلم، ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

[1118] وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ أَبَا رَافِعٍ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِالحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَهُوَ يُصَلِّي قَائِمًا وَقَدْ غَرَزَ ضَفْرَ رَأْسِهِ فِي قَفَاهُ فَحَلَّهَا أَبُو رَافِعٍ، فَالْتَفَتَ الحَسَنُ إِلَيْهِ مُغْضَبًا فَقَالَ أَبُو رَافِعٍ: أَقْبِلْ عَلَى صَلَاتِكَ وَلَا تَغْضَبْ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «**ذَلِكَ كِفْلُ الشَّيْطَانِ**»، يَعْنِي: مَقْعَدَ الشَّيْطَانِ. أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو سعید مقبری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ابو رافع کا گزر حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس سے ہوا اور وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور انہوں نے اپنی چوٹی کو گردن کے پیچھے باندھا ہوا تھا۔ تو ابو رافع نے اسے کھول دیا۔ حسن نے غصے سے ان کی طرف دیکھا تو ابو رافع نے کہا: اپنی نماز کی طرف متوجہ ہو اور غصہ نہ کرو۔ بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: "یہ شیطان کا حصہ ہے" یعنی شیطان کے بیٹھنے کی جگہ۔ اسے ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

[1119] وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الأَرْقَمِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّ أَصْحَابَهُ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ يَوْمًا فَذَهَبَ إِلَى حَاجَتِهِ، ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمُ الغَائِطَ فَلْيَبْدَأْ بِهِ قَبْلَ الصَّلَاةِ». أَخْرَجَهُ المُوَطَّأُ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت عبد اللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتے تھے۔ ایک دن نماز کا وقت آ گیا تو وہ اپنی حاجت کے لیے چلے گئے، پھر واپس آئے اور کہا: بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: "جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت کا ارادہ کرے تو اسے نماز سے پہلے کر لے۔" اسے موطأ اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

وَعِنْدَ التِّرْمِذِيِّ: قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَأَخَذَ بِيَدِ رَجُلٍ فَقَدَّمَهُ ـ وَكَانَ إِمَامَ القَوْمِ ـ وَقَالَ: سَمِعْتُ... رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَوَجَدَ أَحَدُكُمُ الخَلَاءَ فَلْيَبْدَأْ بِالخَلَاءِ».

اور ترمذی کے نزدیک ہے: انہوں نے کہا: نماز کے لیے تکبیر کہی گئی تو انہوں نے ایک آدمی کا ہاتھ پکڑا اور اسے آگے کر دیا- اور وہ لوگوں کا امام تھا- اور کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: "جب نماز کے لیے تکبیر کہی جائے اور تم میں سے کوئی بیت الخلاء محسوس کرے تو وہ پہلے بیت الخلاء جائے۔"

[1120] وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا لِمَنْ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ». أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کھانے کی موجودگی میں کوئی نماز نہیں اور نہ اس شخص کی نماز ہے جسے دو گندی چیزیں روک رہی ہوں۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وَقَالَ فِي جَامِعِ الْأُصُولِ: قَالَ رَزِينٌ: قَالَ أَبُو عِيسَى فِي كِتَابِ الشَّرْحِ لَهُ: وَمِمَّا نَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْحَاقِنِ وَالْحَاقِبِ وَالْحَازِقِ وَالْمُسْبِلِ وَالْمُخْتَصِرِ وَالْمُتَصَلِّبِ وَالصَّافِنِ وَالصَّافِدِ وَالْكَافِتِ وَالْوَاصِلِ وَالْمُلْتَفِتِ وَالْعَابِثِ بِالْيَدِ وَالْمُسْدِلِ وَعَنْ مَسْحِ الْحَصَاءَ مِنَ الْجَبْهَةِ قَبْلَ الْفَرَاغِ مِنَ الصَّلَاةِ وَأَنْ يُصَلِّيَ بِطَرِيقِ مَنْ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ.

اور "**جامع الاصول**" میں کہا ہے: رزین نے کہا: ابو عیسیٰ نے اپنی کتاب الشرح میں کہا: اور ان چیزوں میں سے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے وہ ہیں: حاقن، حاقب، حازق، مسبل، مختصر، متصلب، صافن، صافد، کافت، واصل، ملتفت اور ہاتھ سے کھیلنے والے کی نماز۔ اور سدل کرنے والے کی نماز، اور نماز سے فارغ ہونے سے پہلے پیشانی سے کنکریاں ہٹانا، اور اس طریقے پر نماز پڑھنا کہ کوئی اس کے آگے سے گزرے۔

(2) الْفَصْلُ الثَّانِي لِمَنْ يُؤْمَرُ بِإِعَادَةِ الصَّلَاةِ

[1121] عَنْ مُطِيعِ بْنِ الْأَسْوَدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِالنَّاسِ الصُّبْحَ، ثُمَّ ذَكَرَ احْتِلَامًا، فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ أَعَادَ صَلَاةَ الصُّبْحِ، وَلَمْ يَأْمُرْ أَحَدًا بِإِعَادَةِ الصَّلَاةِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ.

(2) دوسری فصل: جن لوگوں کو نماز کا اعادہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے

حضرت مطیع بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی، پھر انہیں احتلام یاد آیا، تو انہوں نے غسل کیا، پھر فجر کی نماز کا اعادہ کیا۔ اور کسی کو نماز کا اعادہ کرنے کا حکم نہیں دیا۔ اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔

[١١٢٢] وَعَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ صَلَّى يَوْمًا لِلنَّاسِ، فَلَمَّا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ أَطَالَ الْجُلُوسَ، فَلَمَّا اسْتَقْبَلَ قَائِمًا نَكَصَ خَلْفَهُ، فَأَخَذَ بِيَدِ رَجُلٍ مِنَ الْقَوْمِ فَقَدَّمَهُ مَكَانَهُ، فَلَمَّا خَرَجَ إِلَى الْعَصْرِ صَلَّى لِلنَّاسِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَخَذَ بِجَنَاحِ الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنِّي تَوَضَّأْتُ لِلصَّلَاةِ، فَمَرَرْتُ بِامْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي فَكَانَ مِنِّي وَمِنْهَا مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَكُونَ، فَلَمَّا كُنْتُ فِي صَلَاتِي وَجَدْتُ بَلَلًا، فَخَيَّرْتُ نَفْسِي بَيْنَ أَمْرَيْنِ، إِمَّا أَنْ أَسْتَحِيَ مِنْكُمْ وَأَجْتَرِئَ عَلَى اللهِ، وَإِمَّا أَنْ أَسْتَحِيَ مِنَ اللهِ وَأَجْتَرِئَ عَلَيْكُمْ، فَكَانَ أَنْ أَسْتَحِيَ مِنَ اللهِ وَأَجْتَرِئَ عَلَيْكُمْ أَحَبَّ إِلَيَّ، فَخَرَجْتُ وَتَوَضَّأْتُ، وَجَدَّدْتُ صَلَاتِي، فَمَنْ صَنَعَ مِنْكُمْ كَمَا صَنَعْتُهُ فَلْيَصْنَعْ كَمَا صَنَعْتُ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ.

حضرت خالد بن اللجلاج سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دن لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب وہ پہلی دو رکعتوں میں بیٹھے تو زیادہ دیر بیٹھے رہے۔ جب وہ کھڑے ہونے کے لیے آگے بڑھے تو پیچھے ہٹ گئے اور لوگوں میں سے ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی جگہ آگے کر

دیا۔ جب عصر کے لیے نکلے تو لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو منبر کے کنارے کو پکڑا اور اللہ کی حمد و ثنا کی، پھر کہا: اما بعد، اے لوگو! بے شک میں نے نماز کے لیے وضو کیا تھا، تو میں اپنے گھر والوں میں سے ایک عورت کے پاس سے گزرا اور میرے اور اس کے درمیان وہ ہوا جو اللہ نے چاہا کہ ہو۔ جب میں نماز میں تھا تو مجھے تری محسوس ہوئی۔ تو میں نے اپنے آپ کو دو باتوں میں مختار پایا، یا تو تم سے شرم کروں اور اللہ پر دلیری کروں، یا اللہ سے شرم کروں اور تم پر دلیری کروں۔ تو یہ کہ میں اللہ سے شرم کروں اور تم پر دلیری کروں، مجھے زیادہ پسند تھا۔ پس میں نکلا اور وضو کیا اور اپنی نماز نئے سرے سے پڑھی۔ پس تم میں سے جس نے میرے جیسا کیا ہے وہ ایسا ہی کرے جیسا میں نے کیا ہے۔ اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔

[1123] وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الحَارِثِ أَنَّ عُثْمَانَ صَلَّى بِالنَّاسِ وَهُوَ جُنُبٌ، فَلَمَّا أَصْبَحَ نَظَرَ فِي ثَوْبِهِ احْتِلَامًا، فَقَالَ: كَبِرْتُ وَاللهِ أَلَا إِنِّي أُرَانِي أُجْنِبُ، ثُمَّ لَا أَعْلَمُ ثُمَّ أَعَادَ وَلَمْ يَأْمُرْهُمْ أَنْ يُعِيدُوا. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالبَيْهَقِيُّ.

حضرت محمد بن عمرو بن حارث سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور وہ جنبی تھے۔ جب صبح ہوئی تو انہوں نے اپنے کپڑے میں احتلام دیکھا، تو کہا: اللہ کی قسم میں بوڑھا ہو گیا ہوں، خبر دار! مجھے ایسا لگتا ہے کہ میں جنبی ہو جاتا ہوں اور مجھے علم نہیں ہوتا۔ پھر انہوں نے اعادہ کیا اور انہیں اعادہ کرنے کا حکم نہیں دیا۔ اسے دار قطنی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

[1124] وَعَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ جَابِرٌ عَنِ الرَّجُلِ يَضْحَكُ فِي الصَّلَاةِ، قَالَ: يُعِيدُ الصَّلَاةَ وَلَا يُعِيدُ الوُضُوءَ. رَوَاهُ البَيْهَقِيُّ. وَقَالَ: وَرُوِيَ مَرْفُوعًا وَحَدِيثُ القَهْقَهَةِ مَدَارُهُ عَلَى أَبِي العَالِيَةِ مُرْسَلًا وَمَرَاسِيلُهُ ضَعِيفَةٌ.

حضرت اعمش نے حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انہوں نے کہا: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو نماز میں ہنستا ہے۔ انہوں نے کہا: وہ نماز کا اعادہ کرے گا اور وضو کا اعادہ نہیں کرے گا۔ اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔ اور انہوں نے کہا: اور اسے مرفوعاً بھی روایت کیا گیا ہے۔ اور قہقہ کی حدیث کا مدار ابو العالیہ پر ہے جو مرسل ہے، اور اس کی مرسل روایات ضعیف ہیں۔

[1125] وَعَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ صَلَّى بِالنَّاسِ وَهُوَ جُنُبٌ، ثُمَّ أَمَرَ ابْنَ النَّبَّاحِ فَنَادَى مَنْ كَانَ صَلَّى مَعَ أَمِيرِ المُؤْمِنِينَ الصُّبْحَ فَلْيُعِدِ الصَّلَاةَ. فَإِنَّهُ صَلَّى بِالنَّاسِ وَهُوَ جُنُبٌ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالبَيْهَقِيُّ.

حضرت عاصم بن ضمرہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور وہ جنبی تھے، پھر انہوں نے ابن النباح کو حکم دیا تو اس نے اعلان کیا: "جس نے امیر المومنین کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی ہے وہ نماز کا اعادہ کرلے" کیونکہ انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور وہ جنبی تھے۔ اسے عبد الرزاق اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

[1126] وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ مِنَ الجَفَاءِ أَنْ يُكْثِرَ الرَّجُلُ مَسْحَ جَبْهَتِهِ قَبْلَ الفَرَاغِ مِنْ صَلَاتِهِ». رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک بد تمیزی میں سے یہ ہے کہ آدمی اپنی نماز سے فارغ ہونے سے پہلے اپنی پیشانی کو بار بار صاف کرے۔" اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

[1127] وَعَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: مَرَّ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ عَلَى رَجُلٍ سَاجِدٍ وَرَأْسُهُ مَعْقُوصٌ فَحَلَّهُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ: لَا تَعْقِصْ رَأْسَكَ فَإِنَّ شَعْرَكَ يَسْجُدُ، وَإِنَّ لَكَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ أَجْرًا، قَالَ: إِنَّمَا عَقَصْتُهُ لِكَيْ لَا يَتَّرِبَ قَالَ: إِنْ يَتَّرِبْ خَيْرٌ لَكَ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ.

حضرت زید بن وہب سے روایت ہے، انہوں نے کہا: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا گزر ایک آدمی پر ہوا جو سجدہ کر رہا تھا اور اس کا سر بندھا ہوا تھا۔ تو انہوں نے اسے کھول دیا۔ جب وہ فارغ ہوا تو عبد اللہ نے اس سے کہا: اپنا سر نہ باندھو، بے شک تمہارا بال بھی سجدہ کرتا ہے، اور تمہارے ہر بال کے بدلے تمہارے لیے اجر ہے۔ اس نے کہا: میں نے اسے صرف اس لیے باندھا تھا تاکہ اس پر مٹی نہ لگے۔ انہوں نے کہا: اگر اس پر مٹی لگ جائے تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اسے عبد الرزاق نے روایت کیا ہے۔

[1128] وَعَنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى عُمَرُ بِالنَّاسِ [وَهُوَ جُنُبٌ] فَأَعَادَ وَلَمْ يُعِدِ النَّاسُ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: قَدْ كَانَ يَنْبَغِي لِمَنْ صَلَّى مَعَكَ أَنْ يُعِيدُوا، فَرَجَعُوا إِلَى قَوْلِ عَلِيٍّ، قَالَ الْقَاسِمُ: وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ مِثْلَ قَوْلِ عَلِيٍّ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ.

حضرت قاسم سے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے، انہوں نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی [اور وہ جنبی تھے] تو انہوں نے اعادہ کیا اور لوگوں نے اعادہ نہیں کیا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: یہ مناسب تھا کہ جن لوگوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی تھی وہ اعادہ کر لیتے۔ پس وہ حضرت علی کے قول کی طرف لوٹ آئے۔ قاسم نے کہا: اور حضرت ابن مسعود نے بھی حضرت علی کے قول کی طرح کہا۔ اسے عبد الرزاق نے روایت کیا ہے۔

[1129] وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَيُّمَا رَجُلٍ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ، فَأَصَابَهُ رِعَافٌ فِي بَطْنِهِ أَوْ قَيْءٌ أَوْ رُعَافٌ، فَخَشِيَ أَنْ يُحْدِثَ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ الإِمَامُ فَلْيَجْعَلْ يَدَهُ عَلَى أَنْفِهِ، وَإِنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَعْتَدَّ بِمَا قَدْ مَضَى فَلَا يَتَكَلَّمْ حَتَّى يَتَوَضَّأَ ثُمَّ يُتِمَّ مَا بَقِيَ، فَإِنْ تَكَلَّمَ فَلْيَسْتَقْبِلْ [صَلَاتَهُ]، وَإِنْ كَانَ قَدْ تَشَهَّدَ وَخَافَ أَنْ يُحْدِثَ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ الإِمَامُ فَلْيُسَلِّمْ، فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ».

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو بھی آدمی نماز میں داخل ہو اور اسے پیٹ میں ریاح یا قے یا نکسیر آ جائے، اور اسے ڈر ہو کہ امام کے سلام پھیرنے سے پہلے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا، تو وہ اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لے۔ اور اگر وہ گزرے ہوئے کو شمار کرنا چاہے تو جب تک وضو نہ کر لے بات نہ کرے، پھر جو باقی رہ گیا ہے اسے مکمل کر لے۔ اور اگر وہ بات کر لے تو نماز کو دوبارہ شروع کرے۔ اور اگر وہ تشہد پڑھ چکا ہو اور اسے ڈر ہو کہ امام کے سلام پھیرنے سے پہلے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا تو وہ سلام پھیر دے، پس اس کی نماز مکمل ہو گئی۔"

[1130] وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا ضَحِكَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ، فَإِنَّهُ يُعِيدُ الصَّلَاةَ وَلَا يُعِيدُ الْوُضُوءَ». رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب آدمی نماز میں ہنسے تو وہ نماز کا اعادہ کرے گا اور وضو کا اعادہ نہیں کرے گا۔" اسے عبد الرزاق نے روایت کیا ہے۔

[1131] وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: النَّفْخُ فِي الصَّلَاةِ بِمَنْزِلَةِ الْكَلَامِ، مَنْ كَانَ مِنْكُمْ ضَحِكَ فَلْيُعِدِ الْوُضُوءَ وَلْيُعِدِ الصَّلَاةَ. رَوَاهُ هُشَيْمٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: نماز میں پھونک مارنا کلام کے درجے میں ہے۔ تم میں سے جو کوئی ہنسے تو وہ وضو کا اعادہ کرے اور نماز کا اعادہ کرے۔ اسے ہشیم نے روایت کیا ہے۔

[1132] وَعَنْ أَبِي العَالِيَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ فِي بَصَرِهِ سُوءٌ، فَمَرَّ عَلَى بِئْرٍ عَلَيْهَا خَصَفَةٌ، فَوَقَعَ فِي البِئْرِ، فَضَحِكَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهُ، قَالَ: «مَنْ كَانَ ضَحِكَ مِنْكُمْ فَلْيُعِدِ الوُضُوءَ وَلْيُعِدِ الصَّلَاةَ».

حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے تو ایک آدمی آیا جس کی آنکھ میں خرابی تھی۔ وہ ایک کنویں پر سے گزرا جس پر کھجور کی چھال رکھی ہوئی تھی، تو وہ کنویں میں گر گیا۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ ہنس پڑے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: "تم میں سے جو کوئی ہنسا ہے وہ وضو کا اعادہ کرے اور نماز کا اعادہ کرے۔"

[1133] وَعَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ سَادِلٍ ثَوْبَهُ فِي الصَّلَاةِ، فَعَطَفَهُ عَلَيْهِ. رَوَاهُ ابْنُ النَّجَّارِ.

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک آدمی پر ہوا جو نماز میں اپنا کپڑا لٹکائے ہوئے تھا، تو آپ نے اسے اس پر تہ کر دیا۔ اسے ابن النجار نے روایت کیا ہے۔

[1134] وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ وَهُوَ مُتَلَثِّمٌ.

حضرت نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ آدمی نقاب باندھ کر نماز پڑھے۔

[1135] وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ الاعْتِمَادِ عَلَى الجُدُرِ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: إِنَّا لَنَفْعَلُهُ وَإِنَّ ذَلِكَ يَنْقُصُ مِنَ الأَجْرِ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ.

حضرت قتادہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نماز میں دیواروں پر ٹیک لگانے کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے کہا: بے شک ہم ایسا کرتے ہیں اور بے شک اس سے اجر کم ہو جاتا ہے۔ اسے عبد الرزاق نے روایت کیا ہے۔

[1136] وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يُكْرَهُ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ وَرَأْسُهُ مَعْقُوصٌ». رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ مکروہ ہے کہ آدمی نماز پڑھے اور اس کا سر بندھا ہوا ہو۔" اسے عبد الرزاق نے روایت کیا ہے۔

[1137] وَعَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: مَرَّ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ عَلَى ابْنٍ لَهُ وَهُوَ يُصَلِّي وَرَأْسُهُ مَعْقُوصٌ، فَجَبَذَهُ حَتَّى صَرَعَهُ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ.

حضرت مجاہد سے روایت ہے، انہوں نے کہا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا گزر اپنے بیٹے پر ہوا اور وہ نماز پڑھ رہا تھا اور اس کا سر بندھا ہوا تھا، تو انہوں نے اسے کھینچا یہاں تک کہ اسے گرا دیا۔ اسے عبد الرزاق نے روایت کیا ہے۔

[1138] وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَتَلَ البَقَّ فِي صَلَاتِهِ حَتَّى رَأَى دَمَهُ فِي يَدِهِ. رَوَاهُ كَذَا فِي الأَصْلِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی نماز میں کھٹمل مارا یہاں تک کہ انہوں نے اس کا خون اپنے ہاتھ پر دیکھا۔ اسے اصل میں اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔

[1139] وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تُعَالِجُوا فِي الصَّلَاةِ الأَخْبَثَيْنِ: الغَائِطَ وَالبَوْلَ».

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نماز میں دو گندی چیزوں قضائے حاجت اور پیشاب کو روکنے کی مشقت نہ اٹھاؤ۔"

[1140] وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَا يُصَلِّيَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ ضَامٌّ [بَيْنَ] وَرِكَيْهِ. رَوَاهُ مَالِكٌ.

حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: تم میں سے کوئی شخص اپنی رانوں کو [آپس میں] دبا کر نماز نہ پڑھے۔ اسے مالک نے روایت کیا ہے۔

تَنْبِيهٌ:

الْكَلَامُ فِي هٰذَا الْبَابِ فِي مَوْضِعَيْنِ: (3)

(1) الْأُولَى فِي التَّكَلُّمِ بِكَلَامِ النَّاسِ فِي الصَّلَاةِ:

فَعِنْدَنَا التَّكَلُّمُ فِي الصَّلَاةِ مُفْسِدٌ لَهَا سَوَاءٌ كَانَ عَمْدًا أَوْ سَهْوًا وَكَذٰلِكَ عِنْدَ الْإِمَامِ أَحْمَدَ إِلَّا مِنَ الْإِمَامِ إِذَا تَكَلَّمَ لِمَصْلَحَةِ الصَّلَاةِ، فَإِنَّهُ لَا يَبْطُلُ صَلَاتُهُ كَمَا فِي قِصَّةِ ذِي الْيَدَيْنِ، وَسَيَجِيءُ الْكَلَامُ فِيهَا فِي بَابِ سُجُودِ السَّهْوِ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى.

وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ لَا تَفْسُدُ صَلَاةُ السَّاهِي وَالنَّاسِي، وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: إِنْ تَكَلَّمَ عَمْدًا بَطَلَتِ الصَّلَاةُ قَلَّ الْكَلَامُ أَوْ كَثُرَ، وَإِنْ تَكَلَّمَ سَاهِيًا إِنْ قَلَّ لَا تَفْسُدُ، وَإِنْ كَثُرَ فَلَهُ فِيهِ قَوْلَانِ وَكَذٰلِكَ إِنْ تَكَلَّمَ مُخْطِئًا أَوْ مُكْرَهًا. كَذَا فِي بَعْضِ شُرُوحِ **الْهِدَايَةِ**.

تنبیہ:

اس باب میں کلام دو جگہوں پر ہے:

پہلی: نماز میں لوگوں کے کلام سے بات چیت کرنا۔

پس ہمارے نزدیک نماز میں بات چیت کرنا اسے فاسد کر دیتا ہے، خواہ وہ قصداً ہو یا بھول سے۔ اور یہی امام احمد کے نزدیک بھی ہے، سوائے امام کے اگر وہ نماز کی مصلحت کے لیے بات کرے، تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی، جیسا کہ ذوالیدین کے قصے میں ہے۔ اور اس کے بارے میں کلام سجدہ سہو کے باب میں آئے گا، ان شاءاللہ تعالیٰ۔

اور شافعی کے نزدیک بھولے اور بھلکڑ کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اور شافعی نے کہا: اگر وہ قصداً بات کرے تو نماز باطل ہو جائے گی، چاہے کلام کم ہو یا زیادہ۔ اور اگر وہ بھول سے بات کرے، اگر کم ہو تو فاسد نہیں ہوتی، اور اگر زیادہ ہو تو اس میں ان کے دو قول ہیں۔ اور اسی طرح اگر وہ غلطی سے یا مجبوراً بات کرے۔ یہ **"شروح الہدایہ"** میں سے بعض میں اسی طرح ہے۔

وَقَالَ فِي **الْحَاوِي** وَشَرْحِهِ: «**وَتَبْطُلُ الصَّلَاةُ بِكَلَامِ الْبَشَرِ**» وَبِجِنْسِ كَلَامِهِمْ كَقَوْلِهِ لِلْعَاطِسِ: يَرْحَمُكَ اللهُ لَا بِإِشَارَةِ الْأَخْرَسِ لِقَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «**إِنَّ صَلَاتَنَا هٰذِهِ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ الْآدَمِيِّينَ، إِنَّمَا هِيَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ**»، وَقَالَ: «**لَا فِي قَلِيلٍ سَبَقَ لِسَانُهَا أَوْ سَهَا أَوْ جَهِلَ الْحُرْمَةَ قَرِيبَ الْإِسْلَامِ**»، وَفِي **شَرْحِهِ** هٰذَا بَيَانٌ لِأَعْذَارِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ، وَذٰلِكَ فِي الْقَلِيلِ مِنْهُ دُونَ الْكَثِيرِ لِنُدُورِهِ وَلِقَطْعِ نَظْمِ الصَّلَاةِ بِالْكَثِيرِ، وَالرُّجُوعُ فِي الْفَرْقِ بَيْنَ الْكَثِيرِ وَالْقَلِيلِ مَفْوُوضٌ إِلَى الْعَادَةِ، فَمِنَ الْأَعْذَارِ النِّسْيَانُ، وَاسْتَدَلُّوا عَلَيْهِ بِحَدِيثِ ذِي الْيَدَيْنِ: فَإِنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَمَّ مَا بَقِيَ مِنَ الصَّلَاةِ وَسَجَدَ لِلسَّهْوِ، وَمِنْهَا: سَبْقُ اللِّسَانِ إِلَى الْكَلَامِ مِنْ غَيْرِ قَصْدٍ مِنْهُ، وَهٰذَا فَوْقَ النَّاسِي، لِأَنَّ النَّاسِيَ

يَتَكَلَّمُ قَاصِدًا إِلَيْهِ وَإِنَّمَا غَفَلَ عَنِ الصَّلَاةِ، وَهَذَا غَيْرُ قَاصِدٍ، وَمِنْهَا: الجَهْلُ بِتَحْرِيمِ الكَلَامِ عَلَى المُصَلِّي، وَمِنْهُ قَضِيَّةُ مُعَاوِيَةَ بْنِ الحَكَمِ السُّلَمِيِّ كَمَا ذُكِرَ فِي أَوَّلِ البَابِ؛ لِأَنَّهُ كَانَ حَدِيثَ عَهْدٍ بِالجَاهِلِيَّةِ كَمَا قَالَ فِي آخِرِ الحَدِيثِ، وَلِهَذَا لَمْ يَأْمُرْهُ بِإِعَادَةِ الصَّلَاةِ، وَاكْتَفَى بِتَعْلِيمِهِ بِرِفْقٍ مِنْ غَيْرِ نَكِيرٍ وَتَشْدِيدٍ هَكَذَا ذُكِرَ فِي هَذَا الكِتَابِ، وَجُزِمَ بِأَنَّ الجَهْلَ بِالحُرْمَةِ مَعَ الجَهْلِ بِكَوْنِهِ مُبْطِلًا عُذْرٌ وَذُكِرَ لِهَذَا أَمْثِلَةً، وَقَالَ: وَمِنْ نَظَائِرِهِ: أَنْ يَعْلَمَ أَنَّ شُرْبَ الخَمْرِ حَرَامٌ وَلَا يَعْلَمُ أَنَّهُ مُوجِبٌ لِلْحَدِّ، فَإِنَّهُ يُحَدُّ بِخِلَافِ مَا إِذَا لَمْ يَعْلَمِ التَّحْرِيمَ، وَكَذَا المُحْرِمُ إِذَا عَلِمَ أَنَّ مَا مَسَّهُ طِيبٌ وَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ عَيْنَهُ بَقِيَ فَعَلَيْهِ الفِدْيَةُ بِخِلَافِ مَا إِذَا لَمْ يَعْلَمْ كَوْنَهُ طِيبًا. فَافْهَمْ.

اور "**الحاوی وشرحہ**" میں کہا ہے: (**اور نماز آدمیوں کے کلام سے باطل ہو جاتی ہے**) اور ان کے کلام کی جنس سے بھی، جیسے چھینک والے کو "**یرحمك الله**" کہنا۔ لیکن گونگے کے اشارے سے نہیں، اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک ہماری یہ نماز، اس میں آدمیوں کے کلام میں سے کوئی چیز جائز نہیں، بے شک یہ تو صرف تسبیح، تکبیر اور قرآن کی تلاوت ہے۔" اور کہا: (**نہ ہی تھوڑے کلام سے جس میں زبان پھسل گئی ہو، یا بھول گیا ہو، یا حرمت سے جاہل ہو، قریب العہد اسلام ہو**)۔ اور اس کی شرح میں ہے: یہ نماز میں کلام کے اعذار کا بیان ہے۔ اور وہ اس کے تھوڑے میں ہے، زیادہ میں نہیں، کیونکہ وہ نادر ہے اور زیادہ سے نماز کا نظام ٹوٹ جاتا ہے۔ اور کم وبیش میں فرق کا مدار عرف پر ہے۔

پس اعذار میں سے ایک نسیان ہے، اور انہوں نے اس پر ذوالیدین کی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا جو باقی رہ گیا تھا اسے مکمل کیا اور سجدہ سہو کیا۔ اور ان میں سے ایک زبان کا بے ارادہ کلام کی طرف پھسل جانا ہے۔ اور یہ بھولنے والے سے بڑھ کر ہے، کیونکہ بھولنے والا اس کا قصد کرتے ہوئے بات کرتا ہے، البتہ وہ نماز سے غافل ہوتا ہے۔ اور یہ غیر قاصد ہے۔ اور ان میں سے ایک مصلی کے لیے کلام کی حرمت سے جہالت ہے۔ اور اس میں حضرت معاویہ بن حکم سلمی کا واقعہ ہے جیسا کہ باب کے شروع میں ذکر ہوا۔ کیونکہ وہ نئے مسلمان تھے جیسا کہ حدیث کے آخر میں کہا گیا ہے۔ اور اسی لیے آپ نے انہیں نماز کا اعادہ کرنے کا حکم نہیں دیا، بلکہ نرمی سے تعلیم دینے پر اکتفا کیا، بغیر ڈانٹ ڈپٹ اور سختی کے۔ اس کتاب میں اسی طرح ذکر کیا گیا ہے۔ اور اس بات پر جزم کیا گیا ہے کہ حرمت سے جہالت، مبطل ہونے سے جہالت کے ساتھ، عذر ہے۔ اور اس کے لیے مثالیں ذکر کیں۔ اور کہا: اور اس کے نظائر میں سے یہ ہے کہ وہ یہ جانتا ہو کہ شراب پینا حرام ہے اور یہ نہ جانتا ہو کہ اس پر حد واجب ہوتی ہے، تو اس پر حد لگے گی، بخلاف اس کے جب وہ حرمت ہی نہ جانتا ہو۔ اور اسی طرح محرم اگر یہ جان لے کہ جس چیز کو اس نے ہاتھ لگایا وہ خوشبو ہے اور یہ نہ جانتا ہو کہ اس کی ذات باقی ہے، تو اس پر فدیہ ہے، بخلاف اس کے جب وہ یہ نہ جانتا ہو کہ وہ خوشبو ہے۔ پس سمجھو۔

وَتَمَسَّكَ الشَّافِعِيُّ فِي عَدَمِ فَسَادِ الصَّلَاةِ بِالتَّكَلُّمِ خَطَأً وَنِسْيَانًا بِالحَدِيثِ المُتَّفَقِ عَلَى صِحَّتِهِ وَهُوَ قَوْلُهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: «رُفِعَ عَنْ أُمَّتِي الخَطَأُ وَالنِّسْيَانُ وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ».

وَتَقْرِيرُهُ: أَنَّ المُرَادَ رَفْعُ الحُكْمِ لِأَنَّ عَيْنَ هَذِهِ الأَشْيَاءِ غَيْرُ مَرْفُوعٍ عَنِ الأُمَّةِ، وَالحُكْمُ نَوْعَانِ: حُكْمُ الدُّنْيَا: وَهُوَ الفَسَادُ، وَحُكْمُ الآخِرَةِ: وَهُوَ الإِثْمُ، وَمُسَمَّى الحُكْمِ يَشْمَلُهُمَا، فَيَتَنَاوَلُهُمَا عَلَى إِرَادَةِ مُسَمَّى الحُكْمِ، وَعِنْدَنَا المَرْفُوعُ الإِثْمُ لِأَنَّ رَفْعَ الحُكْمِ ثَبَتَ اقْتِضَاءً وَالمُقْتَضَى لَا عُمُومَ لَهُ عِنْدَنَا، وَإِنَّمَا يَثْبُتُ بِقَدْرِ مَا يَصِحُّ بِهِ الكَلَامُ وَإِرَادَةُ الإِثْمِ مَجْمَعٌ عَلَيْهِ فَلَا يُرَادُ غَيْرُهُ وَإِلَّا لَزِمَ تَعْمِيمُهُ وَهُوَ فِي غَيْرِ مَحَلِّ الضَّرُورَةِ، وَمَنِ اعْتَبَرَهُ فِي الحُكْمِ الأَعَمِّ مِنْ حُكْمِ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ فَقَدْ عَمَّمَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَدْرِي إِذْ قَدْ أَثْبَتَهُ فِي غَيْرِ مَحَلِّ الضَّرُورَةِ مِنْ تَصْحِيحِ الكَلَامِ، وَإِذَا طَالَ الكَلَامُ سَاهِيًا فَإِنَّهُ يَقُولُ

بِالفَسَادِ وَالشَّرْعُ إِنْ رَفَعَ إِفْسَادَهُ وَجَبَ شُمُولُ الصِّحَّةِ وَإِلَّا فَشُمُولُ العَدَمِ، وَنَقُولُ أَيْضًا: إِنَّ فِي الحَمْلِ عَلَى الإِثْمِ تَوْفِيقًا بَيْنَ الحَدِيثَيْنِ، وَنَقُولُ: الجَوَازُ وَالفَسَادُ مَبْنَاهُ عَلَى وُجُودِ السَّبَبِ وَعَدَمِهِ، وَمَبْنَى الثَّوَابِ وَالعِقَابِ عَلَى وُجُودِ العَظِيمَةِ وَعَدَمِهَا. كَذَا فِي **شَرْحِ ابْنِ الهُمَامِ**. فَتَدَبَّرْ. هَذَا.

اور شافعی نے خطاءً اور نسیاناً کلام سے نماز کے فاسد نہ ہونے پر اس متفق علیہ حدیث سے استدلال کیا ہے، اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے: **« رُفِعَ عَنْ أُمَّتِي الخَطَأُ وَالنِّسْيَانُ وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ »** ۔"میری امت سے خطا، نسیان اور وہ چیز جس پر انہیں مجبور کیا جائے، اٹھا دی گئی ہے"۔ **اور اس کی تقریر یہ ہے:** کہ مراد حکم کا اٹھا دیا جانا ہے، کیونکہ ان چیزوں کی ذات امت سے مرفوع نہیں ہے۔ اور حکم دو قسم کا ہے: حکم دنیا، اور وہ فساد ہے۔ اور حکم آخرت، اور وہ گناہ ہے۔ اور حکم کا لفظ ان دونوں کو شامل ہے، پس وہ دونوں کو لفظ حکم کے ارادے پر شامل کرتا ہے۔ اور ہمارے نزدیک مرفوع گناہ ہے، کیونکہ حکم کا رفع بطور اقتضاء ثابت ہے، اور مقتضی کے ہاں ہمارے نزدیک عموم نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اتنے ہی ثابت ہوتا ہے جتنا کہ کلام کے صحیح ہونے کے لیے کافی ہو۔ اور گناہ کا ارادہ مجمع علیہ ہے، پس اس کے علاوہ مراد نہیں لیا جائے گا۔ اور اگر اس کے علاوہ مراد لیا جائے تو اس کا تعمیم کرنا لازم آئے گا، اور وہ ضرورت کے مقام میں نہیں ہے۔ اور جس نے اسے حکم کے اعم، یعنی دنیا اور آخرت کے حکم میں معتبر کیا، تو اس نے اسے اس جگہ تعمیم کیا جہاں وہ نہیں جانتا، کیونکہ اس نے اسے کلام کو صحیح قرار دینے میں ضرورت کے مقام کے علاوہ میں ثابت کیا۔ اور اگر کلام بھول سے طویل ہو جائے تو وہ فساد کا قائل ہے۔ اور اگر شرع نے اس کے مفسد ہونے کو اٹھا دیا ہے تو صحت کا شمول واجب ہے، ورنہ عدم کا شمول ہے۔ اور ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ اسے گناہ پر محمول کرنے میں دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق ہے۔ اور ہم کہتے ہیں: جواز اور فساد کا مدار سبب کے وجود اور عدم پر ہے۔ اور ثواب وعقاب کا مدار عظیمت کے وجود اور عدم پر ہے۔ یہ **"شرح ابن الہام"** میں اسی طرح ہے۔ پس غور کرو۔

وَقَدْ يَقِيسُ الشَّافِعِيُّ الكَلَامَ عَلَى السَّلَامِ سَاهِيًا فَإِنَّهُ لَا يُفْسِدُ اتِّفَاقًا، وَنَقُولُ: السَّلَامُ مِنَ الأَذْكَارِ أَيْ: مِنْ أَذْكَارِ الصَّلَاةِ، فَالسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ. مَشْرُوعٌ فِي التَّشَهُّدِ وَهُوَ اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللهِ تَعَالَى، وَإِنْ أُخِذَ حُكْمُ الكَلَامِ بِكَافِ الخِطَابِ، وَإِنَّمَا يَتَحَقَّقُ مَعْنَى الخِطَابِ فِيهِ عِنْدَ القَصْدِ، فَإِنْ وَقَعَ نَاسِيًا شَبَّهْنَاهُ بِالأَذْكَارِ، -وَاعْتَبَرْنَاهُ ذِكْرًا- وَإِنْ كَانَ عَمْدًا شَبَّهْنَاهُ بِالكَلَامِ -وَاعْتَبَرْنَاهُ كَلَامًا. وَقَدْ يَقِيسُ الصَّلَاةَ عَلَى الصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَا يَنْقُضُهُ الأَكْلُ وَالشُّرْبُ نِسْيَانًا، وَنُجِيبُ بِالفَرْقِ بَيْنَ الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ بِأَنَّ فِي الصَّلَاةِ حَالَةً مُذَكِّرَةً فَلَا يُعْذَرُ بِخِلَافِ الصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَيْسَتْ فِيهِ حَالَةٌ مُذَكِّرَةٌ مَعَ اعْتِيَادِ الآدَمِيِّ بِالأَكْلِ وَالشُّرْبِ فَيُعْذَرُ.

اور شافعی بھول سے کلام کو سلام پر قیاس کر سکتے ہیں، کیونکہ سلام بھول سے نماز کو فاسد نہیں کرتا، بالاتفاق۔ اور ہم کہتے ہیں: سلام اذکار میں سے ہے، یعنی نماز کے اذکار میں سے۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام۔ یہ تشہد میں مشروع ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔ اور اگر کلام کا حکم خطاب کے کاف کے اعتبار سے لیا جائے، تو خطاب کا معنی اس میں صرف قصد کے وقت متحقق ہوتا ہے۔ پس اگر وہ نسیاناً واقع ہو جائے تو ہم نے اسے اذکار کے مشابہ قرار دیا- اور اسے ذکر شمار کیا- اور اگر وہ قصداً ہو تو ہم نے اسے کلام کے مشابہ قرار دیا- اور اسے کلام شمار کیا۔ اور شافعی نماز کو روزے پر قیاس کر سکتے ہیں، کیونکہ روزے کو بھول کر کھانا پینا توڑتا نہیں۔ اور ہم جواب میں روزے اور نماز کے درمیان فرق بیان کرتے ہیں، وہ یہ کہ نماز میں ایک یاد دلانے والی حالت ہے، پس بھول کا عذر نہیں ہے۔ بخلاف روزے کے، کیونکہ اس میں کوئی یاد دلانے والی حالت نہیں ہے، اور انسان کو کھانے پینے کی عادت ہوتی ہے، پس اسے معذور سمجھا جاتا ہے۔

(2) الثَّانِي فِي البُكَاءِ وَالتَّأَوُّهِ وَالأَنِينِ:

وَالمَذْهَبُ فِي ذٰلِكَ عِنْدَنَا إِنْ كَانَ مِنْ ذِكْرِ الجَنَّةِ وَالنَّارِ لَمْ يَقْطَعْهَا، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَلَمٍ أَوْ مُصِيبَةٍ قَطَعَهَا. رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الأَنِينِ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: «إِنْ كَانَ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ لَمْ يَقْطَعِ الصَّلَاةَ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَلَمٍ قَطَعَ». قَالُوا: الأَنِينُ مِنْ ذِكْرِ الجَنَّةِ وَالنَّارِ يَدُلُّ عَلَى زِيَادَةِ الخُشُوعِ طَمَعًا فِي الجَنَّةِ وَخَوْفًا مِنَ النَّارِ فَالمُصَلِّي إِذَا أَنَّ أَوْ تَأَوَّهَ كَأَنَّهُ قَالَ: أَسْأَلُ اللهَ الجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِهِ مِنَ النَّارِ، وَلَوْ صَرَّحَ بِهٰذَا لَمْ يَفْسُدْ صَلَاتُهُ وَالخُشُوعُ تَزْيِينٌ لِلصَّلَاةِ وَتَحْلِيَةٌ لَهُ، وَقَدْ وَصَفَ اللهُ تَعَالَى خَلِيلَهُ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِـ **الأَوَّاهِ**. لِأَنَّهُ كَانَ كَثِيرَ التَّأَوُّهِ فِي الصَّلَاةِ حَتَّى رُوِيَ أَنَّهُ سُمِعَ أَنِينُهُ مِنْ مِيلٍ، وَهٰذَا غَرِيبٌ فَكَأَنَّهُ صَدَرَ هٰذَا مِنْهُ فِي مُعْجِزَةٍ لَهُ. وَاللهُ أَعْلَمُ. وَقَدْ رُوِيَ أَنَّ نَبِيَّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ وَلِجَوْفِهِ أَزِيزٌ كَأَزِيزِ المِرْجَلِ يَعْنِي: يَبْكِي، وَفِي رِوَايَةٍ: وَفِي صَدْرِهِ أَزِيزٌ كَأَزِيزِ الرَّحَى مِنَ البُكَاءِ،

دوسرا: رونے، آہ وزاری اور سسکی کے بارے میں

اور اس میں ہمارے نزدیک مذہب یہ ہے کہ اگر یہ جنت اور دوزخ کے ذکر کی وجہ سے ہو تو نماز کو نہیں توڑتا، اور اگر یہ درد یا مصیبت کی وجہ سے ہو تو نماز کو توڑ دیتا ہے۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں سسکی کے بارے میں پوچھا، تو آپ نے فرمایا: اگر یہ اللہ کے خوف کی وجہ سے ہو تو نماز کو نہیں توڑتی، اور اگر یہ درد کی وجہ سے ہو توڑ دیتی ہے۔

انہوں نے کہا: جنت اور دوزخ کے ذکر کی وجہ سے سسکی، خشوع میں زیادتی پر دلالت کرتی ہے، جنت کی امید اور دوزخ کے خوف سے۔ پس نمازی جب سسکی لیتا ہے یا آہ بھرتا ہے تو گویا وہ کہتا ہے: میں اللہ سے جنت مانگتا ہوں اور دوزخ سے اس کی پناہ چاہتا ہوں۔ اور اگر وہ اسے صراحت سے کہہ دے تو بھی اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اور خشوع نماز کی زینت اور آرائش ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کو "اواہ" سے وصف کیا ہے، کیونکہ وہ نماز میں بہت آہیں بھرتے تھے۔ یہاں تک کہ مروی ہے کہ ان کی سسکی کی آواز ایک میل دور سے سنی جاتی تھی۔ اور یہ غریب ہے، گویا یہ ان کی طرف سے بطور معجزہ صادر ہوا۔ واللہ اعلم۔

اور مروی ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز پڑھتے تھے اور آپ کے اندر سے دیگ کی سی آواز آتی تھی، یعنی آپ روتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے: اور آپ کے سینے سے چکی کی سی آواز آتی تھی رونے کی وجہ سے۔

وَهٰذَا مَا ذُكِرَ فِي **الهِدَايَةِ وَشُرُوحِهِ** مَعَ مَا ذُكِرَ بَعْضُ المَشَايِخِ مِنْ خِلَافِ أَبِي يُوسُفَ من أَنَّ «آهْ» لَا تَفْسُدُ فِي الحَالَيْنِ وَأَوْهِ تَفْسُدُ، وَقِيلَ: أَوَّهِ بِتَشْدِيدِ الوَاوِ تَفْسُدُ بِاتِّفَاقِ المَشَايِخِ،

اور یہ وہی ہے جو "**ہدایہ**" اور اس کی شروح میں ذکر کیا گیا ہے، اس کے ساتھ جو بعض مشائخ نے ابو یوسف کے اختلاف کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ «آہ» دونوں صورتوں میں نماز کو فاسد نہیں کرتی، اور «اوہ» فاسد کرتی ہے۔ اور کہا گیا ہے: «اوہ» واؤ کے تشدید کے ساتھ، مشائخ کے اتفاق سے فاسد کرتی ہے۔

وَذَكَرَ **الشَّيْخُ ابْنُ الهُمَامِ**: [قَالَ الشَّافِعِيُّ]: أَنَّ الأَنِينَ وَالبُكَاءَ وَالتَّأَوُّهَ يَقْطَعُ مُطْلَقًا إِذَا حَصَلَ مِنْهُ حَرْفَانِ.

اور شیخ ابن الہمام نے ذکر کیا: [شافعی نے کہا]: کہ سسکی، رونا اور آہ بھرنا مطلقاً نماز کو توڑ دیتا ہے اگر اس سے دو حرف صادر ہو جائیں۔

وَقَالَ فِي **الحَاوِي** وَشَرْحِهِ: (تَبْطُلُ الصَّلَاةُ بِكَلَامِ البَشَرِ حَرْفَيْنِ) وَإِنْ لَمْ يُفْهَمْ مِنْهُمَا شَيْءٌ؛ لِأَنَّ ذٰلِكَ مِنْ جِنْسِ الكَلَامِ، وَالكَلَامُ يَنْقَسِمُ إِلَى مُفْهِمٍ وَغَيْرِ مُفْهِمٍ أَوْ (حَرْفٍ) مِثْلَ **قِ وَشِ** أَمْرَيْنِ مِنْ وَقَىٰ يَقِي وَوَشَىٰ يَشِي (وَلَوْ بِكُرْهٍ، وَضَحِكٍ وَبُكَاءٍ) لِاشْتِمَالِ المُفْهِمِ عَلَىٰ مَقْصُودِ الكَلَامِ وَإِشْعَارِهِ بِالإِعْرَاضِ عَنِ الصَّلَاةِ، وَأَمَّا الحَرْفُ الوَاحِدُ غَيْرُ المُفْهِمِ فَلَيْسَ مِنْ جِنْسِ الكَلَامِ، -فَلَا يَضُرُّ- (أَوْ حَرْفٍ مَمْدُودٍ) بِ**أَلِفٍ وَ وَاوٍ وَ يَاءٍ** -نَحْوَ: آ أَوْ **إِي**-، فَضَمُّهَا إِلَىٰ حَرْفٍ كَضَمِّ حَرْفٍ آخَرَ إِلَيْهِ.

اور "**الحاوی وشرحہ**" میں کہا ہے: (نماز آدمیوں کے کلام سے دو حروف سے باطل ہو جاتی ہے) اگرچہ ان دونوں سے کوئی چیز سمجھ میں نہ آئے، کیونکہ یہ کلام کی جنس میں سے ہے۔ اور کلام مفہوم اور غیر مفہوم میں تقسیم ہوتا ہے۔ یا (ایک حرف) سے، جیسے "قِ" اور "شِ"، جو "وَقَىٰ يَقِي" اور "وَشَىٰ يَشِي" کے امر ہیں۔ (خواہ وہ زبردستی سے ہو، یا ہنسی سے، یا رونے سے) کیونکہ مفہوم کلام کا مقصود شامل ہے اور نماز سے اعراض کا اظہار کرتا ہے۔ اور رہا ایک غیر مفہوم حرف، تو وہ کلام کی جنس میں سے نہیں ہے، -پس وہ نقصان نہیں دیتا- (یا ایک مد والا حرف) "الف" "واو" اور "یاء" کے ساتھ - جیسے: "آ" یا "ای" -، پس اس کو ایک حرف سے ملانا دوسرے حرف کو اس سے ملانے کے مترادف ہے۔

وَقَوْلُهُ: وَلَوْ بِكُرْهٍ وَضَحِكٍ وَبُكَاءٍ أَيْ: وَلَوْ كَانَ ظُهُورُ الحَرْفَيْنِ أَوْ حَرْفٍ بِكُرْهٍ- فَإِنَّهُ أَيْضًا يَبْطُلُ كَمَا لَوْ أُكْرِهَ عَلَىٰ أَنْ يُصَلِّيَ بِلَا وُضُوءٍ وَقَاعِدًا فِي فَرْضٍ، فَإِنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِ الإِعَادَةُ وَالإِكْرَاهُ لِنُدُورِهِ لَا يُفَارِقُ النِّسْيَانَ — وَضَحِكٍ وَبُكَاءٍ أَيْ: وَلَوْ كَانَ ظُهُورُ الحَرْفِ أَوِ الحَرْفَيْنِ بِوَاسِطَةِ ضَحِكٍ أَوْ بِوَاسِطَةِ بُكَاءٍ — (وَأَنِينٍ) -لِدِينٍ أَوْ دُنْيَا- (وَتَنَحْنُحٍ تَيَسَّرَتِ القِرَاءَةُ دُونَهُ) أَيْ: وَتَبْطُلُ الصَّلَاةُ بِظُهُورِ حَرْفَيْنِ أَوْ حَرْفٍ مُفْهِمٍ بِوَاسِطَةِ تَنَحْنُحٍ تَيَسَّرَتِ القِرَاءَةُ بِدُونِهِ أَيْ: بِدُونِ التَّنَحْنُحِ، أَمَّا لَوْ تَعَذَّرَتْ إِلَّا بِالتَّنَحْنُحِ، كَانَ مَعْذُورًا وَيُفْهَمُ مِنْهُ أَنَّهُ إِنْ تَيَسَّرَتِ القِرَاءَةُ وَلٰكِنْ تَعَذَّرَ الجَهْرُ، لَوْ لَمْ يَتَنَحْنَحْ لَمْ يُعْذَرْ إِذِ الجَهْرُ أَدَبٌ وَسُنَّةٌ فَلَا ضَرُورَةَ إِلَى احْتِمَالِ التَّنَحْنُحِ لَهُ، وَإِنْ تَنَحْنَحَ الإِمَامُ وَظَهَرَ مِنْهُ حَرْفَانِ فَلِلْمَأْمُومِ المُدَاوَمَةُ عَلَىٰ مُتَابَعَتِهِ؛ إِذِ الأَصْلُ بَقَاءُ العِبَادَةِ وَالظَّاهِرُ مِنْ حَالِهِ الِاحْتِرَازُ عَنِ المُبْطِلَاتِ، فَيُحْمَلُ عَلَىٰ كَوْنِهِ مَغْلُوبًا، وَإِذَا كَانَ مَغْلُوبًا فَلَا بَأْسَ أَوْ يُحْمَلُ عَلَىٰ تَعَذُّرِ القِرَاءَةِ بِدُونِهِ. (وَلَمْ يَغْلِبْهُ) أَيْ: وَالحَالُ أَنَّهُ لَمْ يَغْلِبْهُ -أَيْ: يَغْلِبِ المُصَلِّيَ- كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الضَّحِكِ وَالبُكَاءِ وَالأَنِينِ وَالتَّنَحْنُحِ، فَإِنَّهُ لَوْ غَلَبَ عَلَيْهِ وَظَهَرَ حَرْفٌ مُفْهِمٌ أَوْ حَرْفَانِ فَصَاعِدًا لَا تَبْطُلُ الصَّلَاةُ.

اور ان کا قول: "خواہ وہ زبردستی سے ہو، یا ہنسی سے، یا رونے سے" یعنی: خواہ دو حروف کا ظہور یا ایک حرف کا ظہور زبردستی سے ہو- تو وہ بھی باطل ہو جاتا ہے جیسے اگر اسے بغیر وضو کے نماز پڑھنے اور فرض میں بیٹھ کر نماز پڑھنے پر مجبور کیا جائے، تو اس پر اعادہ واجب ہے۔ اور اکراہ اپنے نادر ہونے کی وجہ سے نسیان سے جدا نہیں ہے- "اور ہنسی اور رونا" یعنی: خواہ ایک حرف یا دو حروف کا ظہور ہنسی کے ذریعے ہو یا رونے کے ذریعے ہو- (اور سسکی)- قرض کی وجہ سے یا دنیا کی وجہ سے- (اور کھنکارنا، اگر اس کے بغیر قراءت آسان ہو جائے) یعنی: اور نماز اس صورت میں باطل ہو جاتی ہے جب دو حروف یا ایک مفہوم حرف کا ظہور کھنکارنے کے ذریعے ہو، جبکہ اس کے بغیر قراءت آسان ہو۔ لیکن اگر قراءت کھنکارنے کے بغیر ممکن نہ ہو تو وہ معذور ہے۔ اور اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اگر قراءت آسان ہو، لیکن جہر مشکل ہو، اگر وہ کھنکارے نہیں تو معذور نہیں ہے، کیونکہ جہر ادب اور سنت ہے، پس اس کے لیے کھنکارنے کا احتمال برداشت کرنا ضروری نہیں۔ اور اگر امام کھنکارے اور اس سے دو حرف ظاہر ہو جائیں تو مقتدی کے لیے اس کی متابعت جاری رکھنا ہے؛ کیونکہ اصل عبادت کا باقی رہنا ہے، اور اس کے حال سے ظاہر یہ ہے کہ وہ مبطلات سے بچ رہا ہے۔ پس اسے اس پر محمول کیا جائے گا کہ وہ مغلوب ہے۔ اور جب وہ مغلوب ہو تو کوئی حرج نہیں۔ یا اسے اس پر محمول کیا جائے گا کہ اس کے بغیر

قراءت مشکل تھی۔(اور اس پر غالب نہ آئے) یعنی: اور حال یہ ہے کہ نمازی پر ہنسی، رونے، سسکی اور کھنکارنے میں سے کوئی غالب نہ آیا ہو۔ پس اگر وہ اس پر غالب آجائے اور ایک مفہوم حرف یا دو یا اس سے زیادہ ظاہر ہو جائیں تو نماز باطل نہیں ہوتی۔

وَذُكِرَ فِي حَاشِيَةِ الشَّرْحِ: لَوْ جَهِلَ كَوْنَ التَّنَحْنُحِ مُبْطِلًا فَالأَصَحُّ فِي **الوَسِيطِ وَالرَّوْضَةِ**: أَنَّهُ مَعْذُورٌ لِخَفَاءِ حُكْمِهِ عَلَى العَوَامِّ، وَلَوْ عَلِمَ أَنَّ جِنْسَ الكَلَامِ مُحَرَّمٌ وَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ مَا أَتَى مُحَرَّمٌ فَهُوَ مَعْذُورٌ عَلَى الأَصَحِّ. هَذَا كُلُّهُ مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ، ذَكَرْتُ لَفْظَ الحَاوِي مَعَ شَرْحِهِ تَيْسِيرًا لِلْفَهْمِ.

اور شرح کی حاشیہ میں ذکر کیا گیا ہے: اگر وہ یہ نہ جانتا ہو کہ کھنکارنا مبطل ہے تو "**الوسیط**" اور "**الروضہ**" میں اصح قول یہ ہے: کہ وہ معذور ہے، کیونکہ اس کا حکم عوام پر مخفی ہے۔ اور اگر وہ جانتا ہو کہ کلام کی جنس حرام ہے اور یہ نہ جانتا ہو کہ جو اس نے کیا وہ حرام ہے تو اصح قول کے مطابق وہ معذور ہے۔ یہ سب کچھ شافعی کا مذہب ہے۔ میں نے "الحاوی" کا لفظ اس کی شرح کے ساتھ سمجھنے میں آسانی کے لیے ذکر کیا ہے

ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّهُ قَدْ وَقَعَ عَلَى لِسَانِ الفُقَهَاءِ تَقْسِيمُ الفِعْلِ إِلَى القَلِيلِ وَالكَثِيرِ، وَإِنَّ الفِعْلَ الكَثِيرَ يُفْسِدُ الصَّلَاةَ دُونَ القَلِيلِ، وَقَدِ اخْتَلَفُوا فِي تَفْسِيرِ الفِعْلِ الكَثِيرِ عَلَى أَقْوَالٍ مُتَعَدِّدَةٍ، وَقَدْ ذَكَرْنَاهَا فِي الشَّرْحِ وَلَمْ نَجِدْ هَذَا اللَّفْظَ فِي الأَحَادِيثِ وَاللهُ أَعْلَمُ.

پھر جان لو کہ فقہاء کی زبان پر فعل کو کم اور زیادہ میں تقسیم کرنا جاری ہوا ہے۔ اور بے شک فعلِ کثیر نماز کو فاسد کر دیتا ہے، کم کو نہیں۔ اور انہوں نے فعلِ کثیر کی تفسیر میں کئی اقوال کے ساتھ اختلاف کیا ہے، اور ہم نے انہیں شرح میں ذکر کیا ہے۔ اور ہم نے یہ لفظ احادیث میں نہیں پایا، واللہ اعلم۔

وَلَمْ يَقْسِمْ عِنْدَنَا القَوْلُ إِلَى القَلِيلِ. وَالكَثِيرِ، فَإِنَّ الكَلَامَ يُبْطِلُ الصَّلَاةَ عِنْدَنَا سَوَاءٌ كَانَ عَمْدًا أَوْ سَهْوًا قَلِيلًا أَوْ كَثِيرًا، وَالشَّافِعِيَّةُ خَصُّوا الإِبْطَالَ بِالعَمْدِ فِي الأَقْوَالِ وَالأَفْعَالِ وَقَسَمُوا كُلًّا مِنْهُمَا إِلَى القَلِيلِ وَالكَثِيرِ وَقَالُوا: الرُّجُوعُ فِي الفَرْقِ بَيْنَ القَلِيلِ وَالكَثِيرِ إِلَى العَادَةِ. فَتَدَبَّرْ.

اور ہمارے نزدیک قول کو کم اور زیادہ میں تقسیم نہیں کیا گیا۔ پس کلام ہمارے نزدیک نماز کو باطل کر دیتا ہے، خواہ وہ قصداً ہو یا بھول سے، کم ہو یا زیادہ۔ اور شافعیہ نے اقوال اور افعال دونوں میں ابطال کو قصد کے ساتھ خاص کیا، اور ان میں سے ہر ایک کو کم اور زیادہ میں تقسیم کیا۔ اور کہا: کم اور زیادہ میں فرق کا مدار عرف پر ہے۔ پس غور کرو۔

وَقَدِ اسْتَشْكَلُوا إِشْكَالًا بِطَلَبِ الفَرْقِ بَيْنَ الفِعْلِ وَالقَوْلِ بِالقِلَّةِ وَالكَثْرَةِ، وَخَصُّوا الإِبْطَالَ فِي الفِعْلِ بِالكَثِيرِ دُونَ القَلِيلِ، وَفِي القَوْلِ عَمَّمُوا وَأَجَابُوا بِأَنَّهُ لَا يَجُوزُ اعْتِبَارُ القَوْلِ بِالفِعْلِ؛ لِأَنَّ الِاحْتِرَازَ عَنْ أَصْلِ الفِعْلِ الَّذِي لَيْسَ مِنَ الصَّلَاةِ غَيْرُ مُمْكِنٍ، وَإِنَّ فِي الحَجِّ حَرَكَاتٍ هِيَ أَفْعَالٌ لَيْسَتْ مِنَ الصَّلَاةِ، وَلَا يُمْكِنُ الِاحْتِرَازُ عَنْهَا فَلَمْ يَكُنْ مُفْسِدًا حَتَّى يَكْثُرَ بِخِلَافِ الأَقْوَالِ.

اور انہوں نے ایک اشکال کیا ہے، کہ فعل اور قول میں کمیت اور کثرت کے اعتبار سے فرق طلب کیا جائے۔ اور فعل میں ابطال کو کثیر کے ساتھ خاص کیا، کم کے ساتھ نہیں۔ اور قول میں عموم دیا۔ اور جواب دیا کہ قول کو فعل پر محمول کرنا جائز نہیں؛ کیونکہ اس فعل کی اصل سے بچنا جو نماز میں سے نہیں ہے، ممکن نہیں ہے۔ اور حج میں ایسی حرکات ہیں جو افعال ہیں اور نماز میں سے نہیں ہیں، اور ان سے بچنا ممکن نہیں، پس وہ مفسد نہیں ہے یہاں تک کہ وہ زیادہ ہو جائے، بخلاف اقوال کے۔

(3) الثَّالِثُ فِي أَنَّهُ هَلْ يَفْسُدُ صَلَاةُ الْمَأْمُومِ بِتَبْيِينِ فَسَادِ صَلَاةِ الْإِمَامِ أَمْ لَا

فَعِنْدَنَا تَفْسُدُ، وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ لَا تَفْسُدُ مُتَمَسِّكًا بِحَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ ذَكَرَهُ صَاحِبُ **الْمِشْكَاةِ** فِي الْفَصْلِ الثَّالِثِ مِنْ هٰذَا الْبَابِ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَمَّا كَبَّرَ انْصَرَفَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِمْ أَنْ كَمَا كُنْتُمْ، ثُمَّ خَرَجَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ جَاءَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ، فَصَلَّى بِهِمْ [فَلَمَّا صَلَّى] قَالَ: «**إِنِّي كُنْتُ جُنُبًا، فَنَسِيتُ أَنْ أَغْتَسِلَ**». رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَرَوَى مَالِكٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ مُرْسَلًا.

(3) تیسرا: کیا امام کی نماز کے فاسد ہونے کے ظاہر ہونے سے مقتدی کی نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں؟

پس ہمارے نزدیک فاسد ہو جاتی ہے، اور شافعی کے نزدیک فاسد نہیں ہوتی۔ وہ حضرت ابو ہریرہ کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں، جسے **"مشکاۃ"** کے مصنف نے اس باب کے **فصل ثالث** میں ذکر کیا ہے: کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے نکلے، پس جب آپ نے تکبیر کہی تو واپس پلٹ گئے اور ان کی طرف اشارہ کیا کہ تم جیسے ہو ویسے ہی رہو۔ پھر آپ باہر نکلے اور غسل کیا، پھر آئے اور آپ کا سر ٹپک رہا تھا، پس آپ نے انہیں نماز پڑھائی۔ [جب آپ نے نماز پڑھا لی] تو فرمایا: "بے شک میں جنبی تھا، پس میں غسل کرنا بھول گیا تھا۔" اسے احمد نے روایت کیا ہے، اور مالک نے عطاء بن یسار سے مرسلاً روایت کیا ہے۔

وَذَكَرَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ فِي تَأْيِيدِ مَذْهَبِ الْحَنَفِيَّةِ: رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي **كِتَابِ الْآثَارِ**: أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَزِيدَ الْمَكِّيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ فِي الرَّجُلِ يُصَلِّي بِالْقَوْمِ جُنُبًا قَالَ: **يُعِيدُ وَيُعِيدُونَ** وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَزِيدَ الْمَكِّيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ [أَبِي] جَعْفَرٍ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ صَلَّى بِالنَّاسِ وَهُوَ جُنُبٌ أَوْ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ فَأَعَادَ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُعِيدُوا

اور شیخ ابن الہمام نے حنفیہ کے مذہب کی تائید میں ذکر کیا: محمد بن الحسن نے **"کتاب الآثار"** میں روایت کیا: ہمیں ابراہیم بن یزید مکی نے عمرو بن دینار سے خبر دی کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کے بارے میں فرمایا جو لوگوں کو جنابت کی حالت میں نماز پڑھائے، کہا: وہ اعادہ کرے گا اور وہ بھی اعادہ کریں گے۔ اور عبد الرزاق نے روایت کیا، ہم سے ابراہیم بن یزید مکی نے عمرو بن دینار سے، [ابو] جعفر سے روایت کیا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جنبی ہونے کی حالت میں یا بغیر وضو کے نماز پڑھائی، پس آپ نے اعادہ کیا اور انہیں اعادہ کرنے کا حکم دیا۔

وَمِمَّا يُسْتَدَلُّ بِهِ عَلَى الْمَذْهَبِ مَا أَخْرَجَهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الْإِمَامُ ضَامِنٌ» فَبُطْلَانُ صَلَاةِ الْإِمَامِ يَقْتَضِي بُطْلَانَ صَلَاةِ الْمُقْتَدِي إِذْ لَا يَتَضَمَّنُ الْمَعْدُومُ الْمَوْجُودَ، وَقَالَ: وَمَا أَسْنَدَ أَبُو دَاوُدَ أَيْضًا أَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ، فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ أَنْ مَكَانَكُمْ ثُمَّ جَاءَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ مَاءً فَصَلَّى بِهِمْ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ، قَالَ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنِّي كُنْتُ جُنُبًا» لَا يَقْتَضِي أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ بَعْدَ شُرُوعِهِمْ لِجَوَازِ كَوْنِ التَّذَكُّرِ عَقِيبَ تَكْبِيرَةٍ بِلَا مُهْلَةٍ قَبْلَ تَكْبِيرِهِمْ،

اور اس مذہب پر استدلال کرنے والی چیزوں میں سے وہ ہے جو امام احمد نے صحیح سند کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اخراج کیا: «**الْإِمَامُ ضَامِنٌ**» "**امام ضامن ہے**"۔ پس امام کی نماز کا باطل ہونا مقتدی کی نماز کا باطل ہونا لازم کرتا ہے، کیونکہ معدوم موجود کو شامل نہیں ہوتا۔

اور کہا: اور جو ابو داؤد نے مسنداً روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں داخل ہوئے، پس آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ رہو، پھر آئے اور آپ کا سر پانی سے ٹپک رہا تھا، پس آپ نے انہیں نماز پڑھائی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: "بے شک میں بشر ہوں اور بے شک میں جنبی تھا"۔ یہ اس بات کا تقاضا نہیں کرتا کہ یہ ان کے شروع کرنے کے بعد تھا، کیونکہ اس کا احتمال ہے کہ یاد آنا تکبیر کے فوراً بعد ہوا ہو، ان کی تکبیر سے پہلے بغیر کسی مہلت کے۔

هَذَا وَحَدِيثُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الَّذِي ذَكَرَهُ فِي **الجَامِعِ** بِرِوَايَةِ أَحْمَدَ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُصَلِّي إِذَا انْصَرَفَ وَنَحْنُ قِيَامٌ ثُمَّ أَقْبَلَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ. الحَدِيثَ، يَدُلُّ بِظَاهِرِهِ عَلَى أَنَّهُمْ كَانُوا فِي الصَّلَاةِ. فَتَدَبَّرْ عَلَى أَنَّ الَّذِي فِي **مُسْلِمٍ** قَالَ: فَأَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا [قَامَ] فِي مُصَلَّاهُ قَبْلَ أَنْ يُكَبِّرَ، [ذَكَرَ] فَانْصَرَفَ، فَإِنْ كَانَ هَذَا هُوَ المُرَادُ فِي حَدِيثِ أَبِي دَاوُدَ يَحْمِلُ قَوْلُهُ: دَخَلَ فِي صَلَاةِ الفَجْرِ عَلَى أَنَّهُ أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ فَلَا إِشْكَالَ، وَإِنْ كَانَا قَضِيَّتَيْنِ، فَالجَوَابُ مَا عَلِمْتَ،

اور یہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کی ہے جسے "الجامع" میں احمد کی روایت سے ذکر کیا ہے، انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ پلٹ گئے اور ہم کھڑے تھے، پھر آپ آئے اور آپ کا سر ٹپک رہا تھا۔ حدیث، اس کے ظاہر سے اس پر دلالت کرتی ہے کہ وہ نماز میں تھے۔ پس غور کرو۔ اس بنا پر کہ جو "مسلم" میں ہے، اس میں کہا گیا: پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے، یہاں تک کہ جب [کھڑے ہوئے] اپنی مصلی کی جگہ میں، تکبیر کہنے سے پہلے، [یاد کیا] پس واپس پلٹ گئے۔ پس اگر یہی مراد ابو داؤد کی حدیث میں ہے تو آپ کے قول "فجر کی نماز میں داخل ہوئے" کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ آپ کا ارادہ داخل ہونے کا تھا، پس کوئی اشکال نہیں۔ اور اگر یہ دو الگ واقعے ہیں تو جواب وہی ہے جو تم نے جان لیا۔

وَرُوِيَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِالنَّاسِ جُنُبًا فَأَعَادَ وَلَمْ يُعِدِ النَّاسُ، فَقَالَ عَلِيٌّ: قَدْ كَانَ يَنْبَغِي لِمَنْ صَلَّى مَعَكَ أَنْ يُعِيدَ، قَالَ: فَرَجَعُوا إِلَى قَوْلِ عَلِيٍّ، وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ مِثْلَ قَوْلِ عَلِيٍّ وَيَثْبُتُ المَطْلُوبُ أَيْضًا بِالقِيَاسِ عَلَى مَا لَوْ بَانَ أَنَّهُ صَلَّى بِغَيْرِ الإِحْرَامِ لَا تَجُوزُ صَلَاتُهُمْ إِجْمَاعًا، وَالمُصَلِّي بِلَا طَهَارَةٍ لَا إِحْرَامَ لَهُ، وَالفَرْقُ بَيْنَ تَرْكِ الرُّكْنِ وَالشَّرْطِ لَا أَثَرَ لَهُ۔ انْتَهَى كَلَامُ الشَّيْخِ ابْنِ الهُمَامِ فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ إِذَا فَسَدَتْ صَلَاةُ الإِمَامِ فَسَدَتْ صَلَاةُ مَنْ خَلْفَهُ. رَوَاهُ الخَطِيبُ فِي المُتَّفِقِ وَالمُفْتَرِقِ۔

اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جنبی ہونے کی حالت میں نماز پڑھائی، پس انہوں نے اعادہ کیا اور لوگوں نے اعادہ نہیں کیا۔ پس حضرت علی نے کہا: یہ مناسب تھا کہ جن لوگوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی تھی وہ اعادہ کرتے۔ کہا: پس وہ حضرت علی کے قول کی طرف لوٹ آئے۔ اور حضرت ابن مسعود نے حضرت علی کے قول کی طرح کہا۔ اور مطلوب قیاس سے بھی ثابت ہوتا ہے، اس پر کہ اگر یہ ظاہر ہو جائے کہ اس نے بغیر احرام کے نماز پڑھائی ہے تو ان کی نماز جائز نہیں، اجماعاً۔ اور بے طہارت نماز پڑھنے والے کا احرام نہیں ہوتا۔ اور رکن اور شرط کے ترک میں فرق کا کوئی اثر نہیں ہے۔ شیخ ابن الہمام کا کلام یہاں ختم ہوا۔

حدیث ابو ہریرہ میں ہے: جب امام کی نماز فاسد ہو جائے تو اس کے پیچھے والے کی نماز فاسد ہو جاتی ہے اسے خطیب نے "**المتفق والمفترق**" میں روایت کیا ہے۔

ثُمَّ اعْلَمْ بَعْدَ الِاطِّلَاعِ عَلَىٰ مَعْنَى الفِعْلِ الكَثِيرِ، قَدْ يَتَطَرَّقُ الإِشْكَالُ فِي بَعْضِ الأَحَادِيثِ، مِنْهَا: حَدِيثُ رُؤْيَتِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ عِفْرِيتًا مِنَ الجِنِّ وَمَجِيئِهِ بِشِهَابٍ مِنْ نَارٍ لِيَجْعَلَهُ فِي وَجْهِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخْذِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَعْنِهِ إِيَّاهُ وَبَسْطِ اليَدِ إِلَيْهِ لِيَأْخُذَهُ. الحَدِيثَ، وَحَدِيثُ رَفْعِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ عَلَىٰ عَاتِقِهِ وَوَضْعِهَا عَلَى الأَرْضِ عِنْدَ رُكُوعِهِ، ثُمَّ إِعَادَتِهَا بَعْدَ السُّجُودِ، وَكَذٰلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، وَوَضْعِهِ الحَسَنَ وَالحُسَيْنَ وَثَبَاهُ عَلَىٰ ظَهْرِهِ فِي السَّجْدَةِ عَلَى الأَرْضِ، فَإِذَا عَادَ عَادَا حَتَّىٰ قَضَىٰ صَلَاتَهُ۔

پھر جان لو کہ فعلِ کثیر کا معنی جاننے کے بعد، بعض احادیث میں اشکال پیدا ہو سکتا ہے۔ ان میں سے: جن والی حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں جنوں میں سے ایک عفریت کو دیکھا، اور وہ آگ کا ایک شعلہ لے کر آیا تاکہ اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر ڈال دے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پکڑا اور اس پر لعنت کی اور اسے پکڑنے کے لیے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ حدیث۔ اور حدیث کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امامہ بنت زینب کو اپنے کندھے پر اٹھایا اور رکوع کے وقت اسے زمین پر رکھ دیا، پھر سجدے کے بعد اسے دوبارہ اٹھالیا۔ اور اسی طرح ہر رکعت میں۔ اور حسن اور حسین کو اپنی کمر پر بٹھایا اور سجدے میں انہیں زمین پر رکھ دیا، پس جب آپ لوٹے تو وہ بھی لوٹ آئے، یہاں تک کہ آپ نے اپنی نماز مکمل کرلی۔

وَالجَوَابُ: أَنَّهُ لَيْسَ فِيمَا ذُكِرَ فِعْلٌ كَثِيرٌ سِوَى الأَخْذِ وَالبَسْطِ فِي حَدِيثِ العِفْرِيتِ وَلَمْ يَكُنْ رَفْعُ أُمَامَةَ وَوَضْعُهَا بِفِعْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ كَانَتْ تَعَلَّقُ وَتَسْقُطُ بِنَفْسِهَا مِنْ غَيْرِ فِعْلٍ مِنْهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنْ كَانَ ظَاهِرُ لَفْظِ الحَدِيثِ نَاظِرًا إِلَىٰ ذٰلِكَ- فَلْيَتَدَبَّرْ. وَكَذٰلِكَ الحَسَنُ وَالحُسَيْنُ كَانَ أَخْذُهُمَا وَوَضْعُهُمَا بِالرِّفْقِ كَمَا جَاءَ فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَوَاهُ أَحْمَدُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ العِشَاءَ فَإِذَا سَجَدَ وَثَبَ الحَسَنُ وَالحُسَيْنُ عَلَىٰ ظَهْرِهِ، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ أَخَذَهُمَا مِنْ خَلْفِهِ أَخْذًا رَفِيقًا فَيَضَعُهُمَا عَلَى الأَرْضِ، فَإِذَا عَادَ عَادَا حَتَّىٰ قَضَىٰ صَلَاتَهُ ثُمَّ أَقْعَدَ أَحَدَهُمَا عَلَىٰ فَخِذَيْهِ فَقُلْتُ: أَرُدُّهُمَا إِلَىٰ أُمِّهِمَا فَبَرَقَتْ بَرْقَةٌ فَقَالَ لَهُمَا: «الحَقَا بِأُمِّكُمَا»، قَالَ: فَمَكَثَ ضَوْؤُهَا حَتَّىٰ دَخَلَا،

جواب: یہ ہے کہ جو ذکر کیا گیا اس میں عفریت کی حدیث میں پکڑنے اور ہاتھ بڑھانے کے علاوہ کوئی فعلِ کثیر نہیں ہے۔ اور امامہ کو اٹھانا اور رکھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے نہیں تھا، بلکہ وہ خود لپٹتی اور گرتی تھی بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فعل کے، اگرچہ حدیث کے لفظ کا ظاہر اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ پس غور کرے۔ اور اسی طرح حسن اور حسین کا معاملہ ہے۔ اور حسن اور حسین کو آپ نے نرمی سے پکڑا اور رکھا، جیسا کہ حضرت ابوہریرہ کی حدیث میں آیا ہے۔ احمد نے روایت کیا، انہوں نے کہا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے، پس جب آپ سجدہ کرتے تو حسن اور حسین آپ کی کمر پر چڑھ جاتے۔ پس جب آپ سر اٹھاتے تو انہیں پیچھے سے نرمی سے پکڑ کر زمین پر رکھ دیتے۔ پس جب آپ لوٹتے تو وہ بھی لوٹ آتے، یہاں تک کہ آپ نے نماز مکمل کرلی۔ پھر آپ نے ان میں سے ایک کو اپنی ران پر بٹھالیا، پس میں نے کہا: میں انہیں ان کی والدہ کے پاس واپس کر دوں؟ تو ایک بجلی چمکی۔ پس آپ نے ان سے فرمایا: "اپنی والدہ کے پاس چلے جاؤ"۔ کہا: پس اس کی روشنی رہی یہاں تک کہ وہ چلے گئے۔

ثُمَّ ذُكِرَ فِي **الهِدَايَةِ**: «أَنَّهُ إِذَا قَرَأَ الإِمَامُ مِنَ المُصْحَفِ فَسَدَتْ صَلَاتُهُ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَقَالَا: هِيَ تَامَّةٌ، لِأَنَّهُ عِبَادَةٌ انْضَافَتْ إِلَىٰ عِبَادَةٍ، وَالنَّظَرُ فِي المُصْحَفِ عِبَادَةٌ لِقَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَعْطُوا أَعْيُنَكُمْ مِنَ العِبَادَةِ حَظَّهَا». قِيلَ: وَمَا حَظُّهَا مِنَ العِبَادَةِ قَالَ: «**النَّظَرُ فِي المُصْحَفِ**» إِلَّا أَنَّهَا يُكْرَهُ، لِأَنَّهُ يُشْبِهُ بِصَنِيعِ أَهْلِ الكِتَابِ. -يَعْنِي: اليَهُودَ، فَإِنَّهُمْ يَقْرَؤُونَ كِتَابَهُمْ فِي الصَّلَاةِ مِنَ المَصَاحِفِ، وَوَصَفَتْ هٰذِهِ الأُمَّةَ

بِأَنَّ أَنَاجِيلَهُمْ فِي صُدُورِهِمْ أَيْ: يَقْرَؤُونَ كِتَابَهُمْ فِي الصَّلَاةِ عَنْ ظَهْرِ الْقَلْبِ عَلَىٰ خِلَافِ عَادَةِ أَهْلِ الْكِتَابِ، (وَلِأَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ إِنْ حَمَلَ الْمُصْحَفَ فَحَمْلُهُ وَالنَّظَرُ فِيهِ وَتَقْلِيبُ الْأَوْرَاقِ عَمَلٌ كَثِيرٌ، وَإِنْ وَضَعَ يَكُونُ تَلَقِّيًا مِنَ الْمُصْحَفِ فَصَارَ كَمَا إِذَا تَلَقَّنَ مِنْ غَيْرِهِ وَهُوَ يُفْسِدُ الصَّلَاةَ فَكَذَا مِنْهُ).

پھر "**ہدایہ**" میں ذکر کیا گیا ہے: (کہ اگر امام مصحف سے پڑھے تو ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اور ان دونوں کے نزدیک وہ مکمل ہے، کیونکہ یہ ایک عبادت ہے جو دوسری عبادت سے مل گئی)۔ اور مصحف میں دیکھنا عبادت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی وجہ سے: «**أَعْطُوا أَعْيُنَكُمْ مِنَ العِبَادَةِ حَظَّهَا**» "اپنی آنکھوں کو عبادت میں سے اس کا حصہ دو"۔ کہا گیا: اور اس کا عبادت میں حصہ کیا ہے؟ فرمایا: "**مصحف میں دیکھنا**"۔ سوائے اس کے کہ یہ مکروہ ہے، کیونکہ یہ اہل کتاب کے فعل سے مشابہت رکھتا ہے۔ یعنی یہود، کیونکہ وہ اپنے کتاب کو نماز میں مصاحف سے پڑھتے ہیں۔ اور اس امت کو اس بات سے وصف کیا گیا ہے کہ ان کی اناجیل ان کے سینوں میں ہیں یعنی: وہ اپنے کتاب کو نماز میں حفظ سے پڑھتے ہیں، اہل کتاب کی عادت کے خلاف۔ (اور ابو حنیفہ کے نزدیک یہ ہے کہ اگر وہ مصحف کو اٹھائے تو اس کا اٹھانا، اس میں دیکھنا اور ورق پلٹنا فعل کثیر ہے۔ اور اگر رکھ دے تو یہ مصحف سے تلقین ہے، پس یہ ایسا ہو گیا جیسے کسی دوسرے سے تلقین کرے، اور وہ نماز کو فاسد کرتا ہے، پس یہ بھی اسی طرح ہے)۔

وَيُحْكَىٰ عَنِ الشَّافِعِيِّ: أَنَّهُ لَا يُكْرَهُ مُطْلَقًا سَوَاءٌ كَانَ مَوْضُوعًا أَوْ مَحْمُولًا، أَمَّا الْوَضْعُ فَلَا بَأْسَ فِيهِ، وَأَمَّا الْحَمْلُ فَلِأَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّىٰ حَامِلًا أُمَامَةَ بِنْتَ أَبِي الْعَاصِ، وَحَمْلُ الْقُرْآنِ لَيْسَ أَثْقَلَ وَأَكْثَرَ مِنْ حَمْلِ أُمَامَةَ۔

اور شافعی سے منقول ہے: کہ وہ مطلقاً مکروہ نہیں سمجھتے، خواہ وہ رکھا ہوا ہو یا اٹھایا ہوا۔ رہا رکھنا، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور رہا اٹھانا، تو اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امامہ بنت ابی العاص کو اٹھائے ہوئے نماز پڑھی ہے۔ اور قرآن کا اٹھانا امامہ کو اٹھانے سے بھاری اور زیادہ نہیں ہے۔

قَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ: الْمُعَوَّلُ [عَلَيْهِ] فِي دَفْعِ قَوْلِ الشَّافِعِيِّ عَلَىٰ كَوْنِ الْقِرَاءَةِ مِنَ الْمُصْحَفِ فِي حُكْمِ التَّلَقُّنِ مِنَ الْغَيْرِ فَإِنَّ فِعْلَ الْخَارِجِ لَا أَثَرَ لَهُ فِي الْفَسَادِ بَلِ الْمُؤَثِّرُ فِعْلٌ مَنْ فِي الصَّلَاةِ، ثُمَّ لَمْ يُفَصَّلْ فِي **الْجَامِعِ الصَّغِيرِ** بَيْنَ الْقَلِيلِ وَالْكَثِيرِ فِي الْإِفْسَادِ، وَقِيلَ: إِنْ قَرَأَ آيَةً تَفْسُدُ، وَقِيلَ: بَلْ قَدْرَ الْفَاتِحَةِ وَلَوْ كَانَ يَحْفَظُ فَقَرَأَ لَا تَفْسُدُ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ ذَكْوَانَ مَوْلَىٰ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّ بِهَا فِي شَهْرِ رَمَضَانَ وَكَانَ يَقْرَأُ مِنَ الْمُصْحَفِ، وَهُوَ مَحْمُولٌ عَلَىٰ أَنَّهُ كَانَ مَوْضُوعًا۔ وَفِعْلُ ذَكْوَانَ هُوَ الْحَامِلُ لِوَضْعِ الْمَسْأَلَةِ فِي الْإِمَامِ فِي **الْجَامِعِ الصَّغِيرِ**۔ وَقِيلَ: قَيْدٌ اتِّفَاقِيٌّ۔

شیخ ابن الہمام نے کہا: شافعی کے قول کے رد میں معتمد بات یہ ہے کہ مصحف سے قراءت کو غیر سے تلقین کے حکم میں سمجھا جائے۔ کیونکہ باہر والے کا فعل فساد میں مؤثر نہیں ہے، بلکہ مؤثر نماز میں موجود شخص کا فعل ہے۔ پھر "**جامع صغیر**" میں افساد میں کم اور زیادہ کے درمیان تفصیل نہیں کی گئی۔ اور کہا گیا: اگر وہ ایک آیت پڑھے تو فاسد ہو جاتی ہے۔ اور کہا گیا: بلکہ فاتحہ کے بقدر۔ اور اگر وہ حافظ ہو اور پڑھ لے تو فاسد نہیں ہوتی۔ اور ذکوان، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام سے مروی ہے کہ وہ رمضان کے مہینے میں انہیں نماز پڑھاتے تھے اور مصحف سے پڑھتے تھے۔ اور اسے اس پر محمول کیا گیا ہے کہ وہ رکھا ہوا تھا۔ اور ذکوان کا فعل ہی "**جامع صغیر**" میں مسئلے کو امام کے ساتھ خاص کرنے کا سبب ہے۔ اور کہا گیا: یہ قید اتفاقی ہے۔

الفهارس العامه

جامعہ امام غزالی فیصل آباد

فهرس الآيات

«الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ» ....[الفاتحة:1]

«غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ» ....[الفاتحة:7]

«لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ» ....[آل عمران:128]

«ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً» ....[الأعراف:55]

«وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ» ....[الأعراف:204]

«وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ» ....[التوبة:100]

«قَالَ قَدْ أُجِيبَتْ دَعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيمَا» ....[يونس:89]

«وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا» ....[مريم:33]

«وَالسَّلَامُ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى» ....[طه:47]

«يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا» ....[الحج:77]

«تَحِيَّةً مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً» ....[النور:61]

«قَالُوا سَلَامًا» ....[الفرقان:63]

«وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ» ....[الصافات:181]

«سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ» ....[الزمر:73]

«وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ» ....[الجمعة:3]

«إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ» ....[المنافقون:1]

«هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ» ....[الدهر:1]

«وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ» ....[المطففين:1]

«سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى» ....[الأعلى:1]

«هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ» ....[الغاشية:1]

«أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ» ....[التين:8]

«فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ» ....[الكوثر:2]

«قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ» ....[الكافرون:1]

«قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ» ....[الإخلاص:1]

جامعہ امام غزالی فیصل آباد

فهرس الأحاديث

أتاني جبريل فقال: يا محمد من صلى عليك من أمتك ....

أتموا الركوع والسجود ....

إذا أحسن الرجل الصلاة فأتم ركوعها وسجودها ....

إذا أراد أحدكم الغائط فليبدأ به قبل الصلاة ....

إذا أقيمت الصلاة ووجد أحدكم الخلاء فليبدأ بالخلاء ....

إذا تشهد أحدكم فليستعذ بالله ....

إذا تشهد أحدكم في الصلاة ....

إذا سجد أحدكم فلا يبرك كما يبرك البعير ....

إذا سجد أحدكم فليبدأ بركبتيه ....

إذا سجد العبد سجد معه سبعة آراب ....

إذا سجدت فضع كفيك وارفع مرفقيك ....

إذا صلى أحدكم فليتم ركوعه ....

إذا ضحك الرجل في الصلاة، فإنه يعيد الصلاة ....

إذا فرغ أحدكم من التشهد فليتعوذ بالله من أربع ....

إذا قال الإمام: غير المغضوب عليهم ولا الضالين فقولوا: آمين ....

إذا قال: سمع الله لمن حمده ....

إذا قعد أحدكم في الصلاة فليقل: التحيات لله ....

إذا كان أحدكم يصلي فليحسر العمامة عن جبهته ....

إذا كان عند القعدة فليكن من أول قول أحدكم ....

إذا كبّر الإمام فكبّروا وإذا قرأ فأنصتوا ....

أراكم تقرؤون وراء إمامكم فلا تفعلوا إلا بأم القرآن ....

ارجع فصل فإنك لم تصلّ ....

اعتدلوا في السجود ولا يبسط أحدكم ذراعيه انبساط الكلب ....

أعطوا أعينكم من العبادة حظها ....

جامعہ امام غزالی فیصل آباد

اقرأ ما تیسر معك من القرآن ....

أقیموا الرکوع والسجود فواللہ إنی لأراکم من بعدی ....

أقیموا الرکوع والسجود ....

أکثروا الصلاۃ علیّ فی اللیلۃ الغرّاء والیوم الأزھر ....

أکثروا من الصلاۃ علیّ فی یوم الجمعۃ ....

ألزق جبھتك الأرض ....

ألّف اللّٰھمّ علی الخیر بین قلوبنا وأصلح ....

أمرت أن أسجد علی سبعۃ أعضاء ....

إنّ البخیل کل البخیل من ذکرت عندہ فلم یصل علیّ ....

إنّ الدعاء موقوف بین السماء والأرض ولا یصعد منہ شیء ....

إنّ اللہ أعطی ملکاً من الملائکۃ أسماع الخلق وھو قائم علی قبری ....

إنّ اللہ لا یقبل صلاۃ من لا یصیب أنفہ الأرض ....

إنّ اللہ یحدث من أمرہ ما یشاء وإنّ مما أحدث أن لا تکلّموا فی الصلاۃ ....

ان المصلی یناجی ربہ فلینظر ما یناجیہ بہ ولا یجھر بعضکم علی بعض ....

ان انجاکم یوم القیامۃ من اھوالھا ومواطنھا اکثرکم علی ....

ان صلاتنا ھذہ لا یصلح فیھا شیء من کلام الناس ....

ان کان من خشیۃ اللہ لم یقطع الصلاۃ، وان کان من الم قطع ....

ان اللہ تعالی ملکا اعطاہ سمع العباد ....

ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام ....

ان من الجفاء ان یکثر الرجل مسح جبھتہ ....

ان من السنۃ فی الصلاۃ المکتوبۃ اذا نھض الرجل فی الرکعتین الاولیین ....

ان ھذا لو مات مات ولیس من الدین علی شیء ....

ان ھذہ الصلاۃ لا یصلح فیھا شیء من کلام الناس ....

الانسان یسجد علی سبعۃ اعظم ....

انما السنۃ الاخذ بالرکب ....

انما انا بشر وانی کنت جنبا ....

انما جعل الامام لیؤتم بہ، فاذا کبر فکبروا ....

انی لما رایتنی دخلت النخل ....

اولی الناس بی یوم القیامۃ اکثرھم علی صلاۃ ....

ایما رجل دخل فی الصلاۃ، فاصابہ رز فی بطنہ اوقیء او رعاف ....

تدرین علی ما حسدونا ....

التسبیح للرجال والتصفیق للنساء ....

خیر القرون قرنی الذین انا فیھم ثم الذین یلونھم ....

الذی لا یتم رکوعہ وسجودہ فانما مثل ذلک کمثل الجائع ....

رضیت لامتی ما رضی بہ ابن ام عبد ....

رفع عن امتی الخطا والنسیان وما استکرھوا علیہ ....

سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالی جدک ....

سنت لکم الرکب فامسکوا بالرکب ....

الصلاۃ مثنی مثنی، تشھد فی کل رکعتین ....

صلوا علی انبیاء اللہ ورسلہ فان اللہ تعالی بعثھم کما بعثنی ....

صلوا کما رایتمونی اصلی ....

ضع انفک لیسجد معک ....

علام تومئون بایدیکم کانھا اذناب خیل شمس ....

علیک بتشھد ابن مسعود ....

فاذا فعلت ھذا فقد تمت صلاتک ....

قد کنت عبدا قبل ان اکون رسولا ....

قسمت الصلاۃ بینی وبین عبدی ....

قولوا: اللھم صل علی محمد النبی الامی وعلی ال محمد ....

قولوا: اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت ....

کیف تقول فی الصلاۃ ....

لا تجزئ صلاۃ احدکم حتی یقیم ظھرہ ....

لا تجزئ صلاۃ لمن لم یقرا بفاتحۃ الکتاب ....

لاتذکرونی فی ثلاث مواطن ....

لاترفعوا اصواتکم فتؤذوا المؤمنین ....

لا تعاجلوا فی الصلاۃ الاخبثین ....

لا صلاۃ بحضرۃ الطعام ولا لمن یدافعہ الاخبثان ....

لا صلاۃ لجار المسجد الا فی المسجد ....

لا صلاۃ للعبد الابق ....

لا صلاۃ لمن لا وضؤ لہ ....

لا صلاۃ لمن لا یمس انفہ الارض ما یمسہ الجبین ....

لا صلاۃ لمن لم یصل علی ....

لا صلاۃ لمن لم یضع انفہ علی الارض ....

لا صلاۃ لمن لم یقرا بفاتحۃ الکتاب ....

لا یقبل اللہ صلاۃ رجل لا یتم الرکوع ....

لا ینظر اللہ تعالی الی صلاۃ عبد لا یقیم ....

لان یمسک احدکم یدہ عن الحصباء خیر لہ ....

اللہ اکبر وجھت وجھی ....

اللھم اغفر لی ما قدمت وما اخرت وما اسرت ....

اللھم العن فلانا وفلانا ....

اللھم انج الولید بن الولید وسلمۃ بن ھشام ....

اللھم باعد بینی وبین خطای ....

لھی اشد علی الشیطان من الحدید ....

لومات ھذا وھذہ صلاتہ مات علی غیر دین ....

لینتھین اقوام یرفعون ابصارھم الی السماء فی الصلاۃ ....

ماحسدکم الیھود علی شیء ماحسدکم علی امین ....

مالی لاتطیب نفسی ویظھر بشری ....

ما من عبد یسلم علی عند قبری الا وکل اللہ بہ ملکا ....

معقبات لا یخیب فاعلھن دبر کل صلاۃ ....

جامعہ امام غزالی فیصل آباد

مفتاح الصلاة الطهور وتحريمها التكبير........................

من الجفاء ان اذكر عند رجل فلا يصلى على........................

من ذكرت عنده فلم يصل على فقد شقى........................

من سبح الله فى دبر كل صلاة ثلاثا........................

من سره ان يلقى الله عزوجل غدا راضيا فليكثر الصلاة على........................

من صلى خلف الامام فليقرا بفاتحة الكتاب........................

من صلى خلف امام فان قراءة الامام له قراءة........................

من صلى صلاة لم يصل على........................

من صلى صلاة لم يقرا فيها بفاتحة الكتاب........................

من صلى على عند قبرى سمعته........................

من صلى على فى كتاب لم تزل الملائكة تستغفر له........................

من صلى على فى يوم مائة مرة قضى الله تعالى له مائة حاجة........................

من صلى على يوم الجمعة مائة مرة جاء يوم القيامة ومعه نور........................

من قال: اللهم صل على محمد وانزله المقعد المقرب........................

من كان ضحك منكم فليعد الوضوٗ وليعد الصلاة........................

من كان له امام فقراءة الامام قراءة له........................

من نسى الصلاة على خطئ طريق الجنة........................

نادانى جبريل من تلقاء العرش........................

هل قرا معى احد منكم انفا........................

ولا تغمضوا اعينكم فى السجود........................

يا انس، اجعل بصرك حيث تسجد........................

يا معشر المسلمين، لا صلاة لمن لا يقيم........................

يا مقلب القلوب، ثبت قلبى على دينك........................

يكره ان يصلى الرجل وراسه معقوص........................

جامعہ امام غزالی فیصل آباد

فہرس الاعلام

عامر بن النباح المعروف بابن النباح..............................

عبد الرحمن بن عبد القاری المدنی..............................

عبد اللہ بن غنام بن اوس الانصاری المدینی البیاضی..............................

عبد الوہاب بن ولی اللہ الہندوی البرہانفوری..............................

علی بن عبد الرحمن المعاوی الانصاری المدنی..............................

محمد بن یوسف الکرمانی، البغدادی..............................

مختار بن محمود بن محمد الزاہدی العزمیینی المعتزلی، ابو الرجاء..............................

منذر بن مالک بن قطعۃ العبدی العوقی البصری..............................

یزید بن القعقاع المدنی المخزومی، ابو جعفر القاریٔ..............................

جامعہ امام غزالی فیصل آباد

فهرس الكتب

البرهان شرح مواهب الرحمن: لابی اسحاق ابراهیم الطرابلسی ....

الحاوی الصغیر: لعبد الغفار بن عبد الکریم الشافعی ....

رسالۃ ابن ابی زید: لابی محمد عبد الله بن ابی زید القیروانی ....

شرح الزرکشی: لابی عبد الله محمد بن عبد الله الزرکشی ....

کشف الاسرار: لعبد العزیز بن احمد البخاری الحنفی ....

مختصر الخرقی: لابی القاسم عمر بن الحسین الحنبلی ....

مشکاۃ المصابیح: لابی عبد الله محمد بن عبد الله الخطیب الشافعی ....

مصابیح السنۃ: لابی محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی الشافعی ....

مواهب الرحمن: لابی اسحاق ابراهیم بن موسی الطرابلسی ....

جامعہ امام غزالی فیصل آباد

خاتمہ

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں جس نے اپنے فضل و کرم سے اس ناچیز کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ کتاب "فتح المنان فی اثبات مذہب النعمان" کی تہذیب مکمل کر سکا۔

اس تہذیب میں اصل عربی متن کو مکمل اعراب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے تاکہ قاری بغیر کسی مشکل کے اسے پڑھ سکے۔ ہر عبارت کے ساتھ اردو ترجمہ کیا گیا ہے تاکہ معنی و مفہوم فوراً واضح ہو جائے۔ نیز اہم مواقف کو الگ سے ذکر کیا گیا ہے تاکہ قاری کو احناف کے دلائل اور فقہی نکات پر ایک نظر میں عبور حاصل ہو جائے۔

کتاب کی ترتیب اور ڈیزائن میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ طالب علم کے لیے فہم آسان اور مطالعہ دلچسپ ہو جائے۔

آخر میں اپنے تمام اساتذہ کرام، والدین اور بالخصوص حضرت مولانا محسن صاحب کا دل سے شکر گزار ہوں جن کی دعاؤں، رہنمائی اور محنت کی بدولت یہ کام تکمیل تک پہنچا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کاوش کو قبول فرمائے، اسے میرے لیے اور تمام پڑھنے والوں کے لیے نفع بخش بنائے، اور ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے مطابق نماز پڑھنے اور زندگی بسر کرنے اور ہمیں امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین ثم آمین۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین

مہذب: محمد عظیم صادق علی

جامعہ: فیضانِ امام غزالی فیصل آباد

تفصیلی فہرست

نمبر شمار	موضوعات	صفحہ نمبر
1	دیباچہ	3
2	کتاب کا تعارف	4
3	مصنف کا تعارف	6
4	مشکل اصطلاحات	7
5	پہلا باب: باب الصفۃ الصلاۃ	9
6	الموضع الاول	19
7	الموضع الثانی	27
8	الموضع الثالث	30
9	الموضع الرابع	33
10	الموضع الخامس	35
11	دوسرا باب: باب مایقرا بعد التکبیر	38
12	تیسرا باب: باب القراۃ فی الصلاۃ	50
13	الموضع الاول	54
14	الموضع الثانی	58
15	الموضع الثالث	65
16	الموضع الرابع	70
17	الموضع الخامس	73
18	الموضع السادس	74
19	الموضع السابع	75
20	الموضع الثامن	76
21	الموضع التاسع	78
22	چوتھا باب: باب الرکوع والسجود	81
23	الموضع الاول	91

جامعہ امدادیہ فیصل آباد

24	الموضع الثانی	93
25	الموضع الثالث	96
26	الموضع الرابع	102
27	پانچواں باب: باب التشهد	105
28	الموضع الاول	113
29	الموضع الثانی	117
30	چھٹا باب: باب الصلاۃ علی النبی	121
31	ساتواں باب: باب الدعاء فی التشھد	132
32	الموضع الاول	135
33	الموضع الثانی	138
34	آٹھواں باب: باب الذکر بعد الصلاۃ	143
35	نواں باب: باب مالا یجوز من العمل فی الصلاۃ وما یباح منہ	147
36	الفصل الثانی	155
37	الموضع الاول	159
38	الموضع الثانی	162
39	الموضع الثالث	165
40	فھرس الآیات	170
41	فھرس الاحادیث	171
42	فھرس الاعلام	176
43	فھرس الکتب	177
44	خاتمہ	178